

ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر
کی حرمت پر



مفصل و مدل فتویٰ

مع تصدیقات

ازہر ہند دارالافتاء دارالعلوم دیوبند وغیرہ



مؤلف

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سید محمد الحسن امروہی دامت برکاتہم
رحمۃ الرانیہ علیہ بعد امام احمد رحمۃ الرانیہ علیہ

ناشر: شعبۂ نشر و ارشاد

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن
الاکوڈل تائپ کرنیں

فہرست

پیش لفظ	۱
تعدادیق از رئیس دارالافتاء دارالعلوم دیوبند (الہند)	۲
تعدادیق از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند	۳
تعدادیق از جامعہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کھصو (الہند)	۴
تعدادیق از حضرت مفتی حیدر اللہ شجاع صاحب مغلہ رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفی، لاہور	۵
تعدادیق از حضرت مفتی محمد عبدالجید دین پوری صاحب مغلہ ناحیہ رئیس دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علام محمد یوسف بخاری ناکون کراچی	۶
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ فوارقہ کراچی	۷
تعدادیق از دارالافتاء ختم نبوۃ کراچی	۸
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی	۹
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ غلفانی راشدین رضی اللہ عنہم گریس ماری پور کراچی	۱۰
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ اشرفی سکھر	۱۱
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم رحیمیہ نیلا گنبد سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان	۱۲
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان، پاکستان	۱۳
تعدادیق از دارالافتاء دارالعلوم کبیر والا	۱۴
تعدادیق از دارالافتاء بادی، بیو، آزاد، کالونی کوئٹہ	۱۵
تعدادیق از دارالافتاء جامعہ شیدیہ آسیا آباد، بلوچستان	۱۶
استثناء	۱۷
اجواب با سرتعالیٰ و سجناء	۱۸
چند ضروری تنبیہات	۱۹
کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا اور بنوانا بالا جماعت حرام ہے	۲۰

31	تصویر کی حرمتِ اتفاقی پر بعض اہل علم کا اشکال اور جواب (حاشیہ)	۲۱
32	تصویر کی حرمت، جن احادیث سے ثابت ہے وہ حدود از تک پہنچی ہوئی ہیں	۲۲
41	کتب تداولہ میں تصویر سازی و استعمال تصویر سے متعلق الفاظ کی تحقیق (حاشیہ)	۲۳
63	تصویر بندے کے بعد اس کے استعمال کا کیا حکم ہے؟	۲۴
68	یہ سوال کہ جب تصویر بنا تحریم ہے تو بعض صورتوں میں اس کا استعمال کیوں جائز ہے؟	۲۵
69	ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کا حکم	۲۶
69	قلم کیسرے کی تصویر کا حکم	۲۷
72	قلم کیسرے پر لی گئی تصویر کی وجہ حرمت	۲۸
73	تصویر سازی کا مقصد اور حرمت کی وجہ	۲۹
74	تصویر کی وجہ حرمت	۳۰
78	ڈیجیٹل کیسرے کی تصویر کا حکم	۳۱
83	تصویر کی تعریف	۳۲
85	فرشتوں کو فور سے پیدا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اب بھی انور ہوں (اٹھاں و جواب حاشیہ)	۳۳
101	وہ تصویر جو شریعت میں حرام ہے نصوص میں اس کو چند قیودات کے ساتھ مقيد کیا گیا ہے	۳۴
105	الراہی جواب	۳۵
112	تحقیقی جواب	۳۶
117	عین حرام کے ذرائع اور اساباب بھی حرام ہیں	۳۷
133	اسکرین یا پر دے پر ظاہر ہونے والے مناظر تصویر ہیں	۳۸
134	ٹی وی اسکرین یا سینما گھر کے پر دے پر متحرک مناظر کی حرمت پر اکابرین علماء دیوبند رحمہم اللہ کے فتاویٰ	۳۹
147	تفصیلی کلام کے بعد سوالات کے جوابات	۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور بر سر مجلس راگ باجے اور گانے بجائے کامشفلہ کریں گے۔ حق تعالیٰ ان کو زمین میں دھنادیں گے اور ان میں سے بعض کو بندرا اور خنزیر ہنادیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مضمون شراب کے متعلق ارشاد فرمایا ہے آج امت نے اس کو صرف شراب ہی نہیں بلکہ اکثر دوسرے محرامات میں بھی استعمال کر رکھا ہے۔ شریعت میں جس نام سے کسی چیز کو حرام کیا گیا ہے اس پر قبیل معاشرت کا رنگ دروغ نہ کرنا اور نام بدل کر بے خطر اس کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

اس وقت ہماری بحث کا موضوع ڈیجیٹل کیمرے کے ذریعے تصویر کشی کا مسئلہ ہے یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ شریعت نے تصویر کشی کو حرام اور اس کے استعمال کو ناجائز قرار دیا اور جمہور علماء صحابہ و تابعین اور ائمہ ار بعده کے نزدیک جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً بلا استثناء حرام ہے۔ لیکن کچھ عرصہ قبل بعض دینی حلقوں کی جانب سے یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ ڈیجیٹل کیمرہ سے حاصل شدہ تصویر حرام تصویر کے حکم میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ عکس یا مشاہدہ بالعکس یا آشہ بالعکس ہے۔

اس حوالے سے جہاں فتنی پارکیوں اور ماہرین کی آراء اور ان کی کتابوں کا سہارا لیا گیا، وہاں پر حضرات اکابر رحمہم اللہ کی عبارتوں میں بعض اتفاقی قیود، احادیث میں استعمال

تصویر سے متعلق بعض رخصتوں اور بعض جزئی و شاذ اقوال کو بنیاد بنا کر حرمتِ تصویر کے اتفاقی داجمائي مسئلے کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ تصویر کا مسئلہ مجتہد فہر مسئلہ ہے اور اس میں بحث و مباحثہ کی گنجائش موجود ہے۔

اس صورت حال کی وجہ سے نہ صرف حضرات علماء کرام بلکہ عوام الناس بھی اضطراب و تشویش میں بٹلا تھے مختلف اصحاب افقاء سے بار بار استفتاء کیا جا رہا تھا۔ اسی اثناء میں دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر جو مناظر ہوتے ہیں یا ڈسک یا سی ڈی میں محفوظ ہوتے ہیں ان کے بارے میں کہ ”یہ چیزیں تصاویرِ حرمہ میں داخل نہیں ہیں“، ایک تفصیلی فتویٰ مختلف دارالافتاء میں رائے یا تصدیق کیلئے بھیجا گیا تھا ہمارے یہاں سے جو رائے دارالافتاء دارالعلوم کراچی بھیجی گئی اسے کمیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یا سین القرآن شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سید جنم الحسن صاحب امر و ہوی زید مجدد ہم نے دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے تفصیلی فتوے کو سامنے رکھ کر فتوے کی صورت میں تحریر فرمایا تھا۔ اسی عرصے میں ایک سائل کی جانب سے ڈیجیٹل کیسرے وغیرہ کے بارے میں ایک تفصیلی استفتاء ہمارے دارالافتاء میں آیا۔ حضرت مفتی صاحب مذکوم نے اپنے تفصیلی فتویٰ میں مذکورہ استفتاء میں کئے گئے سوالات کے جوابات کا بھی اضافہ کر دیا۔

حضرت مولانا مفتی سید جنم الحسن صاحب مذکوم نے اس تحقیقی تفصیلی فتوے میں احادیث مبارکہ، حضرات صحابہ و تابعین، فقهاء امت و ائمہ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جاندار کی تصویر یا نامطلقاً حرام ہے۔ اس کے علاوہ اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ و تحریریات سے تصویر کی مطلقاً حرمت ٹی وی، سینما وغیرہ کی شناخت و قیاحت اور ان کے عدم جواز کو بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح مجوزین حضرات کے دلائل کے باعث فیصل الزامی و تحقیقی جوابات دے کر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عام سادہ کیسرہ اور ڈیجیٹل کیسرہ کی تصویریں کوئی فرق نہیں۔

حضرت مفتی صاحب مظہم نے اپنے اس فتوے کو ملک و بیرون ملک کے مشہور و معروف مختلف دارالاوقاء و اصحاب اوقاء کے پاس رائے یا تصدیق کیلئے بھی بھیجا تھا۔ جس کے نتیجے میں بھشول از ہر ہند دارالاوقاء دارالعلوم دیوبند اکثر دارالاوقاء نے اس فتوے کی تصویب و تصدیق کی۔ بعض الہل علم نے کچھ اشکالات بھی کیے تھے جنہیں تحریری طور پر ان کے جوابات بھی دیئے گئے۔ اور اب الحمد للہ کتابی صورت میں وہ تمام تصدیقات شامل کر دی گئی ہیں۔ اور وارد شدہ اشکالات کو ان کے مقامات پر مع جواب کے حاشیہ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ نیز چونکہ یہ تحریر ایک استفتاء کا جواب ہے اور باقاعدہ فتویٰ کی صورت میں ہے اس لئے کتابی صورت میں عوام الناس کی سہولت کی خاطر عربی عبارات کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مظہم کی اس سنی کو قبول فرماء کرامت کی گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

دارالاوقاء

جامع دارالعلوم یاسین القرآن
ناجح کراچی

تصديقات

عكس تصديق



جعیۃ الرحمۃ الخیرابادی

المتفق بالحکیمۃ الالہامیۃ کے اعلان مدارس دینیہ (الہلک)

HABIBUR-RAHMAN KHAIRABADI

(M.A. ALIG.)

MUFTI DARUL ULOOM, NEOBAND-247554(INDIA)

Ref No:

شمارہ الفہری

۸۳۴

دی دارالافتاد جامعہ دارالعلوم باسیدن القرآن نادیہ کراچی

السدید صدیق در حمد اللہ رب العالمین

اپنے دارالافتاد کا نامیہ فرنگی بردا تدبیحہ نظام حمزہ دیوبیش رہکرنا۔ یا
ن۔ دیوبیش بردا ناظر جماعتیں یا قیادی بردا رفائلیں یا پیش۔ ایک داد و بخ
بائن کیتے سارے عصالت اور ایمان و یقین کے نتائجے ٹھوڑے ٹھوڑے ٹھوڑے اور بخوبی
گانہ جواہر ان ائمۃ پیغمبر اور اس سلسلہ دارالعلوم کا درافت ہوئا کیا تھا۔ مخت
رو خواب، میں ملکہ کو دیکھ لیا تھا اپنے نہتے بس ارسال اور ہر ہی ایک
دارالافتاد کو فرنگی مادریا ہے تو یقین ہے۔ جو تیسیں تاریخ کو وارث کر کوئی جو
کچھ دیواری کا نظر لے جائیں ملے دیویا ہے۔ نقد دارالعلوم کم در حمد

جعیۃ الرحمۃ الخیرابادی

معنی دارالعلوم دینیہ

۲۱ نومبر ۲۰۱۷ء

تصدیق از حضرت مفتی حبیب الرحمن الخیرآبادی ماحب مدحیم
وئیس دارالافتکار، دارالعلوم دیوبند (الہند)
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللی دارالافتکار جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نازم تھک کراچی
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے دارالافتکاء کا تفصیلی فتویٰ پڑھا، ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کپیوٹر اسکرین یاٹی وی
اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں یہ تصاویر میں داخل ہیں یا نہیں؟ ایک ماہ قبل پاکستان کے بہت
سارے علماء کرام اور مفتیان کرام کے فتوے ہمارے پاس آئے تھے اور یہ بگلہ دلش کے مفتی
عبد الرحمن صاحب نے سمجھے تھے اور اس سلسلہ میں دارالعلوم کا موقف معلوم کیا تھا۔ تو ہم نے جو
جواب انہیں لکھا تھا اسی کی ایک فون کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ آپ کے
دارالافتکاء سے جو فتویٰ صادر ہوا ہے وہ صحیح ہے۔ حیرت ہے کہ ان تصاویر کے عواقب کو جانتے
ہوئے کیسے جواز کا فتویٰ بخوبی نے دیدیا ہے۔ فقط والسلام علیکم و رحمۃ اللہ

حبیب الرحمن عفاف اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۰/۵/۲۱

عکس تصدیق



بسم اللہ الرحمن الرحیم
لهم اکرم اگر ما رشت موزت بمن حاب ذیت سایکم کے
اس سید کے درخواست پر ادا

جیش قارسہ کے دارالعلوم دہوبند کا وقت مقرر کیا ہے، اس سید کی درخواست
کو پہنچنے سے کامنہ ایسکرین پروٹوپرین تھریڑہ کرنے ہے۔ اس سب مشراحتی
کے حکم ہے۔ یہ سیناکی تحریر ہے کہ مثل ہے۔ فتن اتابے کے سیناکی بیز ساختے
ڈال لئے ہے۔ اور اُن دو یہیں سے۔ جو نہ سیناکی تحریر ہے بیرون سے دی
سائنس فناہ فہرست دی جائے ہے۔ دارالعلوم دہوبند کے دو باب افشاء کا فنزی اور فضیل
شرقا ناہائی قرار دیا جائے ہے۔ دارالعلوم دہوبند کے دو باب افشاء کا فنزی اور فضیل
ایکہ شریح فائز اور افضلی کی قاعدت کے حکام اور ہر گہ۔ نقد و اقصیم کے درمیان

حصہ الحکم علیکم الصلوٰۃ والسلام
بلطفہ رحیم (علیہ السلام) فائز افشاء
فائز افشاء نامہ ندوہ کے لئے ۲۸ ربیعہ ثانی ۱۴۳۷ھ

الحمد
لله رب العالمین
لعلیٰ نعمتہم
تمہارے ۱۴۳۷ھ



تصدیق از دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند (الہند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 مخدوم وکرم گرامی مرتبت حضرت مہتمم صاحب زیدت معاکیم
 السلام علیکم ورحمة الله

آپ نے فتاوے ارسال کر کے دارالعلوم دیوبند کا موقف معلوم کیا ہے اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ڈیجیٹل سٹم کے تحت اسکرین پر جو مناظر یعنی تصویریں وغیرہ آتی ہیں، وہ سب شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں۔ یہ سینما کی تصویریوں کے مثل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ سینما میں ریز سامنے سے ڈالی جاتی ہیں اور اُن وی میں پیچھے سے، جو مفاسد سینما کی تصویریوں سے پیدا ہوتے ہیں وہی سارے مفاسد اُن وی کی تصویریوں سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان تصاویر کا دیکھنا شرعاً ناجائز قرار دیا جائے گا۔ دارالعلوم دیوبند کے ارباب افتاء کا فتویٰ اور موقف یہی ہے البتہ شرعی ضرورت اور اضطرار کی حالت کے احکام اور ہونگے۔ فقط والسلام علیکم ورحمة الله

جیب الرحمٰن عفٰ اللہ عنہ

مفتي دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۰/۳/۲۸

صحیح محمود حسن غفرلہ بلند شہری
 الجواب صحیح فخر الاسلام عفی عنہ
 الجواب صحیح وقار علی غفرلہ

زین الاسلام قاسمی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند
 المصدق جیب الرحمٰن عفٰ اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۴۳۰/۵/۲۱

عکس تصدیق از حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمہم
وفیض دار الافتخار جامعه اشرفیہ لاہور

Mufti Hameedullah Jan
Chairman Darul Ifta
AL JAMIATUL ASHRAFIA
Bahrain - Ferozpur, Lahore - Pakistan
Tel #: 042 - 7521581
Cell #: 0333 - 4241616



الفتیح میڈل انڈیا جن
رئیس فارالافتخار
المجمعۃ الشرفیۃ
شایع اتفاقیہ بحیرہ رمذان

Date _____

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شایع اتفاقیہ بحیرہ رمذان

نسمہ و نصیح علی رسوولہ (لکریم) ۱
جاندار لکھوں کو خام شکلوں پر جو مصلحتوںی حرمت کے باہر
میں حضرت رسول مفتی سید نجم الحسن جب امر وہی
لکھے چکے ہیں وہ حق ہے اُندر کرم و رکو قبولیت عطا۔
گزر کے اعانت کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنادے۔ آئین

والله عالم
حیثیت

خادم الحدیث والافتخار جامعه اشرفیہ لاہور



عکس تصدیق

رسالة الرضا

JASMI MUHAMMAD ABDUL MAJEED
DESEN PURI

Vice Principal Darul Ilmi

Jamee ul Uloom ul Islamiyah Al-Bayan Islamic Boarding School

Karak 74800 PO Box 1463 (Pakistan)

Phone: 9235321/4912570 Fax: 4917933

معتبر من قبل العبراني فيروز

دبلوم من طرف

جامعة العلوم الإسلامية الدينية الرضا العبرانية العبرانية

لعام

السنة

تصدیق از حضرت مفتی محمد عبدالمجید دین پوری صاحب ملزم
نائب و نیس دار الافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیة

علامہ محمد یوسف بنوری ناؤن کراتشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، اما بعدا

زمانے کی جدت نے تکری تجدید کا گھمیسر مسئلہ کھڑا کر دیا ہے، تجدید پسندی نے کئی مسئلہ احکام کو مختلف فیہ بنانے کا چسکا ہمارے کئی روایت پسند علماء کرام کو بھی عطا کر دیا ہے، زیر بحث مسئلے میں بحث و مباحثہ کیلئے جو دروازے کھولے گئے ہیں، اگر اکابر پر اعتماد کو کافی سمجھا جاتا تو یہ نوبت ہرگز نہ آتی۔

مزید افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارے جن اکابر نے زیر بحث مسئلے میں جدت کی حامل تکر کے روشن سب سے نمایاں کروارا افرمایا تھا، آج انہی بزرگوں کے قائم کروہ اواروں میں بیٹھ کر تجدید پسندانہ رائے کو پروان چڑھایا جا رہا ہے، اور زیر بحث مسئلے کی متعلقہ نصوص کے بارے میں یا تو ان متزوک و مرجوح اقوال کے ذریعے مغالطے دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جنہیں چودہ صدیوں کے محدثین اور فقہاء نے اپنے فتوؤں کیلئے قابل قبول نہیں جانا تھا، یا پھر ان نصوص کی ایسی تاویلات کی جاتی ہیں جو اس سے پہلے کے مجتہدین امت کو معلوم نہیں ہو سکیں، ہمارے ان مقتدر بحوزیں کا اہم استدلال اور بڑا اعذر یہ ہے کہ تصویر کی جدید شکلوں کو حرام قرار دینا زمانے کے حالات اور آلات کی وجہ سے مشکل ہے۔

واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب علم اپنی دیانت پر مبنی تحقیق کی بنیاد پر تصور (بانواعہ) کو جائز قرار دے چکا ہو، اور وہ اپنی رائے کو جتنی فیصلہ سمجھنے پر بھنسدہ ہو، واضح نصوص کے سامنے اپنے اجتہاد کو پس پشت ڈالنے کا قابل ستائش حوصلہ رکھتا ہو، اس قسم کے معاملات میں اپنے اکابر کے مسلک و شرب سے ہم آغوش ہونے میں نجات سمجھتا ہو، اور دین میں شبہ، شبہات اور اغلوطات سے اپنا دامن بچا کر مصویر کون و مکان کے دربار میں حاضری کے تصور سے آراستہ ہو کر اگر تصور

(بھفصیلہ) کی حقیقت اور اس کا حکم جانتا چاہے تو اس کے لئے اب تک علماء کی طرف سے جو کچھ مسودا سامنے آیا ہے، وہ کافی ہوتا چاہے کیونکہ اب حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب یا حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہما اللہ جیسے بزرگ واپس نہیں آئیں گے۔ مجوزین کے معاصر علماء جو کچھ کہہ رہے ہیں اسی میں غور و فکر کرنا ہو گا۔

زیر بحث مسئلے کے متعلق ممکنہ سوالوں کے کافی وائی جوابات حضرت مولانا مفتی محمد الحسن صاحب نے بہت عمدہ انداز میں دیدیئے، ہماری رائے یہ ہے کہ مفتی صاحب موصوف کی تحریر کے اندر تقریباً ان تمام مغالطوں کاٹھوں علمی جواب دیدیا گیا جو عام طور پر ہمارے قابل احترام اہل علم کی طرف سے عام کئے جاتے ہیں، اور یہ کہ کسی روایت پسند عالم دین کیلئے عذر کی گنجائش بظاہر نہیں چھوڑی، فخر احمد اللہ احسن الجزاء۔

اس ضروری گذارش پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ تصویر اور اُن وی کو جس درجے میں بھی جائز قرار دیا جا رہا ہے، یا انتہائی خطرناک بات ہے، جو عوام و خواص تصویر اور اُن وی کو مجوزین کے فتوؤں کی بنا پر جائز سمجھ کر کھلے عام تصویریں بناتے، بناتے ہیں اور اُن وی دیکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ کم از کم ناجائز سمجھتے ہوئے ایسا کریں، تاکہ کسی حرام کام کو حلال سمجھ کر کرنے کا شاہد نہ رہے، کیونکہ یہ ایمانی لحاظ سے خطرناک بات ہو گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور دنیا و آخرت دونوں اچھی بنائے، آمین۔ فقط

والسلام
محمد عبدالجید دین پوری

عکس تصدیق از دارالافتاء، جامعه فاروقیہ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

DARULIFTA

Jamia Farooqia, Karachi



دارالافتاء
جامعہ فاروقیہ کراچی

الحمد لله رب الناس، والصلوة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا محمد وآله وصحبة أجمعين.

ان بعد

کو مرحل پھر دینی طور پر یا ہاب میں سلسلہ افتخار و تقدیر کی خلاف تلقی امام اسلامیہ کے حوالے سے دینی اور ضرورتی
حالتی بر عین کلپ رکھنے کی روشنی میں پوری تحریر میں پایا کہ بخاطر کربو میں اصل شدید تحریر کے حکم میں بالائیں، بخاطر عکس ہے اس طبق
یا عکس و ائمہ اعلیٰ کا عکس ہے یعنی پختا نے کر لیا اگر کتاب کا عکس ہے تو کفار کا مذاہدہ کا حصہ کے لئے استعمال کردہ تحریر میں دیکھ رکھنے کی وجہ
اٹھا لے سے جہاں پاک رکھیں اور ایک دوسری کی آنکھ مذہدیں کا شہادت کیا اور اس پر محررات اکابر کی مہر میں اعلیٰ اعلیٰ تحریر
اعادہ نہیں اور۔ ۔۔۔ رخصت اور پختا چوتھی شاخ احوال کو پختا کر رسمی تحریر کے مقابلہ میں اعلیٰ کی کوشش کی گئی کہ
یہ تحریر کا سلسلہ افتخار و تقدیر میں ہے اس میں بخاطر عکس کی ادائیگی کی دلائل موجود ہے۔

اس صورت حال کی وجہ سے یہ تحریر اعلیٰ مذہد کے حکم کا حرم انسان گی طور پر تقدیر میں جا رہا تھا دادا الائک سے ارادہ
انداختہ کیا ہے اس طبق میں ہمارا اعلیٰ مذہد میں خداوندان کی رسمیت کے دلائل میں میں اپنی تقدیر اعلیٰ وجہ پر یا جو اس
وارث حرم کی طرف سے بخاطر کردار کی ادا کرو تو امریتے سچان قدر کے قابلہ احوالی پر اعلیٰ نے یہ دلائل کے لئے کھلا کر دیکھ دیں اور
وادا ایمان میں اعلیٰ مذہد میں خداوندان کی رسمیت کی حکم کے حرم اعلیٰ نے ہمارا اعلیٰ مذہد کی ایک تقدیر میں اعلیٰ اس طبقے
انداختہ کی تقدیر کے ساتھ ایک تقدیر اعلیٰ مذہد کی دلائل کے لیے۔

ور تکریر تحریر میں اعلیٰ مذہد کی تقدیر خویی ہے، میں میں اعلیٰ نے ارادہ کیا کہ تحریر میں اعلیٰ ایمان، انداختہ اور
اویز کے خواہیں کی روشنی میں اعلیٰ مذہد کی ایک تقدیر کی خواہیں کی کردیں کہ اعلیٰ ایمان میں دلائل ایک دلائل کے دلائل کے دلائل میں سے
تحریر کی تقدیر اعلیٰ ایمان میں اعلیٰ مذہد کے حکم کی دلائل ایمان کیے ہے اس طبق میں خداوندان کی تقدیر کے دلائل کے دلائل ایمان
و تقدیر میں اعلیٰ مذہد کے دلائل میں اعلیٰ مذہد کے حکم کی دلائل ایمان کی تقدیر کی دلائل ایمان۔

الدعا تعالیٰ تحریر میں صاحبِ کلام کی اسی کیلی ایک دلائل کے دلائل میں سے خداوندان کی تقدیر میں اعلیٰ مذہد کے دلائل میں۔

ہستی پرست ایمن
لٹکھاں دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی
۱/۷/۲۰۲۰ء



عکس تصدیق

لیست امداد و نجات

سید الحبلاں پوری

بیانیہ العمل الایمنی

ماندہ فرمان مصدقہ تاکہ
تراسیہ پاٹنہ

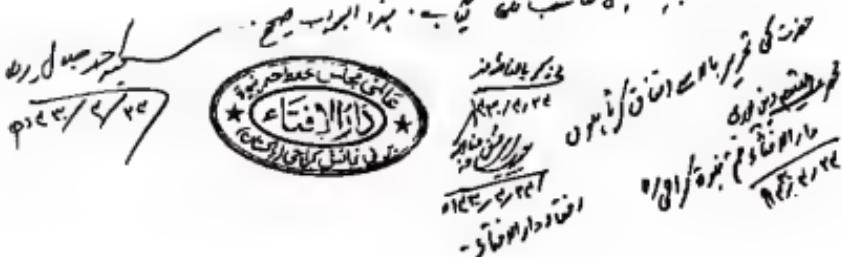
عن شیخ العین حب نبی الله

الحمد لله رب العالمین

آپ کے سنبھالیں کبھی کو تصریر کو سنن، مردھا، بہت بی اپنی بارا۔

شادی کی بیانیہ کبھی کو تصریر کا حدت کر جس فلکت مدداد مددیں طویل مددیں کیا ہے۔
تو یہ لذت ہے۔ زندگی میں نہ مزے کی مدداد مددیں کیا ہے۔ جیسا جعل رہنے کیا ہے۔ جیسا خالہ ہے
اب کو اور اسے بھی کہا جائے کہ کوئی دشمن، اپنے بھائی کو کبھی کو تصریر کا قابل
اوہ رہنے کیا ہے۔ جو کوئی دشمن ہے۔ جیسا جعل رہنے کے بعد مدداد مددیں
کس طرح رہنے سے آپلے کو جو کوئی ہے۔ جیسا بھائی ذلق رہنے سے کو کوئی نہ ایسا لفڑی،
کسی کو اس بھائی کو ایسا لفڑی کے باوجود تصریر مکمل بھائی کو کوئی دشمن نہ رہنے ہے۔ بھائی کو کوئی

ازرض بھیت، کو شسب نہیں ہے۔ بھائی کو کوئی دشمن نہ رہنے ہے۔



تصدیق اذ دار الافتاء، ختم نبوة کو اچھی

جامعة العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ناؤن، کراچی پاکستان

مولانا مفتی محمد الحسن صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ کا مرسلہ مقالہ ڈیجیٹل کیسرہ کی تصویر سے متعلق، پڑھا۔ بہت ہی اطمینان ہوا۔ ماشاء اللہ ڈیجیٹل کیسرہ کی تصویر کی حرمت کو جس خوبصورت انداز اور مدل طریقہ مدون کیا گیا ہے اپنی نظر آپ ہے۔ آپ نے جدید و قدیم مآخذ سے اس مسئلہ کو جس طرح بہرہن کیا ہے، میرے خیال میں اب کسی کو اس میں کسی قسم کا کوئی اشتبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ڈیجیٹل کیسرہ کی تصویر کا قبل از پرنٹ بھی وہی حکم ہے جو بعد از پرنٹ ہے۔ لہذا جس طرح پرنٹ کے بعد وہ حرام ہے اسی طرح پرنٹ سے قبل بھی وہ حرام ہے۔ لہذا میری ذاتی رائے ہے کہ اس مقالا کی صحیح، تسلیم اور عربی عبارات کے تراجم کے بعد اس کی طباعت عوام و خواص کے لئے بہت ہی مفید ہو گی۔ الغرض بہت ہی مناسب لکھا گیا ہے۔ لہذا الجواب صحیح

سعید احمد جلال پوری

۱۴۳۰/۳/۲۲

حضرت کی تحریر بالا سے اتفاق کرتا ہوں۔

محمد عبدالقیوم درین پوری

دار الافتاء ختم نبوة کراچی

۱۴۳۰/۳/۲۲

رقطاء دار الافتاء

محمد زکریا عفاف اللہ عنہ

۱۴۳۰/۳/۲۲

حبیب الرحمن عفاف اللہ عنہ

۱۴۳۰/۳/۲۲

عکس تصدیق از دارالافتاء، جامعه عربیہ احسن العلوم کراچی

دارالافتاء

دارالافتاء

بالمأیة العربية أحسن العلوم

منطقة جلستان اقبال رانجھر پاکستان



بسم الله الرحمن الرحيم

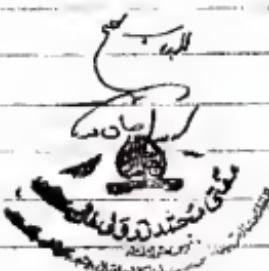
الحمد
اللهم

الصلوة
عليك

الحمد لله الذي نسبني لكتابه سلسلة في القرآن، حيث لا يزال على استئصال روسي
تصویر ملتفة حرام ہے (مماض ضروری بحق شناختی کائیں، وزیر اعلیٰ پروردگار و فیض، متن و در)
چاہئے تصویر باختر ہے ہائی جائے ہا کرسے، یا اسی اسلے زمان حال ہیت ہی وی باکبری ہوں
جر متاخر اسے پڑیں وہ حل العینی تصویر ہیں، یعنیکہ ان ہر عین تصویر کی تصویر کی تصویر کی صدف آئی ہے
جو اپنے علاحدہ کا صدقہ ہے اسی عترت مولانا مفتی فخر الحسن صاحب منظہ کاجوہمن، مدین اور
نشیبی ہے تصویر کے باس ہیں وہ بالکل دست اور مجھ ہے میں فرقہ، حدیث، احتجاج است اور
عہدہ و مہام کو رکم کے مطابق ہے چونکہ حادیت بخیر ایک مستقل ذہن ہیں ہے
بلکہ منکورہ فتنی کی تعریف ہے اسی مندرجہ ذیل کو حوالوں کی ضرورت نہیں ہے جو حالات
حادیت علم ہیں غیرہ سب منکورہ فتنی ہیں اللہ ہبھی ہے دارالعلم
دوستہ عترت مفتی صاحب کا وہ نشیبی فتنی ہے
لنبہ صحیح للقطنی عنہ
دارالافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم
حالاً فتاویٰ موجود ہے

تمثیل افکار بحسب سایی

۸۱/۲۰۱۴



عکس تصدیق از دارالافتاء جامعه خلفائی راشدین رضی اللہ عنہم گریس ماری پور کراچی

میری و مکری جناب حضرت مولانا منظہ نجم السن صاحب ترمیت مجدد

الحمد للہ ملک درود و تکہر برکات

لهم اس سلام صدوق ا لالہ الف بخیر ب الخير

آپ نے ذکر کیا کہ تصور برستہ تغییر کرنے کے بعد مادر نعمت نے

یہ نعمت کیا ہے کہ یہ بھی تصور برستہ داخل اور حرام ہے۔ بڑو کارائے بھی بھی ہے کہ حرام

بھی بندوں نے چند سال قبل اسی عذرخواہ میں یہ مغلی عذل تصور کی تھی جس کا خلاف یہ ہے کہ

جانشید کے شہر کے چار قریں میں داخل و مکن ۲۰ تصور ۳۰ تصور

بھی درج کر فراخی رہی ہے اس سطح پر جائز ہے اور مدد کری دو یعنی افغان کا رختیار مل

شامل ہے افغان و دوسری ناجائز اور حرام ہیں۔ جو کہ اسکریں پر کاہر ہونے والا منتظر ہیں

اختیار کا ہے افغان اور تصور میں داخل اور حرام ہے۔

اسی تغییر کے ساتھ تغییر کر رہے ہیں آپ کو اسال کرو ایکم۔ فقط

الحمد للہ ملک درکشہ و برکات

بندوں اور افغان عزیز

حاذل افتاد جا شمع خلق اے راستوں یونہاد اونماں عزم

گریس ماری پور کراچی

عکس تصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحيم

صاحب مقتبی و ادیلیت اگری قدیمی تری جاپ حضرت مولانا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و رحیم کا داد

مراد فیض مورکی حضرت کاظم اسلامی خداوند کرام کے نزدیک سلم پیغمبر یہ بات بھی اکابر من الحسن ہے کہ مراد فیض مورکی اس لخت سے خالی ٹھنڈی چینگی سو روی صیحت اور سرایہ نامانہ نظام ۲۱ اپنے چیر کے پیغمبیری نامداروں اور انتشاری فناہام کے طلاق میں کاڑو ہے۔
اپنے اپنے اپنے اگر کسی ملک کو اپنا فناہام چنانہ، میں ان الاوائی تجارت یا اس آئندہ آئندی میں حاصل سرگرمی میں حصہ لےتا ہو اسے لئے ان سو روی اخدادوں کے مطابق کوئی پارہ ٹھنڈی اسلی طاہر کرام نے اپنے اعلیٰ نشانے کی کوشش کی ہے کہ پیغمبر اکرم کا کوئی ایسا فناہام ہو جو مورکی اخداشت سے پاک ہو۔
پیغمبیر اسلام نے فریت کی روشنی میں اس سلسلہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسلامی تکون کی بنیاد اعلیٰ عجیب طاہر کرام و مختاری مقام کی ایک کثیریت حاصل تھی۔ حق اللہ کی کوئی مرد چینگی سو روکی اخداشت سے خالی ٹھنڈی اخداشت حضرت کاظم اسلامی جعل تعالیٰ اپنے اسلام کے مطابق سچم شری کا اخراج ہے جو ایک مرد جھیں دسی تکون ہے جس پر صراحت طاہر کرام ہے۔ جو تکیے کے سبقت ہیں اس سلسلہ میں پھرہنے بھی اپنوان (المیزان للبتول المتسوی باللّٰہ الاسلام) امام قاسم اسی کی ہے اس اخداشت کی خدمت میں پیغمبیر اسلام و مختاری کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اگر اپنے حقیقت کو کوئی تقدیم و تقدیر کرنا چاہیے تو کمزور افراد کی ایسی تصور و تکمیل کے سبقت تھرہ کا شدت سے جھلی دھکر ہے واحد کم علی اللہ الکریم اسید ہے کہ اپنے اذانت کا رسیں سے اس کا رخچ کیلئے بھی وقت مرفق فرمائیں ہوئیں گے۔

والسلام

چند دن پہلے آپ کی دارالافتاء کی
جانب سے کمالہ مقلده و بیتل نفلما بھیجا گیا تھا
اویسندہ سے رائے معلوم کی گئی تھی اس کے باوجود
میں گذا رشید ہے کہ بندہ کو حقیقی رائے ہے
جو حضرت کی رائے یہ ہے اور اس سے متعلق
جو بندہ پہلے لکھ چکا ہے میں پیش ہوئے
«عَلَّاقُو دِعَاجُو الْعَبْدُ الْمُسْتَغْفِلُ بِالْعَصْمَ»



۱۴۰۰-۰۹-۲۳

تصدیق از

دارالافتاء، جامعہ اشرفیہ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب منقبت وفضیلت گرامی قد رحمتی جناب حضرت مولانا
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

چند دن پہلے آپ کی دارالافتاء کی جانب سے رسالہ متعلقہ ڈیجیٹل
نظام بھیجا گیا تھا اور بندہ سے رائے معلوم کی گئی تھی اس کے بارے میں
گزارش یہ ہے کہ بندہ کی وہی رائے ہے جو حضرت کی رائے ہے اور اس
کے متعلق جو بندہ پہلے لکھ چکا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے۔
دعا گو و دعا جو

العبد المستغفر عبد الغفار غفران اللہ

۱۴۳۰/۲/۱۰

عکس تصدیق از دارالافتخار، جامعه اسلامیه دارالعلوم رحیمیه نیلا گنبد سرکی روڈ کوتنه بلوچستان



بسم اللہ الرحمن الرحيم

پس لئے اوری کی تحریف بخوبیں کل ہیں

تافریون، هو الہ بالسلطان الصابور وبحضوہا وپسر ہابو اسطہ الکثیر راء۔
او تحریف کی روشی میں اوری کے سحر بھی پڑائے اے ناظر صبور یعنی ہیں۔
پرانی اور آئینہ میں سایہ پر قیاس میں الفارق ہے۔

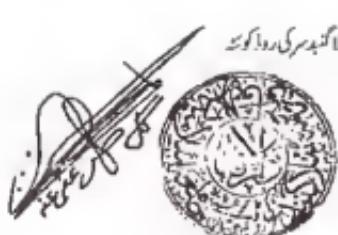
- (۱) پرانی اور آئینہ میں باحسن و مل ناظر چاہرو تے ہیں اوری۔ اوری ذہی میں من و مل شاہ و مل شاہ ہوتا ہے۔ البہتر بہت من و مل سے شہر پڑتا ہے کہ شاید یہ مناظر پرانی اور آئینہ میں نظاہر ہوتے والے مناظر طرح چیزیں لیکن ہر کوئی نہیں۔
- (۲) پرانی اور آئینہ میں کی آنکھ آن کرنا غصیں (و) جنم گھنوات گھنات (اُنی و اوری و ذہی و خوبی) میں انہیں آنے سے مانع نہ کر لیں گے۔

انہمما اکبر من لفغمما (الایہ)

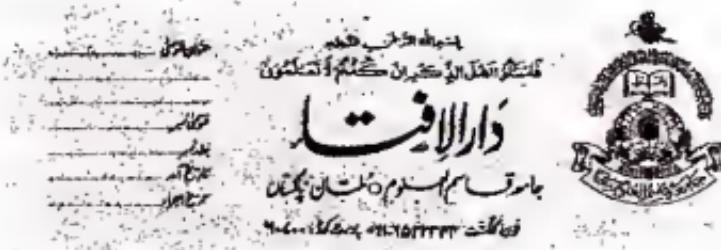
لہذا لمحیل اللام کے ذریعہ کچھ زارکریں۔ فی، اوری اسکریں ہے جو مناظر ناظر ہو تے ہیں یا اتمبے یا ای میں کوئی نہ ہو تے ہیں ان میں ذہی و خوبی (جادوار) کے مناظر سب تصویر کیجئے ہیں ناپائز اور جرام ہیں۔

نقشہ السلام (ستقی) مگل حسن علی عن۔ دارالعلوم رحیمیہ نیلا گنبد سرکی روڈ کوتنه

۱۵۔ و تحریر ۱۳۹۴ھ۔ ۱۶۔ نومبر ۲۰۰۸ء



عکس تصدق از دارالاافتہ جامعہ قاسم العلوم ملٹان، پاکستان



ذیشیل نظام کے ذریعے کیوں فر اسٹرین یاٹ وی اسٹرین
پر جو منظر ہے بونے میں یاد سے یا سیڈی میں محفوظ
بونے میں تھا دیر قدر میں داخل میں کیوں کم تھا دیر
کی خرست کیوں جو۔ اروہ میں سے کوئی نہ کوئی وہی اپنے ضرور
پڑ جائے لفافِ احکام القرآن للعلیم شیخ علی

قدت: قدو در دریں الہادیت الوبی میں

سمایا جائیں العسلوہ والسلام للهیں میں مل

التصویریہ واستغاثۃ العاذ وحمد وصل متدربہ

فسا بکوننا ذریعہ الی میادہ الراہیں طرف

وخدیقیہ جلیل الشکار وخدیان اللار

الکرم تبعیناً ملائکہ رضی بیانی فی ریاضی العسلوہ

والسلام: لا ترقی اللذات بیانیہ سے اوصیہ

وخدیان ایمان زفافی الریاضیہ من الفرق

وجانب المرض ارفع سر ان پیشتر عثما

کیا دیدن فی الحجیع من البنی مدل الشہد علیکم

تالیل الدائیز رفعہ الشہدین فی الترب المصور

اضریبہ عذی فیل کلداریتہ ذمیرتہ الریاض

وائست تعلم الراساب لاقرزاهم فیما

نکل حدا سبب لذتی عن التھما و سیر و ملک العرش جاری تعالیٰ اعلیٰ

بندو محمد غفاری

جامعہ قاسم العلوم



عکس تصدیق از دارالاافتاء، دارالعلوم کبیر والا



محترم المکرزم فیقد رجتاب مفتی صاحب مدظلہ العالیہ
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

بعد از تسلیم ڈیجیٹل نظام کے تحت کی جانے والی مناظر کشی بھیجی
انواعِ حکم تصویریں ہیں ہے، آلاتِ صنعت کے بدلتے سے چیز کا حکم نہیں بدلا
کرتا، اسی موضوع پر دارالاافتاء، دارالعلوم کبیر والا کی طرف
سے ایک مضمون لکھا گیا تھا جس کی فوٹو کا پی آجنباب کی طرف بھی روانہ
کی جا چکی تھی۔ تکمیلِ حکم میں دوبارہ چند سطور کے ساتھ فوٹو کا پی بھی روانہ
خدمت ہے۔



عکس تصدیق از دارالافتخار، ربانیه، جنی، او، آر، کالونی کوئٹہ

حضرت جناب مفتی محمد حسن صاحب مولانا
ڈیکنِ الاسلام و حجۃ الشدود کا

ایدی ہے کہ راجنگرای بھیر ہو گئے۔

تصویر سے متعلق آپ کا حقیقی، تفصیل اور علمی فتویٰ چندوں پہلے موصول ہوا ہیض ناگزیر صور و خاتم کی وجہ سے
فی الفتویٰ پڑھنے کا موقع نہیں طالب ہے چندوں کی ہاتھ سے فتویٰ کا بیغور مسلط دیکھا جائی جائیں اور عمل پایا۔
جبکہ نکوہ مسئلہ میں ممتاز تصویر سے متعلق ہماری رائے کا متعلق ہے تو ہم یقیناً پہلے ہی اس تجھے پہنچے
تھے کہ یہ تصویر حرم کے حکم میں ہے اور اس سے تصویر حرم کے تمام تفاصیل مقصود بطورِ احسن پورے ہو رہے ہیں۔
چنانچہ تین چار سال پہلے ہمارے دارالافتخار، ربانیہ کوئٹہ میں مقامی علماء کرام و مفتیان عظام کی گلگل پر ایک فتحی مجلس کا
انعقاد کیا گیا جس کے عنوان میں سے خاص کر ایک عنوان "تصویر کی تعریف" رکھا گیا تھا۔ جس کے ذیل
میں ذکر کیا گیا ہے "ذکر و تفصیل تصویر پر خوب بحث ہوئی اور ہم نے اس وقت بھی رائے دی تھی کہ ذکر و تفصیل
تصویر تصویر حرم کے حکم میں ہو کر ناجائز ہے۔

درستی طرف جن علماء کرام نے جب سے ذکر و تصویر کو تصویر حرم سے خارج کر کے جن شرائط کے ساتھ
اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس وقت سے لوگوں کی اور ہمیں ذیل درکیتے پر جس طرح جو گئے ہیں ہمارے
وہ ندار لوگ بھی ذکر و تصویر کے شرائط متحمل کروان کی رعایت کیے بغیر جس دلیری کے ساتھ حرام نہیں میں
جلا ہو گئے اسکا کوئی اندازہ نہیں۔

ایسے حالات میں ذکر و تصویر کے جواز کی اجازت کیسے دی جائی ہے لہذا آپ کی رائے سے اتفاق
کرتے ہوئے "ذکر و تفصیل تصویر" کو ناجائز اور حرام سمجھتا ہے۔

فقط الدین

(فتی) محمد روزی خان صاحب

رحمخان دارالافتخار ربانیہ اور آر کالونی کوئٹہ



۱۹۳۰ / ۵ / ۲۵

عکس تصدیق از دارالافتاده، جامعه روشنیه آسیا آباد، بلوچستان

شد و پرداختند مبلغ نهاد
 امر و همیز میلاد تا خلیل ایشان که هر چند مفصل بود سه مکالمه اتفاق
 افتاده - شیخ بنده ایشان را میگویند و مطلع شدند که از این میان
 بیان میگردید که این مبلغ از این مبالغه ایشان مطلع شدند که از این میان
 رسن بحث خواسته بودند که علیه دلیل یافتن داشتند
 پس از این که رسن فرمود که ندارد ایشان را میگذرانند
 رسن سه بحث میگردید - اگرچه ۵۰۰ روپیه که خواسته شد
 تا رسن باید رساند و شیخ ایشان مبلغ متفق باشد ایشان حفظ
 متفق نمودند که این مبلغ را ایشان را در مدت ۱۰ روز باید پرداخت کرد
 و این مبلغ را ایشان را در مدت ۱۰ روز باید پرداخت کرد
 دور زیاده برخط مذکور ایشان را در میان میگردیدند

(تصویر دفتر حکام میان)

فقط داشتند که علیم علیه از این مبلغ

کتبه لغواری



شیخ ایشان
در میان

الجواب صحیح
۲۳/۱۶۷

اسْتِفْتَاءُ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام درجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ میں الحمد للہ ایک بڑی جامد کا فاضل ہوں، اپنے اساتذہ اور بزرگوں کی دعاوں کی بدولت جو کچھ اچھی بری صلاتی اللہ تعالیٰ نے دی ہیں ان سے لوگوں میں اصلاح کا کام کرتا رہتا ہوں بعض بار یک دینی مسائل میں جب کوئی الجھن آتی ہے تو اپنے بڑوں کی طرف رجوع کرتا ہوں کچھ عرصے سے دوچار مسائل ایسے ہیں جن کی بعض نئی اور جدید صورتوں میں علمائے کرام کی آراء میں شدید اختلاف چل رہا ہے۔ اور عوام الناس اس اختلاف کی بنا پر دینی احکام کا نماق بنا رہے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ تصویر اور فلسفی سے متعلق ہے۔ دارالعلوم کراچی کے فتوے، جس میں ڈیجیٹل کیرے اور اسکرین پر آنے والے مناظر کو تصویر محمرہ کے حکم سے خارج کہا ہے اس کو بنیاد بنا کر بعض لوگ اب خوب تصویریں بنوار ہے ہیں۔

میرے ایک عزیز فون ٹو گرافی کا کام کرتے ہیں وہ بھی اس بارے میں مجھ سے کئی سوال پوچھ رہے تھے، اب تک تو میں انہیں تصویر کے حرام ہونے کا ہی بتارہا تھا اور تصویر بنانے والے پر جو عیدات آئی ہیں وہ انہیں سناتا تھا لیکن اب وہ یہ اشکال کر رہے تھے کہ ہم جو تصویر بناتے ہیں اور ڈیجیٹل کیرے کے ذریعے جو تصاویریں جاتی ہیں وہ نتیجے کے اعتبار سے برابر ہیں اور لوگ ڈیجیٹل کیرے سے تصویریں کھینچ کر ہمارے پاس لاتے ہیں تاکہ ہم انہیں اس کا پرنٹ نکال دیں۔ کیا اس صورت میں بھی ہم ہی گناہگار ہوں گے؟ حالانکہ ہم تو صرف پرنٹ نکال کر دیتے ہیں تصویریں تو وہ خود ہی کھینچتے ہیں۔

نیز ایک دفعہ میں نکاح پڑھانے گیا تو لوگ اپنے موبائل وغیرہ کے ڈیجیٹل کیروں سے تصویریں بنانے لگے اور جب منع کیا گیا تو دارالعلوم کے فتوے کا حوالہ دینے لگے کہ یہ حرام نہیں ہے۔ مجھے کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ دارالعلوم کراچی کا ڈیجیٹل کیرے کی تصاویر وغیرہ سے متعلق تفصیلی فتویٰ میں نے خود بھی پڑھا ہے اس کے مطابعے کے بعد مجھے یہ تاثر ملا کہ شاید تصویر سازی میں بھی امت کا اختلاف شروع سے ہی چلا آ رہا ہے۔

بہر کیف میں نے مندرجہ ذیل کچھ سوالات مرتب کئے ہیں تاکہ تصویر کے اس مسئلے کی وجہ سے مجھے جو ڈھنی کو فت پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے۔ آج تاب سے مواد بانہ گزارش ہے کہ میرے ان سوالات کے ایسے جوابات دیئے جائیں جو قرآن و سنت کے حوالہ جات اور صحابہ کرام و تابعین عظام کے ارشادات سے مزین ہوں، اور اگر احتفاظ خصوصاً علمائے دین بند رحیم اللہ کے فتاویٰ کے موافق ہوں۔

- (۱)..... تصویر کی حرمت آیا شروع سے اتفاقی ہے؟ یا اس میں کچھ اختلاف چلا آ رہا ہے۔
- (۲)..... تصویر کی حرمت کن نصوص سے ثابت ہے؟ برائے مہربانی ان نصوص کو نقل کرنے والے صحابہ کرام کے اسماے گرائی، کتب حدیث کے حوالوں کے ساتھ بتاویں۔
- (۳)..... کون سی تصاویر کا بنانا، دیکھنا، اور استعمال کرنا حرام ہے؟
- (۴)..... استعمال تصاویر سے کیا سراد ہے؟ نیز جب تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے تو اس کا استعمال کیوں جائز ہے؟
- (۵)..... ہاتھ اور قلم کسرے کی تصویر ایک حکم میں کیوں ہے؟
- (۶)..... ڈیجیٹل کسرے سے محفوظ کیا جانے والا منتظر تصویر ہے یا نہیں؟ ظاہراً زیر دون (0-1) زید کا عکس نہیں ہے، پھر تصویر حرم کیوں ہے؟
- (۷)..... اسکرین پر ظاہر ہونے والے مناظر کا پائیدار نہ ہونے کے باوجود دیکھنا حرام کیوں ہے؟
- (۸)..... برتنی شاعروں پر صورت کا اطلاق آیا قرآن و حدیث یا فقہ میں کہیں موجود ہے؟ یا یہ صورت پہلی بار سامنے آئی ہے؟
- (۹)..... برتنی شاعروں کا (0-1) میں ہونا یا اسکرین پر مناظر کا ناپائیدار ہونا، آیا ہمارے اکابرین حضرت حکیم الامت تھانوی رحم اللہ وغیرہ سے اس کے تصویر ہونے کے بارے میں کچھ منقول ہے یا نہیں؟
- (۱۰)..... تصاویر کے مسئلے میں آیا استثنائی صورتیں (مثلاً شاخی کا رڑ وغیرہ کی) وہ ہی ہوں گی جو سادے کسرے میں تھیں یا ان میں اور ڈیجیٹل کسرے سے حاصل کردہ تصاویر میں کچھ فرق ہو گا؟ آخر میں پھر درخواست ہے کہ تمام سوالات کے جوابات قرآن و حدیث، تفاسیر و شروحات حدیث نیز کتب فقہ و فتاویٰ کے حوالہ جات کے ساتھ دے کر مذکور فرمائیں۔

فقط

مولوی محمد اقبال شاکر، ترجمہ نامہ آباد راجی

الجواب باسمه تعالى وسبحانه

آپ کا طویل استثناء ڈیجیٹل کیرے کی تصاویر کے بارے میں موصول ہوا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈیجیٹل کیرے سے حاصل کئے گئے مناظر کے بارے میں عصر حاضر کے علماء کرام کا اختلاف انتہائی پریشان کن ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے عام دیندار طبقہ و حصول میں تقسیم ہو چکا ہے۔ نیز جن پریشانیوں کا ذکر آپ نے کیا ہے اس سے کہیں زیادہ پریشانیاں دیگر علماء اور مفتیانِ کرام کو پیش آ رہی ہیں۔ جس کا کوئی شخص بھی تشفی بخش جواب نہیں دے پا رہا ہے۔ سوائے اس کے کہ حرمت کا فتویٰ فلاں کا ہے اور جواز کا فتویٰ فلاں کا ہے۔ نیز جامع دارالعلوم کراچی کے جس تفصیلی فتوے کا آپ نے ذکر کیا ہے، حضرات اکابرین دارالعلوم کراچی کے حکم پر ہم نے تفصیلی رائے انہیں ارسان کروی ہے۔ جس میں آپ کے بھی تقریباً تمام سوالات کے جوابات آگئے ہیں۔ لہذا ہم تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھ اس کو نقل کرنے کے بعد آپ کے تمام سوالات کے جوابات اپنے کلام کے آخر میں دیں گے۔

چند ضروری تمہیدات

(۱) کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا اور بنانا بالاجماع حرام ہے
چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

قال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان
حرام شديد التحريم وهو من الكبائر. لانه متوعذ عليه بهذا
الوعيد الشديد المذكور في الاحاديث وسواء صنعه بما يمتهن
او بغيره فصنعته حرام بكل حال. (المصحح لسلم، تدقیق کتب خانہ)
(ترجمہ) ”ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جاندار کی صورت
کی تصویر کشی کرنا حرام کے اعتبار سے بہت ہی سخت ہے اور یہ تصویر کشی کبیرہ

گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ تصویر پر بہت ہی سخت و عیدوں کے ساتھ ڈرایا اور دھکایا گیا ہے جو کہ احادیث نبویہ میں ذکر کی گئی ہیں۔ چاہے اس کا بنا اس طور پر ہو کہ اس تصویر کی توثیق اور تحقیر کی جائے گی یا کچھ اور مقصد ہو (جیسا کہ تعظیم و غیرہ) بہر کیف تصویر کا بنا ہر حال میں حرام ہے۔“

امام نووی کا یہ قول بغیر کسی استثناء کے صاحب بحر نے البحر الرائق (۲۸/۲) (مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) نقل کیا ہے۔ اسی طرح علامہ طحطاویؒ نے حاشیۃ الطحطاوی علی الدر (۱/۲۷۳) (المکتبۃ العربیہ کوئٹہ) پر، نیز علامہ شامیؒ نے فتاویٰ شامیہ (۱/۶۲۷) (ائج ایم سعید کینی) میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں:

وَظَاهِرُ كَلَامِ النَّوْوِيِّ فِي شَرْحِ الْمُسْلِمِ الْاجْمَاعِ عَلَى تَحْرِيمِ
تَصْوِيرِ الْحِيَاةِ.

(ترجمہ) ”امام نووی علیہ الرحمۃ کے کلام کا مقصد جو کہ مسلم کی شرح میں ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جاندار کی تصویر کی حرمت پر اجماع ہے۔“

نیز علامہ شامیؒ ایک دوسرے مقام پر فتاویٰ شامیہ (۱/۲۵۰) میں فرماتے ہیں: [تبیہ] هذا كله في اقتداء الصورة اما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقاً لانه مضاهاة لخلق الله تعالى كمامر.

(ترجمہ) ”علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ ساری تفصیل تصویر کے استعمال میں ہے جہاں تک تصویر بنانے کا تعلق ہے تو وہ مطلقاً ناجائز ہے اس لئے کہ وہ مشابہ ہے اللہ کی تخلیق کے ساتھ۔“

نیز مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ”امداد الشفیعین (۹۹۶/۲)“ (مکتبہ دارالاشرافت) پر ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: تصویر کے متعلق دو (۲) امر قابل تذکرہ ہیں: تصویر کشی اور دوسرے استعمال تصویر۔ امر اول کا حکم جمہور علماء صحابہ و تابعین اور انکس اربعہ کے نزدیک یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلق بلا استثناء

حرام ہے۔ ۲

۱ بعض حضرات اہل فتویٰ نے ناچیز کی عبارت کے تصوری کی حرمت اتفاقی ہے پر چند اشکالات فرمائے ہیں جن کو وال و جواب کے ساتھ بعینہ نقش کیا جاتا ہے۔

گرامی قادر حضرت مولانا مفتی محمد الحسن صاحب مذہب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد از سلام مسنون:

آپ کی مرسل تحریر ہم نے اول سے آخوند پڑھی، ڈیجیٹل کپرہ سے لی گئی تصویر کے بارے میں ہمارے دارالافتاء کی ابتداء سے یہ رائے ہے کہ یہ بھی اصطلاحی تصویر کے حکم میں ہے، ہمارے ہاں سے اس پر ایک تحریر بھی لکھی گئی تھی جو دارالعلوم کی "مجلہ تحقیق" میں پیش بھی کی گئی تھی۔

ابتدۂ ضرورت کے بعض مواقع میں (جن میں جہادی ضرورت سرفہرست ہے) ہم اس کے جواز لا جبل الضرورۃ کی طرف رجحان رکھتے ہیں، جیسے کہ شناختی کارڈ کے لئے تصویر کو سب مفتیان کرام جائز کہتے ہیں، بلکہ نفل حج و عمرہ، تبلیغی و تجارتی اسفار کے لئے پرنٹ تصویر کی بھی سب اجازت دیتے ہیں جو بلا ضرورت جمہور کے نزدیک ناجائز ہے، جب ناجائز تصویر کی حاجات بلکہ بعض مہاجات کے لئے بھی گنجائش ہو سکتی ہے تو جہاد یا دفاع عن الدین کے لئے اسی تصویر کی جس کے بارے میں علماء عصر کی آراء مختلف ہوں، کیوں گنجائش نہیں ہو سکتی؟

الغرض آپ کی تحقیق (کہ ڈیجیٹل تصویر بھی تصویر حرم کے حکم میں ہے) کے ساتھ عام حالات کے تعلق ہمیں اتفاق ہے۔ اگرچہ آپ کے پیش کردہ بعض ولائل اور طریقہ استدلال سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔

نیز آپ نے جو فرمایا ہے کہ "تصویر بنانا، بہر حال اور بالاجماع حرام ہے اگرچہ ذی ظل ہو، اور اگرچہ موضع امتحان میں ہو، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں"۔ اس بات سے بھی ہمیں اتفاق نہیں، جو غیر ممتن تصاویر ہیں ان کے بارے میں مالکیہ کا قول حرمت کا نہیں بلکہ کراہت کا ہے اور ممتن کے بارے میں خلاف الاولیٰ کی تصریح ہے، جبکہ سلف میں اور مالکیہ میں ایسے مجتہدین بھی گزرے ہیں جو غیر ذی اظلل کی تصاویر بنانے اور استعمال کرنے دونوں کے جواز کے قائل تھے۔

شرح صخیر للدرویں میں فرماتے ہیں: "وَاخْتَلَفَ فِي تَصْوِيرِ مَا لَا ظُلْ لَهُ فَكَرِهَهُ أَبْنُ
شہاب فی ای شی صَفَدَ مِنْ حَانِطٍ أَوْ ثُوبٍ أَوْ غَيْرَهُمَا، وَاجْزَأَهُنَّ الْقَاسِمَ تَصْوِيرَهُ"

(۲).....تصویر کی حرمت جن احادیث سے ثابت ہے وہ حدود اتر تک پہنچی ہوئی ہیں اس بابت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب "تصویر کے شرعی احکام" (صفحہ ۲۲، مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی) پر ارشاد فرماتے ہیں: مجموعی طور پر تصویر کی حرمت متواتر المعنی احادیث سے ثابت ہے (انہی)۔

ہمارے پاس کتب حدیث کا جو ذخیرہ موجود ہے اس میں تلاش بسیار کے بعد تقریباً چھپیں (۲۵) صحابہ کرام سے حرمت تصویر کی روایات مختلف الفاظ میں مردی ہیں۔ ان صحابہ کرام کی احادیث میں ان کے اسماء گرامی درجہ ذیل ہیں:

(۱)۔

(الف).....ان عائشہ حدثہ ان النبی ﷺ لم یکن یترك فی بیته شيئاً فیه تصالیب الانقضاضه۔ (صحیح البخاری، ۸۸۰ / ۲، قديمی کتب خانہ)

=فی الشیاب، لقوله فی الحديث الآتی، إلا رقمما فی ثوب" (۵۰۱ / ۲)

شرح مختصر الجلیل میں فرماتے ہیں: "قال ابن العربي: حاصل مافی اتخاذ الصور انما إن كانت ذات اجسام فحرام إجماعاً، وإن كانت رقمما فاربعة أقوال: الجواز مطلقاً لظاهر الحديث، والمنع مطلقاً حتى الرقم" (۱۶۷ / ۲)

یہ عبارات ظاہر ہے عمل تصویر سے متعلق ہیں، نیز سلف میں سے جو حضرات غیر ذی الفضل تصویر کے استعمال کو مطلقاً جائز فرماتے ہیں مثلاً حضرت قاسم بن محمد احمد القبهاء السسطنة، عبد اللہ الجنواني رہبیب میونہ رضی اللہ عنہ، صحابی رسول زید بن خالد الجنینی رضی اللہ عنہ وغیرہ ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک جب استعمال علی الاطلاق جائز ہے تو بنا بھی جائز ہو گا، کیونکہ شرع میں ایسی چیز نہیں کہ جس کا استعمال مطلقاً جائز اور بنا مطلقاً ناجائز ہو، جیسا کہ آپ کی رائے سے لازم آتا ہے، چنانچہ تختہ الاحد ذی (۵۳ / ۳) میں فرماتے ہیں:

"وقال آخرؤن: يجوز منها ما كان رقمما فی ثوب، سواء امتهن أم لا، وسواء علق فی حائط أم لا، وکرھوا ما كان له ظل، أو كان مصورة فی الحيطان وشبهها =

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس میں تصویر یہ ہوں یا صلیب کا نشان ہو گریہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو توڑ دیا۔“

(ب) سمعت عائشہ قالت قدم رسول اللہ ﷺ من سفر وقد سترت بقراام لی علی سہوہ لی فیه تمائل، فلم راه رسول اللہ ﷺ هتکه، وقال: اشد الناس عذاباً يوم القيمة الذين يضاهون بخلق الله قالت فجعلناه وسادة او وسادتين. (صحیح البخاری، ۸۸۰/۲، قدیمی کتب خانہ)

(ترجمہ) ”میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے اور میں نے

سواء کان رقماً او غيره واحتجو باقوله في بعض احاديث الباب الاما كان رقماً في ثوب وهذا مذهب القاسم بن محمد. الموسوعة الفقهية الكويتية میں فرماتے ہیں:

”مذهب المالکیہ ومن ذکر معهم جواز صناعة الصور المستطحة مطلقاً مع الكراهة ومن الحجة لهذا المذهب ما يلى“ (۳۲۵۰/۲) (۱۰۷ - حقانیہ) پھر آگے ان کے دلائل تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں، اس کو ایک نظر ملاحظہ فرمالیا جائے۔
والله المؤمن

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته
امید ہے کہ حضرت کے مزاج بخیر ہوں گے حضرت کی رائے گرامی ناجیز کی ارسال کردہ تحریر کی بابت موصول ہوئی۔ بندہ حضرت والا کا بے حد مذکور ہے کہ تحریر کو مکمل پڑھ کر جواب عنایت فرمایا۔ جزاکم اللہ خیراً
ناجیز نے اپنی گزارشات میں اصلًا اس بات کو ثابت کیا ہے کہ بیکھیل کیرے کی تصاویر نیز ہے ہے

اپنے دروازے پر ایسا پروہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو اس پر دے کو پھاڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو کہ اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشاہدہ اختیار کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس پر دے سے ایک یاد دیکھی بنائے۔“

(ج) عن عائشة قالت قدم النبی ﷺ من سفر و علقت درنو کا فیہ تمثیل فامر نی ان انزع عه فنزعته. (صحیح البخاری، ۸۸۰/۲)

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر سے تشریف لائے اور میں نے ایک ایسا پروہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس

اکریں پر ظاہر ہونے والے مناظر تصویرِ حرمہ میں داخل ہیں۔ ان کو تصویر بہتا بغیر دلیل شرعی کے درست نہیں۔ ناجائز کے اس موقف کی جاتب والا نہ بھی تائید کی کریں یعنی اصطلاحی تصویر کے حکم میں ہے۔ البتہ آپ کے نزدیک ضرورت کے بعض موقع مستثنی ہیں۔

نیز بندہ ناجائز نے اپنی گزارشات میں حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ کوئی دعویٰ بھی بلا دلیل کے نہ ہو، بلکہ ہر دعوے کی دلیل معتبر قوتوی کے ساتھ مزین ہو۔ چنانچہ حضرت کا یہ فرمانا کہ ”نیز آپ نے جو فرمایا ہے کہ (تصویر بنانا بہر حال اور بالا جماع حرام ہے) اس بات سے ہمیں اتفاق نہیں..... اخ“ اس کے بعد آپ نے چند حوالے دے کر تصویر سازی میں اختلاف کو ثابت کیا ہے۔

جبیسا کہ ناجائز نے عرض کیا کہ پوری تحریر میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی گئی ہے لہذا اس دعویٰ پر ناجائز نے اجماع نقل کیا ہے۔ اور یہ نقل کسی ایک کتاب کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ کتب متداول سے مقول ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ”قال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویر صورة الحيوان حرام شديد التحرير وهو من الكبار لأنه متزعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث وسواء صنعته بما يمتهن او بغیره فصنعته“

کے اتار نے کا حکم دیا پھر میں نے اس کو اتار دیا۔“

(د) عن عائشة انها اشتربت نمرقةَ فيها تصاویر فقام النبي ﷺ بالباب فلم يدخل فقلت اتوب الى الله، مما اذنبت، قال ما هذه النمرقة، قلت: لتجلس عليها، وتوسدها: قال ان اصحاب هذه الصور يعدبون يوم القيمة يقال لهم، احيواما خلقتكم وان الملائكة لا تدخل بيتنا فيه الصور. (صحیح البخاری، ٨٨١/٢)

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا بچھوڑا (تکیر) خریدا جس میں تصاویر تھیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تشریف فرمائے تو گھر میں داخل نہیں ہوئے (بلکہ دروازے پر ہی کھڑے رہے)، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا میں اللہ رب العزت سے اپنے ہر گناہ سے توبہ کرتی ہوں (اور میں نے کونسا گناہ کیا

”حرام بکل حال“ کے بعد جہوڑ صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعاء جماعت حرمت پر لفظ کیا ہے: ولا فرق في هذا كله بين ماله ظل وما لا ظل له هذا تلخيص مذهبنا في المسنة وبمعنىه قال جماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم وهو مذهب الشورى ومالك وابي حنيفة وغيرهم، انتهى. (مسلم شریف ۲/۱۹۹) اور علام سلوانی رحمۃ اللہ کی اس عبارت کو تقریر یا تمام شاہین حدیث وفتاویٰ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری (۱۰/۳۱۵، ۳۱۸)، علامہ پدر الدین عینی رحمۃ اللہ نے عمدة القاری (۲۲/۴۰)، علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ نے تختۃ الاحوذی (۳/۵۳)، علامہ ابن حبیم رحمۃ اللہ نے المحررائق (۲/۳۸)، علامہ سید احمد طحاوی رحمۃ اللہ نے الطحاوی علی الدر (۱/۲۷)، علامہ شایع رحمۃ اللہ نے رواحکار علی الدر المختار (۱/۲۲۷) میں اجماع کی صراحة کی ہے۔ نیز ہمارے اکابرین میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ نے امداد الفتاوی (۲/۲۵۶) میں تصویری کی حرمت پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد اشارہ فرمایا کہ ”وقلت ايضا قد تقرر في محله ان ترك الاجماع الائمه الاربعة لا يجوز لاسمها وقد صح نص النهي عن الرسم في“

ہے جس کی بناء پر آپ اندر تشریف نہیں لارہے ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نمرقہ [یعنی چھوٹے سکھیے اور بچھوئے] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ آپ اس پر پیشیں اور پیک لگائیں تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان صورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائیگا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے ان کو زندہ کرو اور پیش ک فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔“

(ر) عن عائشة قالت دخل على النبی ﷺ وفي البيت قرام فيه صور فقلون وجهه ثم تناول السترة فهتكه، وقالت، قال النبی ﷺ من اشد الناس عذاباً يوم القيمة الذين يصوروون هذه الصور. (صحیح البخاری، ۹۰۲/۲)

الثوب کسامر فحدیث استثناء الرقم اما مذول کمامر واما منسوخ بقاعدة اذا تعارض المحرم والمبيح ترجع المحرم واما منسوخ بدلالة مخالفۃ الاجماع كما تحرر في موضعه واما محمول على الصفیرۃ جدا بحیث لا تستین والله اعلم (انتهی)

ای طرح حضرت قدس مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اداؤ امتحن (صفحہ ۱۰۰۵) پر سینما کے پردے کے بارے میں ایک استثناء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”احادیث اس بارے میں درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں تصاویر بنانے اور ان کے استعمال کرنے اور دیکھنے وغیرہ کی ممانعت و حرمت صریح ذکور ہے اس لئے امسار بعد اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔“ (اختی)

نیز ایک دوسرے مقام پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (صفحہ ۹۹۶) پر ایک استثناء کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”تصویر کے متعلق دو امر قابل تذکرہ ہیں ایک تصویر کشی اور دوسرے استعمال تصویر امراوں کا حکم جمیرو علماء صحابہ و تابعین اور ائمہ ارجع کے نزدیک یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلق بلا استثناء حرام ہے۔“

(ترجمہ) "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور گھر میں ایک ایسا پردہ تھا جس میں صورتیں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ پکڑ کے پھاڑ دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو ان صورتوں کو بنتے ہیں۔"

(س) عن عائشة قالت حشوث للنبي ﷺ وسادة فيها تصايل كانها نمرة، فجاء فقام بين البابين وجعل يتغير وجهه، فقلت: مالنا يا رسول الله قال: ما بال هذه الوسادة: قلت: وسادة جعلتها لك لتضطجع عليها، قال: أما علمت أن الملائكة لا تدخل بيته في صورة، وإن من صنع الصور يعذب يوم القيمة،

== حضرت مفتی صاحب تورالثمر قدہ نے "اسرار بعد اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے" نیز "مطلق بلا استثناء" ارشاد فرم کر واضح کر دیا ہے کہ اجماع امت مطلق حرمت تصویر پر ہے۔ نیز حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی تورالثمر قدہ نے بھی احسن الفتاوی (۳۲۲، ۳۲۲/۸) پر اجماع کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے "جاندار کی تصویر سازی یا بجاہ امت حرام ہے" (۳۲۲/۸)

"چھوٹی سے چھوٹی تصویر بنا بھی بala جماع حرام ہے۔" (۳۲۲/۸)

ان حوالہ جات کے بعد بندہ کا یہ کہنا کہ "تصویر بنانے کی حرمت دوستیوں سے لے کر آج تک اتفاق ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے" (صفحہ ۳۲)

کوئی قابل ایجاد بات نہیں ہے۔ کیونکہ مذکورہ حوالہ جات میں تصویر کی حرمت پر بلا استثناء اجماع لعل کیا گیا ہے اور یہ اصول ہے کہ اجماع کے مقابلہ میں کسی کا قول اختلاف نہیں بلکہ خلاف کہلاتا ہے اور اس کا کوئی اعتبار بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طلاق خلاش کے مسئلہ میں فقہاء امت نے اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کو اختلاف میں بھی داخل نہیں کیا۔ اور یہی فرمایا کہ "فهو خلاف لا اختلاف"

چانچی حاشیۃ الدسویقی علی الشرح الكبير للدردیر (۵۰۰/۲) میں فرماتے ہیں:

فیقول: أحبوا ما خلقتم. (صحیح البخاری، ۱/۳۵۸)

(ترجمہ) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک سکیے میں روئی بھری اور وہ تکمیلی ایسا تھا کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں اور وہ صرف تکمیلیں تھا بلکہ وہ پچھونے کے مانند تھا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دروازے پر ہی کھڑے رہے اور آپ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس تکمیل کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا یہ کیا سکتی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سکتی ہے آپ کیلئے بنایا ہے تاکہ آپ اس پر آرام کریں، تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات کو نہیں جانتی ہو کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں صورت ہو، بیشک جو تصاویر بناتا ہے

:= ونقل ابن عبد البر وغيره الاجماع على لزوم الثلاث في حق من اوقعها وحكى في الارتشاف عن بعض المبتدعة انه انما يلزمها واحدة، ونقل ابو الحسن عن ابن العربي انه قال ماذبحت بيدي ديكتا فقط ولو وجدت من يرد المطلقة ثلاثا للدبرته بيدي وهذا منه مبالغة في الزجر عنه اه ابن. وقد اشتهر هذا القول عن ابن تيمية قال بعض أئمة الشافعية: ابن تيمية ضال مضل لانه خرق الاجماع وسلك مسلك الابداع وبعض الفسقة نسبة لللامام اشهب لأجل ان يضل به الناس وقد كذب وافسرى على هذا الامام لما علمت من ان ابن عبد البر وهو الامام المحيط قد نقل الاجماع على لزوم الثلاث وان صاحب الارتشاف نقل لزوم الواحدة عن بعض المبتدعة (انتهى).

نیز حافظ ابن حجر رحم اللہ علیہ فی الموضعین (۲۹۹/۹) پر فرماتے ہیں: فالراجح في الموضعين تحریم المتعة وایقاع الثلاث للاجماع الذي انعقد في عهد عمر على ذلك ولا يحفظ ان احدا في عهد عمر خالفه في واحدة منها وقد دل اجماعهم على :=

روز قیامت اللہ اس کو عذاب دیں گے پس فرمائیں گے زندہ کرو جس کو تم نے پیدا کیا ہے۔“

(ص) عن عائشة ان رسول اللہ ﷺ صلی فی خمیصۃ لها اعلام فنظر الی اعلامها فلما سلم قال: اذہبوا بخميصتی هذه الی ابی جهم فانها الھتھی فی صلاتی و آتونی بانجانیتھ. (سنن ابی داؤد، ۲۰۵، ایج ابیم سعید)

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا یا چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش ونگار بنے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک اس کی طرف پڑھی تھی جب آپ نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا کہ میری یہ چادر ایو جنم کو دیدو کیونکہ اس نے میری نماز میں مجھ کو پریشان کئے رکھا (یعنی اس چادر نے میری نماز میں خلل ڈالا کہ میری

تو وجود ناخ و ان کان خفی عن بعضهم قبل ذلك حتی ظهر لجمعیتهم فی عهد عمر فالمخالف بعد هذا الاجماع منابذله والجمهور على عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق والله اعلم (انتهی). اسی طرح علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ عمدۃ القاری (۲۳۳/۲۰) میں فرماتے ہیں: و قالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن لا يلتفت اليه لشذوذه عن الجماعة التي لا يجوز عليهم التواتر على تحریف الكتاب والسنة الخ.

نیز علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فی القریر (۳۷۰/۳) پر فرماتے ہیں: وقد اتبنا النقل عن اکثرهم صریحاً بايقاع الثالث ولم يظهر لهم مخالف فاما بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم بان الثالث بضم واحد واحدة لم ینفذ حکمه لانه لا یسرغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (انتهی). علاوه ازیں صاحب بحرۃ اللہ نے (۳۷۸/۳) اور علامہ شاہی رحمۃ اللہ نے (۲۳۳/۳) پر یعنی یہی مضمون لقول کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی کی حرمت پر جب جمہور صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے تو ۱۴

توجہ اس کی طرف جاری تھی) اور میرے پاس اس کی وہ چادر لے آؤ جس میں
نقش وزگار نہ ہوں۔“
(۲)-

(الف)..... قال دخلت مع ابی هریرۃ دارا بالمدینۃ فراها اعلاها
مصورا يصور، قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: ومن اظلم
ممن ذهب يخلق كخلقی، فليخلقوا حبة وليخلقوا ذرة الخ.

(صحیح البخاری، ۸۸۰/۲، الصحیح لمسلم، ۲۰۲/۲)

(ترجمہ) ”حضرت ابو زرع فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ میں کسی کے گھر گیا تو مکان کے بالائی حصہ پر
دیکھا کہ ایک مصور تصویریں بنارہا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے شاہے کہ اس سے

یہ قول تمام نداہب کا اتفاقی قول ہے نہ کہ اس میں کوئی اختلاف ہے۔ کما حررتہ
نیز حضرت والا کا یہ فرمانا کہ ”جب ان حضرات کے نزدیک استعمال مطلقاً جائز ہے تو بنا بھی
جا سزا ہوگا“ یہ بھی محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جس طرح جہود کے نزدیک استعمال میں مسمون و غیر مسمون کی
تفصیل ہے اسی طرح بعض اسلاف کے نزدیک سایہ دار اور غیر سایہ دار کی تفصیل ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ ان
کے نزدیک استعمال مطلقاً جائز ہے بجھ میں نہیں آیا۔

نیز آگے حضرت والا کا یہ فرمانا کہ ”کیونکہ شرع میں اسی چیز نہیں کہ جس کا استعمال مطلقاً جائز
ہے اور بنا مطلقاً ناجائز۔ جیسا کہ آپ کی رائے سے لازم آتا ہے“ یہ بات بھی بندہ ناجیز کی بجھ میں نہ
آسکی کہ آپ نے کس عبارت سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے۔ کیونکہ ناجیز نے (صفحہ ۱۲) پر ان الفاظ میں
صرافت کی ہے۔ (نیز یہ سوال کہ جب تصویر بنا حرام ہے تو بعض صورتوں میں اس کا استعمال کیوں
جائے ہے) اس کے بعد ناجیز نے اسکا تفصیلی جواب دیا ہے۔ ناجیز کی اس عبارت میں صرافت موجود
ہے کہ تصویر بنا تو مطلقاً حرام ہے البتہ بعض صورتوں میں استعمال جائز ہے اس میں کہیں بھی مطلقاً جواز
استعمال کا ذکر نہیں ہے بلکہ آپ نے مطلقاً جواز کی نسبت ناجیز کی طرف کی ہے۔

بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو پیدا کرتا ہے میرے پیدا کرنے کی طرح (یعنی جاندار کی تصویریں بناتا ہے) پس ان کو چاہیے کہ ایک دانہ اور ایک ذرہ ہی پیدا کروں.....ان لئے۔“

(ب) عن ابی هریرۃ قال: قال رسول الله ﷺ يخرج عن
من النار يوم القيمة له عينان تبصران، واذنان تسمعان، ولسان
ينطق، يقول انى وكلت بثلاثة بكل جبار عنيد، وبكل من دعا
مع الله الها آخر، وبالمحظوظين: هذا حديث حسن صحيح
غريب. (جامع الترمذی، ۸۵/۲، قدیمی کتب خانہ، مسند
احمد، ۶۳۲/۲، مکتبہ دارالباز)

± ± ± یہ چند معروضات حضرت والا کی خدمت میں پیش کی ہیں، جس سے آپ کی بات کو رو
کرنا یا اپنی بات کو متواترا قطعاً مقصود نہیں، بلکہ اپنی اصلاح اور علمی استفادہ مقصود ہے۔ امید ہے کہ جناب
والا شفیعی پخش جواب عنایت فرما کر مخلکور فرمائیں گے۔ بندے کی تحریر سے اگر حضرت کو کوئی تکلیف پہنچا
ہو تو بندہ معدربت خواہ ہے۔ انھی جواب
نوٹ: کتب متداولہ میں تصویر سازی و استعمال تصویر سے متعلق بعض الفاظ جیسے صنعت، فعل،
امتحان، اقتداء وغیرہ کا اکثر استعمال ہوا اور ان کے مابین بہت باریک فرق ہونے کی بنا پر بھی غلط فہمی پیدا
ہو جاتی ہے اس لئے ہم فائدہ کے تحت کچھ اس پر بھی روشنی ذائقے ہیں۔
کتب متداولہ میں تصویر سازی و استعمال تصویر سے متعلق الفاظ کی تحقیق: تصویر کے مسئلے
میں ایک امر تو صنعت تصویر کا ہے اور دوسرا استعمال تصویر کا، نیز شروحات حدیث و فتاویٰ میں اس
مسئلے کی بابت جو الفاظ عموماً مذکور ہیں۔ وہ یہ ہیں: صنعت، فعل، عمل، امتحان، استعمال، اسماک، اقتداء اور
ابقاء۔ ان الفاظ میں صنعت، فعل اور عمل بالاتفاق تصویر یہ نہ پر محول ہیں۔ اسی طرح لفظ استعمال،
اسماک، اقتداء اور ابقاء بالاتفاق استعمال تصویر پر محول ہیں۔ البتہ لفظ امتحان سے مراد صنعت تصویر ہے یا
استعمال، اس میں اکثر فقهاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ امتحان بھی استعمال ہی کے معنی میں ہے۔
جیسا کہ صاحب محيط البرہانی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امتحان کے معنی استعمال کے ہیں۔
فرماتے ہیں: وصورة الحیوان ان کانت صغیرة بحيث لا يدر لنظر من بعيد ±

(ترجمہ) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک گردن ظاہر ہوگی آگ کی جس کی روآ نکھیں ہوگی جو دیکھ رہی ہوگی، دوکان ہو گئے جو سن رہے ہوں گے اور زبان ہوگی جو بول رہی ہوگی اور وہ کہے گی کہ اللہ رب العزت نے مجھ کو تین قسم کے لوگوں پر عذاب دینے کیلئے مقرر کیا ہے (۱) ہر ظالم و جابر سرکش پر (۲) ہر اس شخص پر جو اللہ کے سواد و سرے مبعود کو پکارتا ہے (۳) اور مصورین لیعنی تصویر بنا نے والوں پر۔"

(ج) ۸۷ عن ابی هریرۃ قال: قال رسول الله ﷺ، ان اصحاب الصور الذين يعملونها يعذبون بها يوم القيمة يقال لهم احیوا ما خلقتم. (مسند احمد، ۹/۳، ۷۹)

(ترجمہ) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ

= لا يكره اتخاذها والصلاۃ اليها. (انتہی) (۷/۵۰۶) اگر لفظ اتخاذ سے یہاں صنعت مراد لی جائے تو چھوٹی تصویر کا بنانا جائز ہوگا، جبکہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحم اللہ نے تصویر کے شرعی احکام (صفحہ ۲۷، ۲۷) میں اس کی صراحت کی ہے کہ چھوٹی تصویر کا بنانا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسی تصویر کو گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرتد نے احسن التاوی میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹی تصویر کا بنانا حرام ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "چھوٹی سے چھوٹی تصویر بنا بھی بالاجماع حرام ہے" (۳۳۲/۸)۔ اس سے معلوم ہوا کہ محیط البرہانی کی عبارت میں اتخاذ سے صنعت مراد استعمال تصویر ہے نہ کہ صنعت۔ اسی طرح شروحدات حدیث وغیرہ میں اتخاذ کا لفظ جہاں بھی مستعمل ہوا ہے عموماً صنعت کے مقابلے میں آیا ہے چنانچہ امام نووی رحم اللہ نے شرح مسلم میں تصویر کی حرمت کے باب میں دو عنوان قائم کئے ہیں۔ فرماتے ہیں: باب تحريم تصویر صورة الحيوان و تحريم اتخاذ مافيه صور غير ممتهنة بالفرش و نحوه۔ اس کے بعد صنعت تصویر کے بارے میں فرماتے ہیں: فصنعته حرام بكل حال اور اتخاذ کے بارے میں تفصیل کرتے ہیں: واما اتخاذ =

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائیگا کہ جو کچھ تم نے تخلیق کیا ہے اس کو زندہ کرو۔“

(د) عن ابی هریرۃ قال: قال رسول الله ﷺ، من صور صورة کلف یوم القيمة ان ینفح فیها الروح وليس بنافع. (سنن نسائي، ۲۵۶/۲، ایج ایم سعید کمپنی)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھی کسی جاندار کی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکئے یعنی جان ڈالے مگر وہ ایسا نہیں کر پائے گا۔“

(ر) عن ابی هریرۃ قال: استاذن جبرئیل علیہ السلام علی النبی ﷺ، فقال أدخل، فقال كيف ادخل وفي بيتك ستر فيه

:= المصور فيه صورة حيوان فان كان متعلقا على حائط الخ - (صحیح مسلم / ۲ / ۱۹۹).-

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ تصویر کے شرعی احکام میں امام فووی رحمہ اللہ کی عبارت فصنعتہ حرام بکل حال کا ترجیح کرتے ہیں ”بہر حال بناتا اس کا حرام ہے“ نیز واما اتخاذ المصور فیہ کا ترجیح فرماتے ہیں ”لیکن ان چیزوں کا استعمال جن میں ذی روح کی تصویر ہی ہوتا اس میں تفصیل ہے“ (صفحہ ۲۳)۔ امام فووی رحمہ اللہ کی یہ عبارت اکثر فقهاء و محدثین نے اپنی کتب میں نقل کی ہے۔ حضرت امام فووی رحمہ اللہ نے اتخاذ المصور یعنی استعمال تصویر پر جو تفصیلی بحث کی ہے اس میں سایہ دار اور غیر سایہ دار تصاویر کے استعمال کے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وقال بعض السلف انما ینهی عما كان له ظل ولا باس بالصور التي ليس لها ظل، اس سے یخیل سطر پر استعمال تصویر میں مقام عظمت میں حرمت کا قول نقل کیا ہے۔ اس کے پارے میں جما ہیر صحابة تبعین اور ائمہ اربعہ کا نہ ہب سایہ دار اور غیر سایہ دار کے اسئلی کے بغیر حرمت کا نقل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ولا فرق في هذا كله بين ماله ظل وما لا ظل له هذا تلخيص مذهبنا في المسألة وبمعنىه قال جما ہیر العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم :=

تصاویر فاما ان تقطع رؤسها او تجعل بساطاً يؤطراً فانا عشر
 الملائكة لاتدخل بيته في تصاویر. (سنن نسائي، ۲۵۷/۲)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اندر آجائیے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اندر کیسے داخل ہو سکتا ہوں حالانکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں یا تو آپ ان کے سروں کو کاٹ دیجئے یا اس پر دے کوایسا بچھوٹا بنالیں جس کو روندا جاتا ہو کیونکہ ہم فرشتوں کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتیں جس میں تصاویر موجود ہوں۔“

(ص)عن مجاهد قال نا ابو هریرة قال: قال رسول الله ﷺ

اتانی جبرائیل فقال لي اتيتك البارحة فلم يمنعنى ان اكون

.....تى هو مذهب الثورى ومالك وابى حنيفة وغيرهم الخ (مسلم / ۲۹۹)۔ چونکہ بعض سلف کامنہب سایر دار اور غیر سایر دار میں فرق کا ہے جو جمہور صحابہ اور مجتہدین کے اجماع کے خلاف تھا اس لئے اس کو منہب باطل کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام نووی رحمہ اللہ کے کلام میں اتحاذ استعمال کے معنی میں ہے نہ کہ صنعت (تصویر بنا نے) کے۔ نیز اس سے زیادہ واضح حضرت حافظ صاحب کا کلام ہے جس میں اتحاذ سے استعمال ہی مراد ہے چنانچہ (۳۸/۱۰) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول: قالت فجعلناه وسادة او وسادتين كتحت فرماتے ہیں: واستدل بہذا الحديث على جواز السخاذ الصور اذا كانت لاظل لها وهى مع ذلك مما يؤطراً ويداس أو يمتهن بالاستعمال كالمخاد والوسائد اس کے بعد امام نووی رحمہ اللہ کا قول تقل کرتے ہیں: قال السنوى وهو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعين وهو قول الثورى ومالك وابى حنيفة والشافعى ولا فرق فى ذلك بين ماله ظل ومالا ظل له فان كان معلقا على حائط أو ملبوسا أو عمامة أو نحو ذلك مما لا يعد ممتهنا فهو حرام۔ اگر یہاں اتحاذ سے صنعت مرادی جائے تو جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ ارباب کے نزدیک ہے

دخلت الا انه كان على الباب تماثيل وكان في البيت قرام
ستر فيه تماثيل وكان في البيت كلب فمر برأس التمثال الذى
في البيت يقطع فيصير كهية الشجرة ومر بالستر فليقطع
فليجعل منه وسادتين منبودتين توطنان ومر بالكلب فليخرج
ففعل رسول الله ﷺ وادا الكلب لحسن او حسين كان تحت
نضد لهم فامر به فاخراج. (سنن ابي داود، ٥٧٣/٢)

(ترجمہ) "حضرت مجاهد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم کو یہ حدیث بیان کی اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس گز شترات آیا تھا مجھ کو اندر آنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا مگر یہ کہ آپ کے دروازے اور گھر میں پر دے پر تصاویر تھیں اور گھر میں کتا

غیر سایہ دار شخص کی بنا تا جائز ہوگا حالانکہ یہ خلاف اجماع ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اتخاذ سے مراد استعمال ہے نہ کہ صنعت۔

ذکورہ کلام سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلاف کا اختلاف استعمال صورت میں ہے نہ کہ تصویر سازی میں۔ بھی وجہ ہے کہ جن حضرات نے بھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کو ذکر کیا ہے۔ جن میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری (۱۰/۳۱۸)، علامہ بدرا الدین عینی رحمۃ اللہ نے عمدة القاری (۲۲/۴۰)، علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ نے تختۃ الاحوذی (۳/۵۳)، علامہ ابن حبیم رحمۃ اللہ نے البحر الرائق (۲/۲۸)، علامہ سید احمد طحاوی رحمۃ اللہ نے الطحاوی علی الدر (۱/۲۲۳)، علامہ شایر رحمۃ اللہ نے رواجہ رعلی الدر المختار (۱/۶۲۷)، سب نے اس اختلاف کو احتجاز ہی کی بحث میں ذکر کیا ہے چنانچہ صاحب تختۃ الاحوذی نے بھی تصویر کے باب میں دو عنوان قائم کئے ہیں۔ فرماتے ہیں: المراد بیان حکمها من جهة مباشرة صنعتها ثم من جهة استعمالها والخاذها (۳/۵۳) صاحب تختۃ الاحوذی نے لفظ احتجاز کو صنعت کے مقابلے میں لفظ استعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ پوری بحث انہوں نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کی ہے جو احتجاز کے بارے میں ہے نہ

بھی تھا، پس آپ حکم دیں ان تصویروں کے بارے میں جو کہ گھر میں ہیں کہ ان کے سروں کو کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی صورت کے مانند ہو جائیں اور آپ پردوے کو کاٹنے کا حکم دیں تاکہ اس سے دوایسے نکلے بنائے جائیں جن کو روندا جائے یعنی اس پر بیٹھا جائے اور کتے کے بارے میں آپ حکم دیں کہ اس کو گھر سے نکال دیا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا تھا اور یہ کہ حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تھا اس کو چار پائی کے نیچے چھوڑ دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکلنے کا حکم دیا پھر اس کو نکال دیا گیا۔

(۳)-

(الف).....عن سالم عن ابن عمر انه كره ان تعلم الصورة وقال
ابن عمر نهى النبي ﷺ ان تضرب. (صحیح البخاری، ۸۳۱/۲)

کہ صنعت کے بارے میں اس کے بعد اگلے صفحہ پر صاحب تحقیق نے وظفیں قائم فرمائی بعض اس فہرست کے نامہ بکریہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: و قال اخرون يجوز منها ما كان رقما في ثوب سواء امتهن ام لا . و سواء علق في حائط ام لا و كرهوا ما كان له ظل او كان مصروا في الحيطان و شبهها سواء كان رقما او غيره راحتجو با قوله في بعض احاديث الباب الاماکان رقما في ثوب وهذا مذهب القاسم بن محمد وأجمعوا على منع ما كان له ظل و وجوب تغييره انہی کلام النبوی انہی (۵۳/۳) آگے فرماتے ہیں: قلت في الاستدلال بهذا الحديث على هذا المطلوب نظر من وجهين الاول ان المراد بقوله الا ما كان رقما في ثوب تصوير غير الحيوان جمعنا بين الاحاديث كما صرحت به النبوى والثانى انه لو كان المراد مطلق التصاویر سواء كانت للحيوان او لغيره لزم ان يكون اتخاذ التصاویر كلها جائز اسواء كانت في الستر او في ما ينصب نصبها او في البساط والوسادة لانه مطلق ليس فيه تقيد بكونها في البساط او غيره وهو كما ترى انہی (۵۳، ۵۲/۳)، اسی طرح موسوعہ فہریہ میں بھی اتخاذ کو استعمال ہی کے معنی ہے

(ترجمہ) "حضرت سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تصویر سازی کے سکھنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے سے منع فرمایا ہے۔"

(ب) عن سالم عن ابیه قال: وعد النبی ﷺ جبریل فرات علیه حتی اشتد علی النبی ﷺ فخرج النبی ﷺ فلقیه فشکا الیه ما وجد فقال له انا لا ندخل بیتا فیه صورة ولا كلب.

(صحیح البخاری، ۸۸۱/۲)

(ترجمہ) "حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وعدہ کیا مگر حضرت جبریل علیہ السلام نہیں آئے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی پھر آپ صلی

= میں لیا گیا ہے چنانچہ (۹۵/۱۲) پر فرماتے ہیں ثالثاً احکام اقتناء الصور ای اتخاذہا و استعمالہا نیز بعض حضرات نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ یہ اختلاف استعمال تصویر میں ہے کہ صفت میں چنانچہ علامہ شاہی رحمہ اللہ استعمال کی بعض صورتوں میں جہاں عدم کراہت کا قول کیا گیا ہے جیسے چھوٹی تصویر وغیرہ، کاذک کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وقد صرخ لی الفتح وغیرہ بان الصورة الصغيرة لاتکره في البيت قال ونقل انه كان على خاتم ابى هريرة ذبابتان اه (الى قوله) تنبیہ هذا كله في اقتناء الصورة واما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله تعالى كمامر (۱/۲۵۰)، نیز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ امداد القباوی (۳/۲۵۶) میں امام نووی رحمہ اللہ کا طویل کلام ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: وقلت ايضا قد تقرر لی محلہ ان ترك اجماع الانتمة الاربعة لا يجوز لاسيما وقد صح نص النہی عن الرقم في الثوب كمامر فحدیث استثناء الرقم امام امزول کمامر واما منسوخ بقاعدة اذا تعارض المحرم والمسمی ترجح المحرم واما منسوخ بدلالة مخالفۃ الاجماع كما تحرر لی موضعہ واما محمول =

اللہ علیہ وسلم نے شکایت کی اس گرفتاری کی جو آپ کو ان کے نہ آنے کی وجہ سے پہنچی تھی، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بیشک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر ہو، اور نہ اس گھر میں جس میں کتا ہو۔“

(ج) عن نافع ان عبد الله بن عمر اخبره ان رسول الله ﷺ
قال: ان الذين يصنون هذه الصور يعذبون يوم القيمة يقال لهم
احيوا ما خلقتم. (صحیح البخاری، ۸۸۰ / ۲)

(ترجمہ) ”حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو روز قیامت عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے یعنی تصویریں بنائی ہیں ان کو زندہ کرو۔“

٤- علی الصغیرۃ جدا بحیث لاستبین و اللہ اعلم.

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے آخری احتمال کہ اس کو چھوٹی غیر مستحبن تصویر پر محول کیا جائے گا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف استعمال تصویر میں ہے نہ کہ صنعت میں کیونکہ چھوٹی تصویر کا استعمال تو جائز ہے لیکن بنانا حرام ہے جیسا کہ فتاویٰ شامیہ کی مذکورہ عبارت اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نیز حضرت القدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ سے معلوم ہو چکا ہے۔ نیز بعض حضرات نے تصویر سازی کے جواز کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ جب ان اسلاف کے نزدیک استعمال علی الاطلاق جائز ہے تو بنانا بھی جائز ہو گا اخن، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو اسلاف کی نسبت جواز استعمال میں تو یقین ہے لیکن صنعت میں بیک ہے جب اسی صنعت کو استعمال پر قیاس کر رہے ہیں ازراقم۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اسلاف سے اس اختلاف کے صنعت پر ہونے کے بارے میں کوئی نص منقول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ کے قول وہ باطل پر نظر قائم کرنے کے بعد بعض اسلاف کا نہ ہب ان الفاظ میں نقش کیا ہے المذهب المذکور نقلہ ابن ابی شیبة عن القاسم بن محمد بسند صحیح ۴

(د) عن نافع عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ ان اصحاب الصور يعذبون يوم القيمة ويقال لهم: احيوا ما خلقتم. (مسند احمد، ٢٨٠/٢)

(ترجمہ) "حضرت نافع حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویریں بنائیں ہیں ان کو زندہ کرو۔"

(۲) -

(الف) قال كنت عند ابن عباس وهم يستلونه ولا يذكر النبي ﷺ حتى سئل فقال: سمعت محمداً ﷺ يقول من صور صورة في الدنيا كلف يوم القيمة ان ينفع فيها الروح

= ولفظہ عن ابن عون قال دخلت على القاسم وهو باعلى مكة في بيته فرأيته في بيته حجلة فيها تصاویر الفنادس والعنقاء فتح المبارى (١٩/٣١٩) ومصنف ابن ابي شيبة (٥/٢٠٩) (حدیث الرقم: ٢٥٢٩٢) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نمہب کے تقل کرنے میں سوائے اس کے کوئی دلیل موجود نہیں کہ ابن عون نے حضرت قاسم رحمہ اللہ کے مجرہ میں پرندوں کی تصاویر لکھی ہوئی دیکھیں بظاہر یہ بھی استعمال سے متعلق معلوم ہوتا ہے نہ کہ صنعت سے، اگر ان اسلاف کے نزدیک صنعت (تصویر سازی) میں اختلاف ہوتا تو کوئی نہ کوئی تو اس کا صراحتاً ذکر کرتا۔ جو انتہائی تلاش بسیار کے باوجود سامنے نہ آ سکا۔

مذکورہ بحث اس صورت میں ہے کہ اس اختلاف کو استعمال تصویر پر محول کیا جاوے اگر بالفرض یہ اختلاف صنعت تصویر میں ہے اور انتہا ذکر کے معنی بھی صنعت مراد لئے جائیں جو اگرچہ خلاف ظاہر ہیں تب بھی بعض اسلاف کے قول شاذ کا جواہر جماعت کے خلاف ہے کوئی اعتبار نہ ہوگا کامرا۔ جہاں کہ بعض حضرات کا یہ کہنا کہ نمہب مالکیہ میں غیر ممکن تصاویر بکروہ ہیں اور ممکن خلاف اولیٰ ہیں اگر اس سے مقام اہانت میں تصویر سازی کا جواہر معلوم ہوتا ہے تو سوال یہ ہوگا کہ اس میں تصویر بنانے کی =

ولیس بنافحٰنخ۔ (صحیح البخاری، ۸۸۱/۲)

(ترجمہ) "حضرت قاتاہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حاضر تھا لوگ آپ سے سوالات پوچھ رہے تھے اور آپ ان کے جوابات دے رہے تھے مگر آپ یہ نہیں فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ سے ایک سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنائے کہ جو شخص دنیا میں تصویر سازی کرتا ہے قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔"

(ب) عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال من تحلم بحلمن
 (الى قوله عليه السلام) ومن صور صورة عذب وكيف ان ينفع فيها وليس بنافحٰنخ الخ۔ (صحیح البخاری، ۱۰۲۲/۲)

بے شکل کیا ہوگی۔ مثلاً اگر کسی شخص کی تصویر چادر پر بنانی ہے تو اصل تصویر بنانے کی کیا صورت ہوگی آیا اس کو لانا کروزیل کر کے تصویر بنائی جائے گی۔ یا تصویر سازی کا جو مرودج طریقہ ہے کہ کسی سے کے سامنے بٹھا کر لی جاتی ہے اس طرح لی جائے گی۔ اگرچہ صورت مراد ہے تو یہ خلاف معمول ہوگا اور اگر دوسری صورت مراد ہے تو یہ مقام تعظیم ہے نیز اگر یہ کہا جائے کہ نیت کا اعتبار ہوگا کہ اگر کوئی شخص مقام اہانت میں استعمال کیلئے تصویر بناتا ہے تو جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ تو آیا اس نیت کا اعتبار ہوگا؟ نیز تصویر اہانتے وقت جب یہ مقام تعظیم میں ہوگی تو مالکیہ کے نزدیک یہ کیسے جائز ہوگی۔ لہذا مالکیہ کے قول کو استعمال تصویر ہی پر محول کیا جائے گا۔ اور یا پھر اس کو مالکیہ کا نہ ہب نہیں بلکہ قول شاذ کہا جائے گا، کیونکہ جب تصویر کی مطلقاً حرمت پر اہل فتاویٰ نے جمہور صحابہ اور تابعین اور انہر ارجاع کا اجماع لعل کیا ہے تو امام مالک کی طرف اس اختلاف کی نسبت اجماع کے خلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقام اہانت و تعظیم کا اعتبار تصویر بننے کے بعد استعمال تصویر میں تو ہو سکتا ہے تصویر بناتے وقت ناممکن اگرچہ نہ بھی ہو حجۃ وغیر معرفہ ضرور ہے۔

مذکورہ کلام سے اتنی بات واضح ہو گئی کہ بعض حضرات کا یہ اختلاف انتہا میں ہے اور انتہا میں

(ترجمہ) "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹا خواب بنائے..... (پھر آگے آپ نے فرمایا) اور جس شخص نے کوئی صورت بنائی تو اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کو مکف بنا دیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے حالانکہ وہ روح نہیں پھونک سکتے گا۔"

(ج) جاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَصْبَرْتُ هَذِهِ الْأَصْوَرَ فَأَفْتَنَنِي فِيهَا فَقَالَ لَهُ إِدْنٌ مِنِي فَدَنَاهُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ إِدْنٌ مِنِي فَدَنَاهُ حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ إِنْ شَكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مَصْوَرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ كُلَّ صُورَةٍ صُورَهَا نَفْسًا فَتَعْذِيْبُهُ فِي جَهَنَّمِ وَقَالَ

= سے مراد استعمال ہے نہ کہ صنعت۔ اور اگر بالفرض اختلاف صنعت ہی میں مراد لیا جائے تو بھی خلاف اجماع ہونے کی ہاپر منسوخ یا مرجوح ہی کہا جائے گا اور جھوٹوں کے قول کو تفتیح علیہ ہی کہا جائے گا۔ بعض حضرات نے کتب مالکیہ و حاتمیہ میں جہاں بھی لفظ تصویر آیا ہے اس سے مراد تصویر سازی کی ہے اگر اس سے ہر جگہ مراد صنعت ہے تو اس کی صراحت کسی ایک معتمد کتاب سے تو ثابت کی جائے۔ اسی طرح دیگر ائمہ کے نزدیک بھی تصویر کا اطلاق استعمال کی بحث میں شائع ہے جیسا کہ احتجاف کے متون میں لبست فیہ تصاویر وغیرہ عبارات سے اگر کوئی تصاویر والے کپڑے میں نماز کے کروہ ہونے سے تصویر سازی کے جواز پر استدلال کرے تو ایسے استدلال کو باطل ہی کہا جائے گا۔ جبکہ قائلین جواز کے نزدیک یہ تصویر کے جواز پر دلیل ہوگی۔ حالانکہ جیسا کہ احتجاف کے ہاں تصاویر والے کپڑے میں کراہ استعمال کی ہے ایسے ہی مالکیہ کے نزدیک بھی ہے اگر مالکیہ کے نزدیک لفظ تصویر کے استعمال سے تصویر سازی کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔ تو پھر احتجاف کے نزدیک بھی ہونا چاہیے جو ظاہر الطلاق ہے لہذا قائلین جواز کے پاس کوئی ایسی صریح دلیل موجود نہیں ہے جس میں ائمہ محدثین و متأخرین سے صراحتاً یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اختلاف صنعت تصویر میں ہے نہ کہ استعمال میں۔ لہذا مالکیہ کے جن تصویں سے قائلین جواز تصویر سازی میں اختلاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس کوئی صریح نص صنعت تصویر میں اختلاف پر موجود نہیں ہے۔

إِنْ كُنْتَ لَا بِدْفَاعٍ لَّا فَاصْنَعْ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ.....(الصَّحِيفَةُ الْمُسْلِمُ)

(ترجمہ) ”ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ میں تصویریں بناتا ہوں آپ مجھ کو اس بارے میں فتوی دیں (کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟) آپ نے اس شخص کو کہا تم میرے قریب ہو جاؤ تو وہ قریب ہو گیا آپ نے پھر کہا اور قریب ہو جاؤ تو وہ شخص اور قریب ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور آپ نے فرمایا میں تم کو وہ چیز بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سئی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنائے کہ ہر مصور (تصویر بنانے والا) جہنم میں ہو گا اور ہر اس تصویر کے بدله جو اس نے بنائی ہوگی ایک نش بنا دیا جائیگا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا۔ اور آپ نے اس شخص کو (جو مسئلہ معلوم کرنے آئیا تھا) فرمایا اگر تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کا رہیں (یعنی اگر تجھ کو تصویریں ہی بنانی ہیں) تو درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ۔“ (۵)

(الف) عن عمر بن الخطاب^{رضي الله عنه} ان رسول الله ﷺ قال وعدنى جبرائيل موعداً و انه ابطأ علي ثم قال انما معنى من ذالك من صوت جرس او صورة في بيته. (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث: ۷۷، مكتبة المعارف الرياض) (ترجمہ) ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ملاقات کا وعدہ کیا اور تاخیر سے آئے پھر تاخیر سے آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھ کو گھنٹے کی آواز یا گھر میں تصویریوں نے اندر آنے سے روکے رکھا۔“

(ب)..... وقال عمر رضي الله عنه انا لا ندخل كنائسكم من اجل التماثيل التي فيها الصور و كان ابن عباس يصلى في الابيعة الابيعة فيها تماثيل . (صحيح البخاري ، ٤٢ / ١)

(ترجمہ) ” حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم تمہارے گرجا گھروں میں تصویریوں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ گرجا گھروں میں نماز پڑھا کرتے تھے مگر جن میں تصویریں ہوں ان گرجا گھروں میں نہیں پڑھتے تھے۔ ”

(۶) -

عن ابی طلحۃ قال، قال النبی ﷺ: لا تدخل الملائکة بیتا فيه كلب ولا تصاویر . (صحيح البخاری ، ٨٨٠ / ٢)

(ترجمہ) ” حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس گھر میں تصاویر ہوں۔ ”

(۷) -

(الف) . فقال سمعت عبد الله (هو ابن مسعود) قال سمعت النبي ﷺ يقول ان اشد الناس عذاباً عند الله المصورون . (صحيح البخاري ، ٢ / ٨٨٠ ، الصحيح لمسلم ، ٢٠١ / ٢)

(ترجمہ) ” حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کیلئے ہے۔ ”

(ب) ۳۵۲۸ اما انى سمعت عبد الله بن مسعود يقول: قال

رسول اللہ ﷺ ان اشد الناس عذاباً یوم القيامة المصوروں.

(مسند احمد، ۱/۲۰)

(ترجمہ) ”حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔“

(۸)-

عن انس قال کان قرام لعائشة سترت به جانب بيتها، فقال لها النبي ﷺ اميطي عنى فإنه لا يزال تصاويره تعرض لى في صلاتي. (صحیح البخاری، ۸۸۱/۲، ومسند احمد، ۱۹۹/۲)

(ترجمہ) ”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پرده تھا جس سے وہ اپنے گھر کے اطراف کوڈھانپتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اس پر دے کو مجھ سے دور کر دو کیونکہ اس پر دے کی تصاویر ہمیشہ میری فماز میں خلل ڈالتی ہیں۔“

(۹)-

عن عون بن ابی جحیفة عن ابیه ان النبی ﷺ، نهی عن ثمن الدم و ثمن الكلب وكسب البغى ولعن اكل الربى وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور. (صحیح البخاری،

(۸۸۱/۲)

(ترجمہ) ”حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون، کتے اور بدکار عورت کی کمائی اور ان کے پیسوں سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے

والے اور کھلانے والے پر اور جسم کے گوئے گودوانے والی پر اور مصور (یعنی تصویر بنانے والے پر) پر لعنت فرمائی ہے۔“
(۱۰)۔

فقال ابو سعید اخبرنا رسول اللہ ﷺ ان الملائكة لا تدخل بيتاً فيه تماييل او صورة، شك اسحاق لا يدرى ايهمما قال، هذا حديث حسن صحيح. (جامع الترمذی، ۱۰۸/۲)

(ترجمہ) ”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بات بتلائی کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصاویر ہوں یا صورت ہو۔ حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو اس بارے میں شک ہے کہ آپ نے تماييل کا لفظ کہا یا صورة کا۔“
(۱۱)۔

عن جابر قال نهى رسول اللہ ﷺ عن الصورة في البيت ونهى ان يصنع ذالك. (جامع الترمذی، ۳۰۵/۱)

(ترجمہ) ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کو گھر میں رکھنے اور اس کے بنانے سے منع فرمایا ہے۔“
(۱۲)۔

عبدالله بن عتبة انه دخل على أبي طلحة الانصاري يعوده فوجد عنده سهل بن حنيف قال فدعنا ابو طلحة انساناً ينزع نطاً تحته فقال له سهل لم تنزعه قال لأن فيها تصاوير وقال فيه النبي ﷺ ما قد علمت قال سهل او لم يقل الا ما كان رقماً في ثوب قال بلّى ولكنه اطيب لنفسی هذا حديث حسن صحيح.
(جامع الترمذی، ۳۰۵/۱)

(ترجمہ) "حضرت عبد اللہ بن عتبہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابو طلحہ النصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان کی عیادت کرنے کیلئے تو وہاں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بلایا (یعنی خادم وغیرہ کو، اور اس سے کہا) کہ جو چادر کا ٹکڑا ان کے نیچے بچھا ہوا ہے اس کو ہٹا دیں، تو حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس ٹکڑے کو کیوں نکلوار ہے ہیں؟ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لئے کہ اس میں تصویر یہیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جواب شاد فرمایا ہے آپ (جنوبی) جانتے ہیں۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کی اجازت نہیں دی جس میں نقش و نگار ہوں؟ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں! لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس کو بھی نہ رکھا جائے۔"

(۱۳)۔

عن علی عن النبی ﷺ قال لا تدخل الملائكة بيتاً فيه صورة ولا كلب ولا جنub. (سنن ابن داؤد، ص ۵۷۲، مسند احمد، ۱/۱۳۲)

(ترجمہ) "حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں تصویر، کتاب یا جنbi ہو۔"

(۱۴)۔

عن ابی امامۃ ان امرأة اتت النبی ﷺ فاخبرته ان زوجها فى بعض المغازى فاستاذته ان تصور فى بيتها نخلة فمنعها اونهاها. (سنن ابن ماجہ، ص ۲۶۰، قدیمی کتب خانہ)

(ترجمہ) ”حضرت ابو امام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو بتایا کہ اس کا شوہر جہاد میں حصہ لیتا رہتا ہے پھر اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر میں کھجور کے درخت کی تصویر بنانے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس سے روک دیا اسکے منع کر دیا۔“
(۱۵)

قال اخبرتني ميمونة زوج النبي ﷺ ان النبي ﷺ قال ان جبرائيل عليه السلام كان وعدنى ان يلقاني الليلة فلم يلقنى، ثم وقع فى نفسه جرو كلب تحت بساط لنا، فامر به فاخرج، ثم اخذ بيده ماء، فتنبضح به مكانه فلما لقيه جبرائيل عليه السلام قال انا لاندخل بيتك فيه كلب ولا صورة.....الخ. (سنن ابى داود، ۵۷۳/۲)

(ترجمہ) ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک دن حضرت جبرائیل عليه السلام نے مجھ سے رات کو ملاقات کا وعدہ کیا مگر مجھ سے ملاقات نہیں کی پھر آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے بستر یعنی چار پائی وغیرہ کے نیچے کتے کا پله ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکلنے کا حکم دیا پھر اس کو نکال دیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں پانی لے کر اس جگہ چھڑکا پھر جب حضرت جبرائیل عليه السلام کی آپ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں کتابی تصویر ہو۔“
(۱۶)

٢١٢٦٥- عن اسامة بن زيد قال دخلت على رسول الله ﷺ وعليه الكابۃ فسألته ماله؟ فقال لم يأتني جبرئيل منذ ثلاثة، قال فإذا جر و كلب بين بيته فامر به فقتل فبدأ له جبرئيل عليه السلام، فبهش اليه رسول الله ﷺ حين رأه فقال لم يأتني؟ فقال الان لا ندخل بيته فيه كلب ولا تصاویر. (مسند احمد، ٢٦٣/٦)

(ترجمہ) "حضرت اسامة بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہواں حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین تھے میں نے آپ سے وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے فرمایا تین دن سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے ہیں راوی فرماتے ہیں کہ آپ کے گھر میں ایک کتے کا پلہ تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کے بارے میں تو اس کو قتل کر دیا گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہو گئے پس جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ کی طرف یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف خوشی سے متوجہ ہو گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ تم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں کتایا تصاویر ہوں۔"

(۱۷)-

ان عثمان بن عفان کان يصلی الی تابوت فیہ تماثیل فامر به فحک. (مصنف ابن ابی شیبہ، ۱/۳۹۹، دارالكتب العلمیہ)

(ترجمہ) "حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس تابوت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے جس پر تصویریں ہوتی تھیں پھر بعد میں آپ نے ان کو مٹانے کا حکم دیا تو ان تصاویر کو مٹا دیا گیا۔"

(۱۸)۔

عن ابی مسعود ان رجلاً صنع له طعاماً فدعاه فقال افى البت صورة قال نعم فابى ان يدخل حتى كسر الصورة ثم دخل.
 (آخر جه البیهقی فی سننه، ۲۶۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

(ترجمہ) ”حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان کیلئے کھانا تیار کیا اور پھر آپ کو دعوت میں مدعو کیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے گھر میں تصویر ہے؟ اس شخص نے جواب دیا ہے! اس پر آپ نے اس کے گھر جانے سے انکار فرمادیا یہاں تک کہ اس شخص نے تصویر کو توڑ دیا پھر آپ اس کے گھر تشریف لائے۔“

(۱۹)۔

عن سفینة عن ام سلمة رضي الله عنها قالت، قال: رسول الله ﷺ، لا ينبغي لنبي ان يدخل بيتا مزوقاً كذا قال، عن ام سلمة.
 (البیهقی، ۲۶۸، ۷)

(ترجمہ) ”حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی نبی کیلئے یہ مناسب نہیں کروہ منتش گھر میں داخل ہو۔“

(۲۰)۔

عن مسافع بن شيبة عن ابیه شيبة قال: دخل رسول الله ﷺ الكعبة فصلی رکعتین فرأی فيها تصاویر، فقال: ”يا شيبة اکفني هذه“ فاشتد ذالک على شيبة فقال له رجل من اهل فارس: ان شئت طلبها ولطختها بزرعفران ففعل. (رواہ الطبرانی، ۲۹۹، دار احیاء التراث العربي)

(ترجمہ) ”حضرت مسافع بن شیبہ اپنے والد شیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے اور دور کعت نماز پڑھی پس جب آپ نے اس میں تصویروں کو دیکھا تو فرمایا اے شیبہ! ان تصاویر کو مجھ سے دور کر دو پس یہ بات حضرت شیبہ پر بہت سخت گذری تو ایک شخص جس کا تعلق فارس سے تھا اس نے ان کو کہا اگر تم چاہو تو ان تصویروں کو زعفران کے ساتھ لی پ دو اور آ لو دہ کرو و پھر حضرت شیبہ نے ایسا ہی کیا (یعنی ان کو زعفران سے منادیا)۔“
(۲۱)

عن ابی حریز مولیٰ معاویۃ قال: ”خطب الناس معاویۃ بحمص
فذكر فی خطبته ان رسول الله ﷺ حرم سبعة اشياء، وانی
ابلغكم ذالک وانها کم عنہ، منهن، النوح والشعر وال تصاویر،
والتبرج وجلود السباع، والذهب، والحریر“ (مسند احمد،
(۷۰/۵)

(ترجمہ) ”حضرت ابوحریز جو کہ حضرت معاویۃ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویۃ رضی اللہ عنہ نے مقام حمص میں خطبہ دیا، حضرت معاویۃ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کو حرام قرار دیا ہے میں تم کو وہ چیزیں بتاتا ہوں اور میں تم کو ان سے روکتا ہوں، وہ سات چیزیں یہ ہیں (۱) نوحہ کرنا (۲) شعر گوئی (۳) تصاویر (۴) عورت کا آراستہ ہو کر اجنبیوں کے سامنے نکلتا (۵) درندوں کی کھالوں سے (۶) مردوں کیلئے سونے اور (۷) ریشم کو منع فرمایا۔“
(۲۲)

عن ابی ایوب الانصاری عن رسول اللہ ﷺ قال: لا تدخل الملائکة بیتاً فیه کلب ولا صورۃ. (المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۲۲/۳)

(ترجمہ) "حضرت ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتابیا تصویر ہو۔" (۲۳)

عن موسیٰ بن عبیدۃ یا سنا دہ قال: استاذن جبریل علی رسول اللہ ﷺ فاذن فقال: أنا لا ندخل بیتاً فیه کلب او صورۃ..... الخ. (جامع المسانید والسنن، ۱۳/۳۷، رقم الحدیث: ۱۲۲۵، مکتبہ دار الفکر، طبرانی، ۱/۳۲۶، رقم الحدیث: ۹۷۲)

(ترجمہ) "حضرت موسیٰ بن عبیدۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علی السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو حضرت جبریل علی السلام نے فرمایا کہ ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتابیا تصویر ہو۔" (۲۴)

عن منصور بن صفیہ بنت شیبۃ عن امہہ قالت رأیت رسول اللہ ﷺ بل نوباً و هو فی الكعبۃ ثم جعل يضرب التصاویر التي فيها. (جامع المسانید والسنن، ۱۵/۵۸۱ (۱۲۲۲)، المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۳/۳۲۳، (۸۱۱))

(ترجمہ) "حضرت منصور بن صفیہ اپنی والدہ سے روایت کر کے فرماتے ہیں

کہ ان کی والدہ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے
کپڑے کو تر کیا جبکہ آپ کعبہ میں تھے پھر آپ نے ان تصاویر کو مٹا دیا جو کہ
کعبہ میں تھیں۔“
(۲۵)

ان ام حبیبة و ام سلمہ، ذکرتاً کنیسۃ رأینہا بالجہشہ فیہا
تصاویر فذکرتاً ذالک للنبی ﷺ فقال إنَّا ولَنْكَ إِذَا كَانَ
فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَا بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوْرًا فِيهِ
تِيكَ الصُّورَ، وَأَولَنْكَ شَرَارَ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
(صحیح البخاری، ۶۱/۱)

(ترجمہ) ”حضرت ام حبیبة اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما یہ دونوں اس کنیسہ
کا تذکرہ کر رہی تھیں جو انہوں نے جیشہ میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں،
تو حضرت ام حبیبة اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے اس کا تذکرہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہی ہیں
وہ لوگ جب ان میں کوئی نیک و صالح آدمی مر جاتا تھا تو یہ لوگ ان کی قبر پر
مسجد بناتے تھے اور اس میں ان کی صورتیں بناتے تھے اور یہی لوگ قیامت
کے دن اللہ کے نزدیک بدرتین خلوق ہوں گے۔“

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ حرمت تصویری کی احادیث میں تواتر ہے۔ چنانچہ
علام صابوی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

وَمِنْ جِهَةِ ثَانِيَةٍ فَإِنَّ النَّصْوَصَ الْوَارَدَةَ فِي تَحْرِيمِ التَّصْوِيرِ بِلْغَتِ
حَدَّ التَّوَاتِرِ (انتهی) تفسیر آیات الاحکام (۲/۳۱۹، مکتبہ
مؤسسة الرفا).

(ترجمہ) ”اور دوسری جہت سے یہ نصوص جو کہ تصویری کی حرمت کے بارے

میں آئی ہیں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔“

(۳)..... تصویر بننے کے بعد اس کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ (مثلاً اگر میں رکھنا یا اس کے سامنے نماز پڑھنا وغیرہ)

اس مسئلے میں بعض علماء کا اختلاف ہے، جیسا کہ دارالعلوم کراچی کے زیر نظر فتویٰ میں (صفحہ ۱۰) پر اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے ”لیکن اگر تصویر مجسموں کی شکل میں نہ ہو، بلکہ وہ کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر اس طرح بنی ہو کہ اس کا سایہ نہ پڑتا ہو تو اس کے بارے میں ائمہ کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء کرام رحمۃ اللہ کا موقف اس میں بھی یہی ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ سے ایسی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کی دو نوں روایتیں منقول ہیں۔ اس لئے علماء مالکیہ کے ہاں اس مسئلے میں اختلاف ہے، (انھی)، زیر نظر فتویٰ میں لیکن کے استدراک سے یہ تأثیر ابھرتا ہے کہ شاید یہ اختلاف تصویر سازی میں ہے اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ اختلاف تصویر بننے کے بعد اس کے استعمال میں ہے نہ کہ تصویر بنانے میں، جس کی حرمت اجتماعی ہے کما تقدم۔ نیز استعمال تصویر کے اختلاف میں بھی کتب مالکیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف بھی جوازِ استعمال میں اتفاقی نہیں۔ بلکہ بعض مالکیہ کا مرجوح قول ہے چنانچہ امام مالک کا قول مدونہ (۱۸۲/۱، دارالكتب العلمیہ) میں اس طرح مردی ہے:

قال ابن القاسم وسالت مالکاً عن التماثيل وتكون في الأسرة والقباب والمنار وما أشبهها؟ قال: هذا مكروه وقال هذه لان خلقت خلقاً.

(ترجمہ) ”حضرت ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تصاویر کے متعلق سوال کیا جو کہ زرہ، تکوار، منار یا ان جیسی مشابہہ چیزوں میں ہوتی ہیں تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس

کو نکروہ فرمایا اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کو بنایا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کراہت کی علت خلقت خلقاً بیان کی ہے۔ جو سایہ دار اور غیر سایہ دار دونوں کو شامل ہے۔ نیز حضرت ابو سلمہ ابن عبد الرحمن کا قول عدم حرمت میں اس تصویر کا بیان کیا ہے جو مقام اہانت میں ہو چنانچہ فرماتے ہیں:

وقال ابو سلمة بن عبد الرحمن ما كان يمتهن فلا باس به

وارجوا ان يكون خفيفاً. (منح الجليل، ۳۲۱ / ۳)

(ترجمہ) ”حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو تصویر مقام اہانت میں ہواں کے استعمال میں کوئی حرخ نہیں اور میں امید رکھتا ہوں اس کے ہلکے ہونے کی، (یعنی گناہ وغیرہ نہیں ہوگا)۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کا استعمال تصویر میں جو قول ہے کہ مقام اہانت میں اس کا استعمال جائز ہے حضرت ابو سلمہ ابن عبد الرحمن کا بھی یہی مذهب معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح مذهب مالکیہ کی مشہور کتاب منح الجليل (۳۲۱ / ۳، دارالكتب العلمیہ) میں تصریح موجود ہے:

وغير ذى ظل يکرہ انکان فى غير ممتهن كحافظ وورق، فان
كان فى ممتهن كحصرir وبساط فخلاف الاولى.

(ترجمہ) ”اور غیر سایہ دار تصویر اگر مقام تعظیم میں ہو تو نکروہ ہے جیسا کہ دیوار اور کاغذ پر پس اگر مقام اہانت میں ہے جیسا کہ چٹائی اور بستر پر تو وہ خلاف اولی ہے۔“

اس سے بھی معلوم ہوا کہ مذهب مالکیہ میں اگر تصویر غیر سایہ دار ہے تو اس کا استعمال مقام اہانت میں جائز ہے، مقام تعظیم میں حرام ہے، نیز خود زینظر توے کے (صفحہ ۲) پر یہ صراحة موجود ہے (مالکیہ کے اکثر علماء ان تصاویر کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ امام نوویؓ نے غیر سایہ دار تصویر کے جواز کو مذهب باطل کہا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وقال بعض السلف انما ینهی عما كان له ظل ولا باس بالصور

التي ليس لها ظل وهذا مذهب باطل (الصحيح لمسلم، ١٩٩/٢)
(ترجمه) ”بعض سلف فرماتے ہیں کہ اس تصویر سے منع کیا گیا ہے جو سایر دار
ہو، اور ان صورتوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جو غیر سایر دار ہوں اور یہ
مذهب باطل ہے۔“

اگرچہ حافظ ابن حجر نے اس پر نظر قائم کی ہے لیکن آگے چل کر اس کو مذهب باطل تو
نہیں کہا، البتہ مذهب مرجوح قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

لکن الجمع بين الاحاديث الواردۃ في ذلك يدل على انه
مذهب مرجوح وان الذى رخص فيه من ذلك ما يمتهن لا
ما كان منصوبا. (فتح البارى، ٣١٩/١٠، دار احياء التراث العربي)
(ترجمہ) ”لیکن مجموع احادیث جو کہ تصویر کے بارے میں آئی ہیں وہ اس
بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ مرجوح مذهب ہے اور جن تصویروں کے متعلق
رخصت وی گئی ہے وہ وہ ہیں جو مقام اہانت میں ہوں نہ کہ وہ جن کو نصب کیا
گیا ہو (یعنی مقام تعظیم میں)۔“

نیز قول مرجوح پر فتوی دینے کے بارے میں صاحب ورثتہ فرماتے ہیں:
وأن الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للإجماع (٧٣/١)
(ترجمہ) ”مرجوح قول پر فیصلہ کرنا اور فتوی دینا یہ جہالت اور اجماع کو
توڑنا ہے۔“

ای طرح شرح عقد درم المفتی (صفحہ: ۳۷، قدیمی کتب خانہ) پر بھی صراحت موجود

ہے:

ان الحكم والفتيا بما هو مرجوح خلاف الاجماع.

(ترجمہ) ”مرجوح قول پر فیصلہ کرنا اور فتوی دینا اجماع کے خلاف ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ غیر سایر دار کی تصویر کے جواز استعمال پر فتوی دینا، چاہے اس کو

مذہب باطل کہا جائے کما صرح به النوری (ترجمہ) ”جیسا کہ امام نووی نے تصریح کی ہے، یائدہب مرجوح کہا جاوے کما صرح به الحافظ (ترجمہ) ”جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے، ہر دو صورت میں خلاف اجماع ہے کما صرح به الحصکفی فی الدر (ترجمہ) ”جیسا کہ اس بات کی صراحت علامہ حکیمی نے در مختار میں کی ہے۔“ چنانچہ علامہ زحلی نے الفقہ الاسلامی و اولۃ (۲۶۷۳/۲، مکتبہ دارالفنون) میں جمہور صحابہ تابعین اور ائمہ کا مذہب ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

واما اتخاذ المصور فيه صورة حيوان اي تعليقه ونصبه في المنازل وغيرها فان كان معلقا على حائط او ثوبا ملبوسا او عمامة ونحو ذالك مما لا يعد ممتهنا فهو حرام وان كان في بساط يداس ومخدة ووسادة ونحرها مما يمتهن فليس بحرام ولا فرق في هذا كله بين ماله ظل وما لا ظل له وهذا رأي الشافعية وجمahir العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم

وهو مذهب الثوری ومالك وابي حنيفة وغيرهم (انتهی) (ترجمہ) ”اور جہاں تک جاندار کی تصویریں کے استعمال کا تعلق ہے یعنی اس کو گھروں میں لٹکانا اور لگانا، پس اگر وہ لکھی ہوئی ہے دیوار پر، یا نئی ہوئی ہے پہنے ہوئے کپڑے یا عمامہ پر اور ہر اس چیز پر جن کو مقام اہانت میں شمار نہیں کیا جاتا، تو اس کا استعمال حرام ہے اور اگر ایسے بستر پر ہو جس کو رومندا جاتا ہے اور تکیہ وغیرہ پر ہے تو ان تمام صورتوں میں اس کا استعمال حرام نہیں اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ان تمام صورتوں میں چاہے وہ تصویر سایہ دار ہو، اور غیر سایہ دار، یہ شوافع اور جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے علماء کا مذهب ہے اور یہ ہی مذهب امام ثوری، امام مالک، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ وغیرہ کا بھی ہے۔“

نیز شیخ علام ابن قدامہ حنبلي المغنی شرح کبیر (۸/۱۱۳، وار الکتب العلمیہ) میں فرماتے ہیں: وہ محمول علی ما ذکرناہ من ان المباح ما کان مبسوطاً والمکروہ منه ما کان معلقاً بدلیل حدیث عائشہ وضی اللہ عنہا (انتهی) اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے ہاں بھی جو تصاویر یقینی ہوئی (مقام اہانت) ہیں وہ مباح ہیں اور جو لکھی ہوئی ہیں (مقام عظیم) وہ مکروہ ہیں۔

مذکورہ بحث و کلام کا خلاصہ یہ تکلیف کہ تصویر کے استعمال میں وہ تصاویر جائز ہیں جو مقام اہانت میں ہوں۔ جیسے پاؤں کے نیچے، یا فرش پر یا اتنی چھوٹی کہ کھڑے ہونے والے کو صحیح طرح و کھلائی نہ دے اسی طرح ان تکیوں پر جن پر نیک لگائی جاتی ہے اس کے علاوہ جو تصاویر مقام عظمت میں ہوں گی جیسے نمازی کے سامنے دیوار پر یا پردے پر ان کا استعمال حرام ہے، چنانچہ ان تمام جواز و عدم جواز کی صورتوں کے بارے میں علامہ حسکفی رحمہ اللہ الدرا الخمار (۲۲۷/۱) میں فرماتے ہیں:

(ولبس ثوب فيه تماثيل) ذی روح و ان یکون فوق رأسه او بين يديه او (بحذايه) يمنة او يسرا او محل سجوده (تمثال) ولو فی وسادة منصوبة لا مفروشة (واختلف فيما اذا كان) التمثال (خلفه، والا ظهر الكراهة) لا يكره (لو كانت تحت قدميه) او محل جلوسه لانها مهانة (او فی يده عبارۃ الشمنی بدنہ لانها مستورۃ بشابه) (او على خاتمه) بنقش غير مستبين قال فی البحر و مفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر واقره المصنف (او كانت صغیرة) لا تبين تفاصیل اعصابها للناظر قائمًا و هي على الأرض ذكره الحلبي (انتهی) (ترجمہ) ”اور کپڑے کا پہننا جس میں تصویر یہیں ہوں یعنی جاندار کی تصویر ہو، اب چاہے وہ اس کے سر کے اوپر چھپت پر ہو یا اس کے سامنے ہو یا اس کے

محاذات یعنی دوائیں یا بائیں جانب ہو، یا سجدے کی جگہ میں ہو، تصویر اگرچہ ایسے تکمیل ہو جو کہ کھڑا ہوا ہو، یعنی اس تکمیل سے لیکن نہ لگائی جاتی ہو، اور شہادتی اس کو رومندا جاتا ہو، اور اختلاف کیا گیا ہے اس صورت میں جبکہ تصویر نمازی کے پیچھے ہو، اور اظہر بات یہ ہے کہ یہ بھی مکروہ ہے اور مکروہ نہیں اگر تصویر قدموں کے نیچے ہو، یا بیٹھنے کی جگہ پر ہو، یعنی اس پر بیٹھا جاتا ہو، اس لئے کہ وہ اس وقت مقامِ اہانت میں ہے یا اس کے ہاتھ میں ہو، شہادتی کی عبارت ہاتھ کے بجائے بدن کی ہے، اس لئے کہ وہ چھپائی گئی ہے کپڑوں کے ساتھ یا اس کی انگوٹھی پر ایسے نقش کے ساتھ جو ظاہر نہ ہو، علامہ ابن حیثم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بحر میں فرمایا ہے کہ اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ اگر وہ تصویر واضح ہو تو مکروہ ہے نہ کہ وہ تصویر جو تحلیل یا دوسرے کپڑے میں چھپائی گئی ہو، اور مصنف نے اس کو برقرار رکھا ہے یا اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر پڑے ہونے کی صورت میں کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو اس کے اعضاء دکھائی نہ دیں۔“

یہ یاد رہے کہ جن تصاویر کا مقامِ اہانت میں استعمال جائز ہے ان کا بنا بنا پھر بھی حرام ہے جیسا کہ تہجید نمبر (۱) میں گزر چکا ہے۔

نیز یہ سوال کہ جب تصویر بنانا حرام ہے تو بعض صورتوں میں اس کا استعمال کیوں جائز ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب مطلقاً بنانا حرام ہے تو استعمال بھی حرام ہونا چاہئے تھا جیسا کہ شراب، کہ اس کا بنا بھی حرام ہے اور اس کا استعمال بھی حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تصویر کا بعض صورتوں میں استعمال کا جواز کیونکہ منصوص ہے اس لئے نص کی بنا پر ائمہ کرام رحمہم اللہ نے مقامِ اہانت میں استعمال کی اجازت دی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ مقامِ اہانت میں تصویر کی حرمت کی دونوں علل معدوم ہیں۔ یعنی اللہ کی صفت خالقیت کے ساتھ مشابہت جو بناتے وقت ہوتی ہے لیکن استعمال کے وقت نہیں۔ دوسرا سبب شرک جو مقامِ اہانت میں ہونے کی بنا پر معدوم ہے کیونکہ کوئی شخص اپنے معبدو کو رومندا

نہیں اور نہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ جب دونوں علیٰ حرمت معدوم ہیں تو تصویر کا استعمال جائز ہوگا۔ مخالف تصویر بنانے کے کہ دونوں علیٰ کی موجودگی کی بنا پر مطلقاً حرام ہوگی۔ نیز اس کو شراب پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ شراب کی حرمت کی علت نہ ہے اور وہ استعمال کے وقت (پینتے وقت) ہی پیدا ہوتا ہے۔ لہذا نفس شراب بنانا بھی حرام اور اس کا استعمال (پینا) بھی حرام ہوگا۔

(۲)..... ”ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کا حکم“

جاندار کی ہروہ تصویر جو ہاتھ سے بنائی گئی ہو چاہے آللہ تصویر قلم ہو برش ہو یا پھل ہو، اور چاہے اسے تراش کر بنا لایا گیا ہو، اگر وہ تصویر سراور چہرے کے ساتھ ہے تو اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے (کما تقدم) البتہ اگر کوئی سرکشی تصویر بناتا ہے تو آیا یہ تصویر محروم میں داخل ہوگی یا نہیں، حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ”تصویر کے شرعی احکام (صفحہ: ۷۶)“ میں اس بابت فرماتے ہیں کہ عبارات مرقومہ میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں کی کہ سرکشی ہوئی تصویروں کا بنانا بھی جائز ہے لیکن جس علت کی بناء پر اس کے استعمال کی اجازت دیدی گئی ہے اور وہ علت خود احادیث میں موجود ہے اس کا اقتداء یہ ہے کہ ایسی تصویر کا بنانا بھی جائز ہو۔ (انتحی)

اس کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ نے امام مالکؓ کے مذهب کو جن کے ہاں صراحت ہے کہ بغیر سر کے تصویر بنانا بھی جائز ہے اختیار فرمایا ہے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ غلام صدی ہے کہ وہ ناقص تصویر جس میں سر نہ ہواں کا بنانا جائز ہے خواہ ہاتھ پاؤں یا تنہا آنکھ ناک وغیرہ اعضاء کی تصویر ہو یا علاوہ سر کے باقی سب بدن کی تصویر ہو (صفحہ: ۷۸)۔

اس سے معلوم ہوا کہ بغیر سر کی تصویر کے علاوہ جاندار کی تمام تصاویر کا بنانا حرام ہے۔

(۵)..... ”فلم کیمرے کی تصویر کا حکم“

فلم کیمرہ جس میں پلائیک کے نیکیبو پر خاص کیمیکل لگا کر کسی بھی جسم کے عکس کو محفوظ

کیا جاتا ہے فلم کسمرے سے لی گئی تصویر کا طریقہ کاری ہے کہ کیمرے میں اولاً کسی جسم کا عکس نیکیٹو پر محفوظ کیا جاتا ہے نیکیٹو کے ایک طرف پیلا رنگ ہوتا ہے اور دوسری طرف کامل سیاہ رنگ دراصل یہ سیاہ رنگ کمیکل کی تہیں (Layers) ہوتی ہیں اس وقت اس نیکیٹو پر تصویر کا وجود صرف اس کے اندر ہوتا ہے، نیکیٹو سے باہر اس حالت میں تصویر کا دیکھنا ممکن نہیں ہوتا چاہے خود بین سے یا کسی اور طریقے سے نیز نیکیٹو کی اس حالت میں کوئی شخص اس کے اندر کی تصویر کی نشاندہی کرہی نہیں سکتا اور نہ پہچان سکتا ہے کہ اس میں کس قسم کی تصویر موجود ہے۔

اس کے بعد دوسرے مرحلے میں اس نیکیٹو کو ایک خاص طریقہ سے صاف (Wash) کیا جاتا ہے جس میں پیچ اور دوسرے کمیکل سے (wash) کرنے کے بعد پانی سے صاف کیا جاتا ہے اس حالت میں اگرچہ عکس پچھھا ظاہر تو ہوتا ہے لیکن غیر مستین ہوتا ہے اگر لائٹ یا سورج کی روشنی کے سامنے رکھ دیکھا جائے تو مشکل سے پہچانا جا سکتا ہے کہ فلاں کی تصویر ہے اور اگر کم روشنی میں دیکھا جائے تو وہ بھی تقریباً سیاہ ہی ہوتا ہے۔

تیسرا مرحلے میں دھلانی کے بعد نیکیٹو کو ایک خاص طریقہ سے سکرین پر لا کر اس میں جو خامیاں رہ جاتی ہیں ان کو دور کیا جاتا ہے اور پھر کسی کاغذ پر اس کا پرنٹ لے لیا جاتا ہے جس کے بعد مردوجہ تصویر کا وجود عمل میں آتا ہے یاد ہے کہ نیکیٹو میں تصویر پہلی حالت میں بالکل ظاہر نہیں ہوتی اور نہ کسی طریقہ سے اس کو دیکھا جا سکتا ہے یہ بالکل ایسی ہے کہ جیسے کسی تصویر پر مکمل کا لک مل دی گئی ہو۔ نیز دوسرے مرحلے میں بھی یہ تصویر غیر مستین سے کم درجہ کی ہے کیونکہ غیر مستین میں بھی تصویر چھوٹی اگرچہ ہوتی ہے کہ دور سے صاف و کھاتی نہیں دیتی ہے مگر قریب سے واضح طور پر پہچانی جاتی ہے جبکہ نیکیٹو کی دھلانی کے بعد کی جو حالت ہے اس میں قریب سے پہچانا بھی مشکل ہوتا ہے۔

البته تیسرا حالت میں جبکہ نیکیٹو کو دھو کر اس کا عکس کسی کاغذ وغیرہ پر اتار لیا جاتا ہے تو

وہ بالکل واضح تصویر ہوتا ہے اور شریعت میں حقیقتاً ہی تصویر کھلاتا ہے۔ اس فلم کیسرے کی ایجاد آج سے تقریباً ایک صدی قبل ہوئی ہے جس وقت کیسرے کی تصویر کا مسئلہ علماء کرام کے سامنے بالخصوص ہمارے اکابرین علماء دیوبند رحمہم اللہ کے سامنے آیا تو انہوں نے بالاتفاق فلم کیسرے سے حاصل شدہ تصویر کو ویسے ہی حرام قرار دیا جیسا کہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کا حکم ہے۔ اس کے برخلاف بعض عرب علماء کے علاوہ برصغیر کے اکثر دانشوار اور بعض جید علماء بھی اس مخالفتے میں بٹا ہوئے کہ کیسرے سے بنائی گئی تصویر تصویر حرم نہیں ہے بلکہ وہ ایسا ہی عکس ہے جیسا کہ آئینہ کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتا ہے ان حضرات میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیات شامل ہیں۔ حضرت ندوی رحمہ اللہ نے اس کے جواز پر طویل مضمون لکھا اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے رسائلہ الہمال کے نائیکن پر اپنی تصویر کو ہمیشہ آؤیزاں کیا حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کارسالہ ”تصویر کے شرعی احکام“ اصل میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے اسی طویل مضمون کا جواب ہے جو کیسرے کی تصویر کے جواز پر تھا۔ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ نے ہر بڑے مدلل انداز میں حضرت ندوی رحمہ اللہ کے دلائل کا رو فرمایا اور اس بات کو ثابت کیا کہ ہاتھ سے بنائی گئی تصویر اور کیسرے سے لی گئی تصویر میں کوئی فرق نہیں ہے، چنانچہ جب حضرت کا یہ رد حضرت ندوی نے دیکھا تو چند سال کے بعد حضرت نے اپنے جواز کے قول سے رجوع فرمایا جیسا کہ حضرت مفتی اعظم نے اپنے رسالہ ”تصویر کے شرعی احکام“ میں (صفہ: ۸) پر اس کی صراحت فرمائی ہے:

مسئلہ تصویر کے متعلق میں نے ۱۹۱۹ء میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں (۱) ذی روح کے فوٹو لینے یعنی عکس تصویر کشی اور خصوصاً (۲) نصف حصہ جسم کے فوٹو کا جواز ظاہر کیا تھا اس سلسلہ میں بعد کو ہندوستان اور مصر کے بعض علماء نے بھی مضمایں لکھے جن میں سے بعض میرے موافق تھے اور بعض میرے مخالف۔ لیکن بہر حال اس بحث کے سارے پہلو سامنے

آگئے ہیں، اس لئے سب کو سامنے رکھ کر اب اس سے اتفاق ہے کہ صحیح یہی ہے کہ امر اقل و تی قصوری کی طرح ناجائز ہے اور امر ثانی کا کھینچنا ناجائز..... اخ (انتحی)۔

اور جہاں تک مولانا ابوالکلام آزاد کا تعلق ہے انہوں نے بھی آخری عمر میں اپنے قول جواز سے تو بہ کر لی تھی جیسا کہ حضرت مفتی عظیمؒ نے اپنے رسالہ "تصویر کے شرعی احکام" (صفہ: ۹) میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا رجوع ان الفاظ میں لفظ کیا ہے: "تصویر کا کھینچوانا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھینچوائی اور الہمال کو با تصویر نکالا تھا اب میں اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہئے نہ کہ از سرنو ان کی تشبیہ کرنا چاہئے۔ (انتحی)

ان دو بڑی ہستیوں کے علاوہ بر صیر کے جمہور علماء و مفتیان کرام کا اب تک اس بات پر اتفاق ہے کہ فلم کسرے سے لی گئی تصویر حرام ہے اور جو حضرات آج بھی ڈسجٹل کمرے سے لی گئی تصویر کو تصویر حرم نہیں کہتے، ان کے نزدیک بھی نیکی پر لی گئی تصویر تصویر حرم ہے جیسا کہ زیر نظر فتوے (صفہ: ۲۰) پر صراحت موجود ہے۔

(۶) "فلم کسرے پر لی گئی تصویر کی وجہ حرمت"

سوال یہ ہے کہ آج سے ایک صدی قبل ایجاد ہونے والے فلم کسرے کی تصاویر کو جمہور علماء اور مفتیان کرام نے حرام کیوں قرار دیا تھا حالانکہ ظاہری طور پر ہاتھ سے بنائی ہوئی اور کسرے کی تصویر میں کوئی مناسبت ہی نہ تھی کیونکہ

(۱)- ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر فلم، برش، پسل، یا تراش کر بنائی جاتی ہے۔

(۲)- اسی طرح ہاتھ سے بنائی جاتے والی تصویر میں مصوّر یا تو سامنے ہوتا ہے یا اس کے تصویروں خیل کو مصوّر اپنے دماغ میں اکھا کر کے اس کا خاکہ بناتا ہے۔

(۳)- نیز ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کا جلد یا پدری مکمل ہونا مصوّر کی مہارت پر ہوتا ہے بعض مصورین جلد بنا لیتے ہیں، اور بعض کئی کئی دن جبکہ بعض ایک تصویر بنا نے میں

ہمینے لگا دیتے ہیں۔

(۲)۔ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر اس وقت تصویر حرم کے حکم میں ہوتی ہے جبکہ وہ کسی جاندار جسم کے پیروںی خاک کے کو ظاہر اور واضح کر دے اس کے بخلاف کیمرے میں نہ فلم برش کا استعمال ہوتا ہے نہ ہی دیرگلتی ہے بلکہ چند لمحوں میں تصویر اتار لی جاتی ہے، نیز کیمرے کی تصویر جس وقت نیکیوں میں منتقل ہوتی ہے اس وقت وہ بالکل واضح نہیں ہوتی ہے بلکہ سیاہ پلاسٹک میں اس کا عکس محفوظ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقوں میں کوئی مناسبت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کیمرے کی ابتدائی ایجاد کے وقت بعض علماء کو بھی یہی شبہات ہوئے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے کیمرے کی فلم کو تصویر سازی سے خارج کر دیا، جیسا کہ جامع دارالعلوم کے زیر نظر فتوے میں بعض حوالے نقش کئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض حضرات نے تو فلم کیمرے کی تصویر کے مبارح ہونے کو شریعت کی روح کے زیادہ قریب تر قرار دیدیا، جیسا کہ (صفحہ: ۳) پر اس کا ذکر ہے کہ فوٹو گرافی کی تصویر کا مبارح ہونا ہی روح شریعت کے زیادہ قریب ہے یا زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ ہے۔ (انٹھی)

لیکن ہمارے اکابرین (اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو انوارات سے منور رکھے، آمین) نے انتہائی پاریک بینی سے فلم کیمرے کی تصاویر کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکالا کہ کیونکہ دونوں طرح سے بنائی گئی تصاویر اپنے مقاصد اور علل میں ہاتھ سے بنائی گئی تصاویر سے یکساں ہیں اس لئے دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

”تصویر سازی کا مقصد اور حرمت کی وجہ“

تصویر کا مقصد کسی جاندار کے جسم کی شبیہ کو محفوظ کرنا ہے کہ کسی وقت بھی حسب ضرورت اس کو استعمال کیا جاسکے اور یہ مقصد ہاتھ سے بنانے کے مقابلے میں کیمرے کی تصویر میں با آسانی حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ کیمرے کی تصویر میں نہ محنت کرنی پڑتی ہے نہ دیرگلتی ہے اور ہاتھ سے بنانے وقت تصویر کے مصوّر کے موافق نہ ہونے کا جو خدشہ ہے وہ

بھی نہیں رہتا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہے اسی طرح حضرت اقدس تھاتوی رحمہ اللہ نے تصویر کا ایک اور مقصد تلذذ ذکر کیا ہے چنانچہ حضرت امداد الفتاوی (۲۸۵/۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی) پر ایک استفقاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں تصویروں کا استعمال اور ان سے تلذذ ہوتا ہے اور اس کے قیح میں کسی کو کلام نہیں۔ (انتحی)

تصویر سے تلذذ و طرح سے ہو سکتا ہے روحانی جیسے بزرگوں کی تصویر دیکھ کر روحانی سکون حاصل ہوتا ہے، دوسرا شیطانی جیسا کہ نسوانی اور غش تصاویر کو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے تصویر چاہے ہاتھ کی بنی ہوئی ہو یا کسرے کی تلذذ میں دونوں برابر ہیں۔ لہذا اس مقصود میں بھی دونوں کا حکم ایک ہی ہے بلکہ کسرے کی تصویر میں مقصود اہل طور پر حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ علامہ عبد الکریم زیدان المفصل فی احکام المرأة والبیت المسلم (۳۶۹/۳، مکتبہ مؤسسة الرسالہ) میں فرماتے ہیں:

فهی اولی بالمنع والحضر من الصورة باليد. انتهى
(ترجمہ) ”اور کسرے کی یہ تصویر بطریق اولی حرام ہو گی اس تصویر
کے مقابلے میں جو کہ ہاتھ سے بنائی جاتی ہے۔“

”تصویر کی وجہ حرمت“

جاندار کی تصویر حرام ہونے کی دو علیل منصوص ہیں۔

(۱) سبب شرک

(۲) مضاهاة لخلق الله (ترجمہ) ”الله کی صفت خالقیت کے مشابہہ ہونا“
۱).....سبب شرک: یعنی پہلی امتوں میں تصویر سازی شرک کا سبب بنی جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر بکیر میں تصویر کی وجہ حرمت بیان کرتے ہوئے (۱۵/۱۳۲-۱۳۳)، دارالفقیر پر تحریر فرمایا ہے:

الوجه الخامس انه ربما مات ملك عظيم او شخص عظيم
 فكانوا يخدون تمثلا على صورته وينظرون اليه فالذين جاؤا
 بعد ذلك ظنوا ان آباءهم كانوا يعبدونها فاشتغلوا بعبادتها
 لتقليد الآباء، او لعل هذه الاسماء الخمسة وهي: وَدْ وساع،
 ويغوث ويعوق ونسر، اسماء خمسة من اولاد آدم، فلما ماتوا
 قال ابليس لمن بعدهم لو صورتم صورهم فكتتم تنظرون اليهم
 ففعلوا فلما مات اولئك قال لمن بعدهم انهم كانوا يعبدونهم
 فعبدوهم، ولهذا السبب نهى الرسول عليه السلام عن زيارة
 القبور او لا الخ. (انتهى)، وهكذا فى روح المعانى
 (١٠/٩٥-٩٦، دار الفكر).

(ترجمہ) ”پانچوں وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات کوئی بڑا باشا یا کوئی بڑی شخصیت
 کا جب انتقال ہوتا تھا تو وہ لوگ ان کی صورت کے مشابہہ صورت بنالیا
 کرتے تھے اور اس کو دیکھتے تھے اور اپنے غم کو دور کر لیا کرتے تھے، پھر وہ لوگ
 جو کہ ان کے بعد آئے یعنی ان کی نسل میں سے وہ لوگ یہ گمان کر بیٹھتے کہ ان
 کے آباؤ اجداد ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ بھی ان کی عبادت میں مشغول
 ہو گئے اپنے باپ دادا کی تقلید میں یا یہ کہ یہ پانچ نام یعنی وَدْ، ساع، یغوث،
 یعوق اور نسر یہ حضرت آدم عليه الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے پانچ نام ہیں جب
 یہ پانچوں مر گئے تو ابليس ملعون نے ان کی اولاد کو کہا کہ تم ان حضرات کی
 تصویریں کیوں نہیں بنالیتے تاکہ تم ان کی طرف دیکھ کر اپنے غم کا ازالہ کر سکو اور
 ان کو یاد کرتے رہو تو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر جب ان کے بعد کے لوگ بھی
 مر گئے تو شیطان نے ان کے بعد کے لوگوں کو کہا کہ تمہارے آباؤ اجداد تو ان
 کی عبادت کیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی عبادت شروع کر دی، اسی وجہ

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول آذیارت قبور سے منع کیا تھا۔“ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری (۱/۲۷۳) پر رقم طراز ہیں:
 والما فعل ذالک او ان لهم لي تأسوا برؤية تلك الصور
 ويتذکروا احوالهم الصالحة في جتهدون كاجتهدهم ثم خلف
 من بعدهم خلوف جهلوا مرادهم ووسوس لهم الشيطان ان
 اسلافكم كانوا يبعدون هذه الصور ويعظمونها فاعبدوها فحدر
 النبی ﷺ عن مثل ذالک سدا للذریعة المؤدية الى ذالک
 وفي الحديث دليل على تحريم التصوير. (النہی)

(ترجمہ) ”ان کے پہلے لوگوں نے اسی طرح کیا تھا تاکہ وہ ان صورتوں کو دیکھ کر مانوں ہو جائیں اور اپنے غم کامد اوری کر سکیں اور ان کے اچھے اور نیک احوال کو یاد کریں اور جس طرح ان لوگوں نے نیک کاموں میں سی کی تھی یہ بھی کریں لیکن ان کے بعد کی جو سلسلہ آئی وہ اپنے آباؤ اجداؤ کے مقاصد سے غافل تھی تو شیطان نے ان کے دلوں میں دسویہ ڈالا کہ تمہارے اسلاف اور آباؤ اجداؤ تو ان صورتوں کی عبادت اور تنظیم کرتے تھے پس تم بھی ان کی عبادت کرو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا تاکہ شرک تک پہنچنے والے ذرائع کا سد باب ہو سکے اور حدیث میں تصویر کی حرمت پر دلیل ہے۔“

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ تصویر سبب شرک ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سبب شرک وہ تصاویر ہیں جو صالحین اور بزرگوں کی ہوں۔ یہاں یہ بات بھی قبل غور ہے کہ تصویر سبب شرک ہے اور اس میں وہی تصاویر سبب شرک ہیں جو بزرگوں اور انبیاء کی تصاویر ہیں، نہ کہ فخش تصاویر کیونکہ فخش تصاویر سبب زنا ہوتی ہیں عموماً سبب شرک نہیں بنتی، سبب شرک انبیاء اور صالحین کی وہ تصاویر بنتی ہیں کہ جن کی عظمت لوگوں کے دل میں ہوتی ہے اسی لئے علامہ

یعنی رحم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کرنے کے بعد یہ استدلال کیا ہے:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَاةِ خَصْوصًا الْأَدْمَى
الصَّالِحِ. (عَمَدةُ الْقَارِيِّ، ۲/۳۷، اِدَارَةُ حَيَاةِ التِّرَاثِ الْعَرَبِيِّ)
(ترجمہ) ”اور اس میں جاندار کی تصویر کی حرمت پر دلیل ہے خصوصاً نیک آدمی کی تصویر۔“

الہذا امت مسلمہ میں جس طرح شرک حرام ہے ایسے ہی سبب شرک کو بھی حرام کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ احکام القرآن (۲۷۹/۳، مکتبہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ) میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَذَالِكَ لِمَا كَانَ الشَّرْكُ ظُلْمًا عَظِيمًا وَأَثْمًا غَيْرَ مَغْفُورٍ
حَرَمَتِ الشَّرِيعَةُ مَا كَانَ ذَرِيعَةً إِلَى الشَّرْكِ مِنْهَا التَّصْوِيرُ
صُنْعَتُهُ وَاسْتَعْمَالُهُ (انتہی)۔

(ترجمہ) ”ایسی وجہ سے کہ جب شرک اتنا بڑا ظلم اور گناہ ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جائے گا تو شریعت نے اس تک یعنی شرک تک پہنچنے والے تمام ذرائع کو حرام قرار دیا، ان ذرائع میں سے تصویر سازی اور اس کا استعمال بھی ہے،“ اور کیونکہ شرک کسی کی تعظیم کی بنابر ہوتا ہے تو تصویر بھی مصوّر کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے الہذا اس علت کی بنابر جاندار کی تصویر کو شریعت نے حرام کیا ہے۔

(۲) ”مضاهاة لخلق الله“ (یعنی اللہ کی صفتِ خالقیت کے مشابہ ہونا) دوسری علت تصویر کی حرمت کی مضاهاة لخلق الله ہے چنانچہ حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف (۸۸۰/۲) میں یہ حدیث مروری ہے:
وَقَالَ أَشَدُ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَضَاهُونَ بِخَلْقِ
اللهِ. (انتہی) (ترجمہ)

”فَرِمِيَّا قِيَامَتْ كَه دَن سَبْ سَخْت عَذَابَ اَن لُوْكُونْ كُو هُوْگَا جُوكَ اللَّهْ كَه
وَصَفِ تَخْتِيقَ كَه مَشَابِهَتْ اَخْتِيَارَتْهَيْهَيْنَ۔“

علوم ہوا کہ اللہ کی صفت خالقیت میں تصویر سازی سے مشابہت لازم آتی ہے جبکہ
یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے الہذا کسی مخلوق کیلئے جائز نہیں کہ اس صفت میں اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہمسری کرے۔ یہ دونوں حرمت کی وجہیں جس طرح ہاتھ سے بنائی گئی
تصاویر میں موجود ہیں، ایسے ہی کمرے سے بنائی گئی تصویر میں بھی پائی جاتی ہیں۔ خلاصہ یہ
ہے کہ ہاتھ سے بنائی گئی تصاویر اور کمرے سے لی گئی تصاویر دونوں کے مقاصد بھی ایک
ہیں، اور علیٰ حرمت بھی۔ فرق صرف طریقے کا ہے کہ ایک ہاتھ سے بنائی جا رہی ہے جبکہ
دوسری مشین سے۔ چنانچہ حضرت اقدس مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ فتاویٰ محمودیہ
(۱۹۹۵ء، کتب خانہ مظہری) پر ایک استفشاء کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جاندار
کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ لکڑی، مٹی، لوہا، سونا وغیرہ کسی مادتے سے بنائی جائے یا قلم سے
کسی کاغذ پر یا جنگی پر بنائی جائے یا مشین سے عکس حاصل کیا جائے کسی طرح اجازت نہیں۔
اسی طرح حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ”تصویر کے شرعی
احکام“ (صفحہ: ۲۰) میں فرماتے ہیں کہ تصویر سازی کیلئے رنگ و رونگ قلم سے لگایا جائے یا
کسی مشین سے اس سے مسئلہ کی صورت نہیں بدلتی۔

اسی طرح حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ احسن الفتاوی
(۱۹۷۳ء، ایج ایم سعید کمپنی) پر فرماتے ہیں کہ کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام اور گناہ
کبیرہ ہے خواہ تصویر کسی بھی قسم کی ہو بڑی ہو یا چھوٹی، کچڑے کاغذ پر بنائی جائے یا کمرے
سے، اسی طرح تصویر کا پر لیں میں چھانپا مشین یا سانچے میں ڈھالنا بھی ناجائز ہے۔

(۷).....”ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کا حکم“

جہاں تک ڈیجیٹل کیمرے سے لی گئی تصویر کا تعلق ہے جس میں ڈیجیٹل مناظر جب

سی ڈی یا چپ میں محفوظ ہوتے ہیں۔ تو چند شعائی اعداد و شمار کی شکل میں اس طرح محفوظ ہوتے ہیں کہ کھلی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی خوردگین وغیرہ کے ذریعے ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں۔ چونکہ وہ تصویر کی شکل میں وہاں موجود ہی نہیں پھر جب ہی ڈی وغیرہ سے سکرین یا پر دے وغیرہ پر ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ بھی روشنی کی ناپائیدار شعائی ذرات (پکسلز Pixels) ناپائیدار شکل میں سکرین پر ظاہر ہو کر فوراً ہی فنا ہو جاتے ہیں۔ ایک لمحے کیلئے بھی یہ ذرات سکرین وغیرہ پر قائم وثابت نہیں رہتے۔ (زینظرフトی، صفحہ: ۵)

ڈیجیٹل کیسرے کے طریقے کار میں جو بنیادی عضر ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ سی ڈی یا چپ میں کسی عکس کو محفوظ کرتا ہے اس کی صورت اعداد و شمار کی ہوتی ہے، مثلاً (۰-۱-۰) زیرِ وہ، وہ۔ نیز جب وہ شعائیں سکرین یا پر دے پر ظاہر ہوتی ہیں تو بر قی شعائیں ناپائیدار شکل میں اسکرین پر ظاہر ہو کر فوراً فنا ہو جاتی ہیں ایک لمحے کیلئے بھی قائم وثابت نہیں رہتی۔ الہزار زینظرフトے میں اس رائے کو ترجیح دی گئی ہے کہ یہ تمام مناظر چاہے کیسرے کی چپ وغیرہ میں ہوں یا اسکرین پر ظاہر ہوں تصویر محروم کے حکم میں نہیں ہیں۔ البتہ اگر سی ڈی یا چپ میں محفوظ اعداد و شمار کو کسی کاغذ (پرنٹ) پر لیا جائے تو وہ تصویر محروم کے حکم میں ہوں گے۔ اس مسئلے کے استدلال میں زینظرフトے کی بنیاد دو (۲) دلیلیں ہیں۔

(۱)۔ پہلی دلیل ڈیجیٹل کیسرے میں سی ڈی یا چپ میں جو بر قی شعائیں محفوظ ہیں وہ اعداد کی شکل میں ہیں، نہ کہ مصوّر کا عکس اس پر اس فن کے ماہرین خاص طور پر مارشل برین اور بعض دیگر محققین کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۲)۔ دوسری دلیل جس پر مسئلے کی بنیاد ہے وہ بعض اکابرین کی وہ تعریفات ہیں جو انہوں نے فلم کیسرے کی لی گئی تصویر کی تعریف میں کی ہیں۔ اور اس میں پائیدار ہونے سے مراد رنگ و روشن اور مسالے کے ذریعے تصویر کو محفوظ کرنا لیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ "تصویر کے شرعی احکام" (صفحہ: ۶۰) پر اشارہ فرماتے ہیں:

فوٹو کے آئینہ پر جب کسی انسان کا عکس آئے اس کو عکس اسی وقت تک کہا جاسکتا ہے کہ

جب اس کو کسی رنگ و روغن اور مسالے کے ذریعے قائم اور پائیدار نہ بنایا جائے۔ (انتحی)
 ان دو دلائل پر زیرنظر فتوے کی بنیاد رکھی گئی ہے کیونکہ تصویر حرم جب وہی تصویر ہے جو
 پلاسٹک کی ریل پر پائیدار بنائی جاتی ہے تو سی ڈی میں محفوظ اعداد جو بر قی شعائیں ہیں اور
 اسکرین یا پر دے پر ظاہر ہونے والے مناظر جن میں استقرار اور پائیداری نہیں ہے وہ تصویر
 حرم نہ ہوں گی البتہ جب ان کو پرنٹ پر منتقل کیا جائے گا، اس وقت وہ اکابرین کی کی گئی
 تعریف تصویر میں داخل ہوں گی اور حرام ہوں گی۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے
 علاوہ پائیداری میں مسالے کی تید حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے امداد
 والا حکام (۳۸۲/۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی) میں لگائی ہے۔ نیز زیرنظر فتوے میں مکمل بحث
 کے بعد اسکرین پر آنے والے مناظر کو اشیاء بالعکس کہا گیا ہے (صفی: ۳۳)۔ اسی طرح ایک
 مقام پر مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی کے مختلف اجلاسوں کی کارروائی کا خلاصہ اس طرح
 بیان کیا گیا ہے کہ اولاً تو یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے نیز الیکٹرائیک میڈیا پر آنے والی شکل کے
 بارے میں علماء کی تین آراء کا ذکر کیا ہے۔

(۱) مطلق ممانعت

(۲) مطلق جواز

(۳) جگلی و جہادی ضروریات میں اس کے استعمال کی اجازت۔

اس کے بعد دوسری رائے کو اصحاب دارالعلوم نے ترجیح دی۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ
 ہمارے نزدیک دوسری رائے راجح ہے (صفی: ۱۱) اس کے بعد (صفی: ۳۳) پر ارشاد فرماتے
 ہیں (یعنی ان مناظر کی مشابہت عکس کے ساتھ زیادہ ہے) ہمارے نزدیک یہی رائے راجح
 ہے اور ہمارے نزدیک اسی رائے کو اختیار کرنے میں احتیاط ہے کہ اسکرین کا منظر شرعاً
 تصویر نہیں ہے تاہم ہمیں ایک اعتبار سے احتیاط اسکرین کے منظر کو تصویر قرار دینے والے
 حضرات کی رائے میں ہے اور دوسرے لحاظ سے بوقت ضرورت ان مناظر کو استعمال کرنے
 کی شرعاً محبحت سمجھنے والے حضرات کی رائے میں معلوم ہوتی ہے پھر فرماتے ہیں اس لئے

جو حضرات ان آراء میں سے کسی بھی رائے کے ساتھ متفق ہوں اور عمل کریں تو اس کی گنجائش ہے کوئی بھی ہمارے نزدیک مستحق نلامت نہیں، اس کے علاوہ کسی بھی مستند فتنہ یا فتاویٰ کی کتاب کا کوئی صریح حوالہ موجود نہیں، ڈیجیٹل کمرے میں تصویر کے تصویر نہ ہونے پر جن مفتیان کرام کے حوالے ہیں ان میں صراحة ہے کہ یہ ان کی رائے ہے فتویٰ نہیں۔ باقی حوالوں کی بنیاد یا توزیعی مقالے ہیں یا سینار فتوے کا اختتام ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

حضرت مفتی نظام الدین شاہزادی شہید (نور اللہ مرقدہ) موجودہ حالات میں الیکٹریک میڈیا (میڈیا وی وغیرہ) سے شریعت و اخلاق کے دائرے میں رہ کر استفادہ کو جائز اور مباح سمجھتے تھے۔ لیکن اس اباحت اور گنجائش کو فتوے کی صورت میں بیان کرنے کے مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے۔ جبکہ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ سمیت بہت سے دوسرے اکابر اس اباحت کو فتوے کی صورت میں بیان کرنے کو بھی نہ صرف گنجائش بلکہ اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے تھے۔ اور عملی طور پر اس موقف کی اشاعت بھی فرمائی۔

چیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ فلم کمرے کی تصویر کی حرمت ہمارے اکابرین کے نزدیک دو (۲) بنیادوں پر معلوم ہوتی ہیں۔

- (۱) ایک مقاصد کی یکسانیت
- (۲) اور دوسرے علل کا اشتراک

نیز یہ بات بھی مسلم ہے کہ کسی شے کے حلال یا حرام ہونے میں اس کے ذرائع اور آلات کا کوئی اعتبار نہیں، اگر شے محروم ہے تو چاہے اس کا وجود ہاتھوں سے ہوا ہو، یا سانچوں کے ذریعے یا مشین کے سبب اگر وہ حرام ہے تو اختلاف آلات کی بنا پر اس میں کوئی فرق نہیں آتا، مثلاً شراب چاہے دیسی ملکوں میں بنائی جائے یا جدید مشینوں میں اس کو شید کیا جائے ہر صورت میں اگر اس میں نہ شے موجود ہے تو اس کو حرام کہا جائے گا اسی طرح کوئی شخص کسی کوآلہ جارحانہ سے قتل کرے، گولی مار کر ختم کرے، چنانی پر لٹکا کر جان لے، زہر کھلا کر

مارے یا کرنٹ لگا کر قتل کرے یا نجکشن لگا کر مارے۔ ان سب صورتوں کو قل، ہی کہیں گے اسی طرح چاہے آپ پریش عمل جراحی کے ذریعے کیا جائے یا بغیر چیرے چھاڑے لیزر شعاعوں کے ذریعے کیا جائے وہ آپ پریش ہی ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کنواری لڑکی سے زنا کرے یا اپنا ماوہ منویہ بذریعہ ثبو کے رحم میں داخل کرے ہر دو صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ولد الزنا ہوگا۔ ان تمام صورتوں میں آلات کے مختلف ہونے کے باوجود حرمت کی وجہ صرف مقاصد کا ایک ہوتا ہے، لہذا زیر بحث مسئلہ میں بھی ڈیجیٹل کیسرے سے لی گئی تصویر سے تصویر کے مقاصد بھی حاصل ہو رہے ہیں۔ بلکہ پہلی دو صورتوں کے مقابلے میں علی وجہ الکمال حاصل ہو رہے ہیں۔ کیونکہ قلم و برش سے بنائی جانے والی تصویر میں جو مشقتیں تھیں فلم کیسرے نے ان مشکلات کو ختم کر دیا کہ صرف بثن دبانے سے تصویر حاصل ہونے لگیں لیکن نیکیوں تصویر میں ایک مشکل ریل کو چڑھانا پھر تصویر لینے کے بعد ایک خاص انداز میں اس کی وہلائی وغیرہ کرتا ہے بھی ایک در در تھا، جس کو ڈیجیٹل کیسرے نے ختم کر دیا کہ ایک لمحے میں تصویر محفوظ ہوئی اور دوسرے لمحے میں پوری دنیا کی اسکرینوں پر نمودار ہوئی اور لمحوں ہی میں جتنے چاہے اس کے پرنسٹن کال لئے تو جو مقصود ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر میں دنوں میں حاصل ہوتا تھا نیکیوں میں گھنٹوں میں حاصل ہوتا تھا ڈیجیٹل کیسرے میں لمحوں میں حاصل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈیجیٹل کیسرے کا فائدہ سب سے زیادہ صحافیوں کو ہوا ہے۔ چونکہ پہلے انہیں کسی بھی جائے وقوع کی خبر دینے میں تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی لیکن عین دفعہ کے مناظر کو چھینلوں تک پہنچانے میں کافی نامم لگتا تھا کیونکہ فلم کیسرے کی ریل کو دھونے دھلانے کے بعد ہی وہ حضرات وقوع کے مناظر کو پیش کر سکتے تھے اس میں کافی وقت درکا ہوتا تھا جبکہ ڈیجیٹل کیسرے نے ان کی یہ بڑی مشکل آسان کر دی کہ لمحوں میں جائے وقوع کی تصاویر چپ میں محفوظ کر کے لمحے بھر میں پوری دنیا میں خبر مع التصویر پیش کر دیتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو جو حضرات علماء کرام آج بھی ڈیجیٹل کیسرے کی تصویر کو تصویر نہیں کہتے ان کے ہاں بھی اصل وجہ میڈیا وار ہے، لہذا زیر نظر فتوے

میں بھی اس کا بارہا ذکر موجود ہے جیسا کہ حضرت مفتی شاہ محمد تفضل علی جلال آبادی دامت برکاتہم نے تفصیلی فتوے کے ساتھ مسلک اپنے خیالات میں ذکر کیا ہے (اسی طرح زیرنظر فتوے میں بھی کئی حضرات نے میڈیا و ارہی کی ضرورت کو اصل دلیل بنایا ہے) معلوم ہوا کہ ڈیجیٹل کیسرے نے فن تصویر سازی میں ایک انقلاب پا کر دیا جس کا مقصد بغیر کسی مشقت کے تصویر کا حصول ہے۔ اس لئے یہ کہا جائیگا کہ ڈیجیٹل کیسرے کے مناظر پرنٹ پر آنے سے پہلے حصول مقصد کی بنابر حرام ہوں گے جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ تصویر کو تصویر اس وقت کہا جائیگا جبکہ وہ تصویر ہو، حالانکہ ڈیجیٹل کیسرے کی چپ وغیرہ میں تصویر ہے ہی نہیں بلکہ وہ تو بر قی شعاعیں ہیں۔ جو (۰-۱) زیر و نون کی شکل میں محفوظ ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ زیر و نون کو کوئی زید نہیں کہتا نیز جب یہ ذرات اسکرین پاپر دے پر نمودار ہوتے ہیں، اس وقت بھی ان میں خہراً و خیس ہوتا بلکہ وہ متحرک ہوتے ہیں۔ جبکہ ہمارے بعض اکابرین نے تصویر محروم کی تعریف میں پائیداری کی قید لگائی ہے اور پائیداری میں رنگ و روغن اور مصالح لگانے کی قید کا اضافہ کیا ہے حالانکہ چاہے بر قی ذرات سی ڈی میں ہوں یا اسکرین پر، دونوں پر یہ تعریف صادر نہیں آتی۔ لہذا ان کو تصویر محروم میں داخل کرنا اکابرین ان اہل فتاویٰ کی تعریفات کے خلاف ہے اس سوال کے جواب دینے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ صرف ڈیجیٹل کیسرہ ہی نہیں بلکہ فلم کیسرے کی ایجاد بھی ایک صدی قبل ہوئی ہے اس لئے کتب مخدومین و متأخرین میں کہیں بھی کیسرے کی تصویر کے حکم کا کوئی صریح جزیہ موجود نہیں۔ البتہ حضرات مفسرین اور اہل لغت نے تصویر کی جو تعریف بیان کی ہیں وہ عام ہے، تینوں اقسام کی تصاویر کو شامل ہے اور اس عوام پر قرآن و سنت کی دلالت پائی جاتی ہے۔

”تصویر کی تعریف“ ۲

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ بجم مفردات القرآن (صفحہ: ۲۹۷، مکتبہ دارالکاتب

۲ بعض حضرات اہل فتویٰ نے تاچیز کی اس عبارت پر یہ اشکال کیا کہ ہندہ نے عنوان تصویر کی تعریف کا باعث حا اور دلیل میں مفردات کے حوالہ سے صورت کی تعریف بیان کی اس اشکال کوئی جواب کے نقل کیا جا رہا ہے۔

المربي) میں صورت کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

الصورة ما ينتقش به الاعيان ويتميز بها غيرها وذالك ضربان
احدهما محسوس يدر كه الخاصة وال العامة بل يدر كه الانسان
و كثير من الحيوان كصورة الانسان والفرس والحمار بالمعاينة.
(ترجمہ) ”صورت وہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اعیان منتش ہوتے ہیں اور
اس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتی ہے اور یہ دو قسم پر ہے ان میں سے^۱
ایک محسوسی ہے کہ ہر خاص و عام اس کا اور اک کریتا ہے بلکہ انسان کے ساتھ
ساتھ اکثر حیوان بھی اس کا اور اک کر لیتے ہیں جیسا کہ انسان، گھوڑے اور
گدھے وغیرہ کی صورتیں دیکھنے کے ذریعے سے اس کا اور اک ہو جاتا ہے۔“

۱۔ اشکال:..... صورت کی تعریف جو آپ نے امام راغب رحم اللہ کی مفردات سے نقل کی ہے وہ تصویر
یا مورثی کی معلوم نہیں ہوئی بلکہ حقیقی صورت کی معلوم ہوتی ہے جیسے میری اور آپ کی صورت۔

جواب:..... حضرت والائے بندے کی تعریف صورت پر اشکال کیا ہے کہ یہ صورت کی تعریف ہے نہ کہ
تصویر کی۔ اگر اس اشکال کا نام نہ عنوان (تصویر کی تعریف) ہے تو حضرت کا اشکال درست معلوم ہوتا ہے کہ
عنوان (تصویر کی تعریف) کا باندھا اور تعریف صورت کی کردی۔ لہذا نہ اس عنوان کی تجیری میں سہ کا اعزاف
کرتا ہے۔ اور اگر اشکال کا نام نہیں ہے کہ ناجائز نے صورت کی تعریف مذکورہ سے تصویر کی تعریف کو ثابت کیا ہے تو
یہ نہ نہ اشکال درست نہیں۔ کیونکہ ناجائز نے ان تمام تصویں سے صرف صورت کو ثابت کیا ہے۔ اور چونکہ تصویر
صورت بنانے کو کہا جاتا ہے جو چند قیودات کے ساتھ حرام ہے۔ اس کا ذکر ناجائز نے صفحہ (۲۲) پر تفصیلاً کیا ہے۔
نیز بہت سے تصویں میں تصویر کی حرمت لفظ صورت کے ساتھ دارد ہوئی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں سائل نے (الی اصور هذه الصور) کہا ہے کہ میں یہ صورتیں بناتا
ہوں۔ یہ نہیں کہا کہ تصویریں بناتا ہوں۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے نص میں بھی صورت کا لفظ ہے
لیکن محمد مشریع اور فقیہاء نے بحث تصویر کی کی ہے، کیونکہ یہ صورت جب ہی سامنے آسکتی ہے جب اس کو کوئی
بنائے۔ تیز ازالت سے بھی صورت پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے اسی سامنے آسکتی ہے چنانچہ اجم الوسيط میں تصویر کی تعریف ان
الفاظ میں کی گئی ہے۔ نقش صورۃ الاشیاء او الاشخاص علی لوح او حائط او نحوهم بالقلم
او بالفرجون او بالله التصویر۔ (ص ۵۲۸) اسی طرح فیروز اللغات میں تصویر کا ترجمہ صورت بناتا کیا ہے
(صفحہ ۳۶۳)۔ لہذا جب تصویں سے نورانی شعاعوں وغیرہ سے بنائی ہوئی تصویر پر صورت کا اطلاق ثابت ہے
تو زیبی محل کسرے سے بنائی گئی صورتوں کو بھی تصویر مجرم میں داخل کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صورت ایسے نقش کو کہا جاتا ہے جو کسی شے کو درود سے متاز کر دے اور جس کو خاص و عام ہی نہیں بلکہ اکثر حیوان بھی پہچان جائیں جیسے حیوان دشمن کی شکل دیکھ کر بھاگتا ہے اور مالک کی شکل دیکھ کر قریب آتا ہے، صورت کی یہ تعریف عام ہے چاہے ہاتھ سے بنائی گئی صورت ہو یا فلم کیمرے سے ظاہر ہونے والی ہو، اور چاہے شاعروں کی صورت میں اسکرین پر مناظر کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہو۔ لغوی تعریف اور نصوص کے عوام کی بنی پر یہ سب تصویر ہی کے حکم میں ہیں اور جہاں تک بر قی روشنیوں کی صورت میں اسکرین وغیرہ پر تصویر کے اطلاق کا تعلق ہے اس کا صورة ہونا بعض نصوص سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے جیسا کہ احادیث میں موجود ہے:- ۳

۳ بندہ کی اس تحریر پر بعض حضرات نے یہ اشکال کیا کہ فرشتوں کو نور سے پیدا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اب بھی تو ہوں، اشکال و جواب یعنی نقل کیا جاتا ہے۔

اشکال:..... آپ لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا جیسا کہ احادیث میں موجود ہے اور نور سے مراد ہے الضوء المنشر (بکھری ہوئی روشنی)" (مع تغیر) پھر آپ لکھتے ہیں: "احادیث صحیحہ میں فرشتوں پر جنور (روشنی) ہیں صورت کا اطلاق ہوا ہے، مثلاً انی احباب ان اداک فی صورتک الشی تکون فیها فی السماء اور لکھ رای جبرئیل لم یورہ فی صورتہ الا مرتین۔ (مع تغیر)

فرشتوں کا مادہ تخلیق نور ہے جیسے آدمی کا مادہ تخلیق مٹی ہے لیکن اب آدمی مٹی نہیں ہے اسی طرح فرشتوں اپنی اصلی صورت میں یا کسی انسانی صورت میں نور محسن نہیں ہے۔ واللہ اعلم مزید بریں فرشتوں جس صورت میں بھی ظاہر ہو وہ صورت تو ہے تصویر نہیں ہے۔ اس لئے آپ کے کہتے سے اتفاق نہیں ہوا۔

جواب:..... حضرت والا کا یہ اشکال فرشتوں اور جنات کی خلقت کے بارے میں ہے کہ اگرچہ ان دونوں کی اصل نور اور نار ہے لیکن خلقت کے بعد بھی ان کا مادہ نور اور نار ہی ہو یہ تسلیم نہیں۔ جیسا کہ انسان کی اصل مٹی ہے لیکن اب مٹی نہیں۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اگر جنات و فرشتے اپنی اصل جیشیت پر باقی نہیں ہیں تو پھر خلقت کے بعد ان کی بیعت جسمیہ کیا ہے اس بابت حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کیبر (۱/۸۲، جزء ا) میں فرماتے ہیں: اخْلَفَ النَّاسُ فِي وُجُودِ الْجَنِّ وَالشَّبَاطِينِ فَمِنَ النَّاسِ مَن ==

(الف). عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملائكة من نور و خلقت الجن من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لكم، (مسند احمد، ٢١٩/٧)

(ترجمہ) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنات کو بھر کئے والی آگ سے اور آدم کو پیدا کیا اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کرو گئی (یعنی مٹی)۔"

(ب). خلق الله الملائكة من نور و ان منهم لملائكة اصغر من الذباب و خلق الله الملائكة ثم يقول ليكن الف ليكن الفان.

انكر الجن والشياطين واعلم انه لا بد اولا من البحث عن ماهية الجن والشياطين لنسقول اطبق الكل على انه ليس الجن والشياطين عبارة عن اشخاص جسمانية كثيفة تجني وتذهب مثل الناس والبهائم، بل القول المحصل فيه قوله الاول انها اجسام هوانية قادرة على التشكيل باشكال مختلفة ولها عقول وافهاما وقدرة على اعمال صعبة شاقة والقول الثاني ان كثيرا من الناس يبتوا انها موجودات غير متحيزه ولا حالة في المتحيز، وزعموا انها موجودات مجردة عن الجسمية ثم هذه الموجودات قد تكون عالية مقدسة عن تدبير الاجسام بالكلية، وهي الملائكة المقربون.

نیز (١/٤٥، جزء ٢) پر فرماتے ہیں: الملائكة لا بد وان تكون ذاتا ذاتا باسمها ثم ان تلك الذوات إما ان تكون متحيزه او لا تكون، اما الاول وهو ان تكون الملائكة ذاتا متحيزه فهنا اقوال احدها انها اجسام لطيفة هوانية تقدر على التشكيل باشكال مختلفة مسکتها السموات وهذا قول اکثر المسلمين.

نیز علاماً لوی رحم اللہ تفسیر روح المعانی (١/٢٨، جزء ٢) میں ارشاد فرماتے ہیں: واختلف الناس في حقيقها بعد اتفاقهم على انها موجودة سمعا او عقلا فذهب اکثر المسلمين الى اجسام نورانية وقيل هوانية قادرة على التشكيل والظهور باشكال مختلفة باذن الله تعالى.

نیز (ص ٢١٩) پر ارشاد فرماتے ہیں: وهم مختلفون في الهيآت متفاوتون في العظام لا يراهم على ما هم عليه الا ارباب النقوس القدسمية، وقد يظهرون بابدا يشترک في رؤيتها

(الدبلومى عن ابن عمر) (كتب العمال، ١٣٢/٦، مؤسسة الرسالة)
 (ترجمہ) "اللَّهُرَبُ الْعِزَّةُ نَفَخَ فِي مَلَكَةٍ كُنُورَ سَعِيدًا كَيْا اُورَانَ مِنْ سَعِيدٍ
 مَلَكَةٌ تَوَكَّلَتْ بَعْدَهُ عَلَيْهِ بَعْضُهُ بَعْضٌ هُنَّ أَوْرَانَ اللَّهُرَبُ الْعِزَّةُ نَفَخَ فِي مَلَكَةٍ كُنُورَ سَعِيدًا كَيْا پھر
 فَرَمَا يَا كَرْهَهُ جَاهَوْهُ زَارَ، دَوْهُ زَارَ۔"

نیز علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ مفردات القرآن میں نور کی تعریف (صفحہ: ۵۳۰) پر
 ان الفاظ میں کرتے ہیں: النور الضوء المنتشر الذى يعين على الابصار۔ (یعنی
 نور بکھری ہوئی روشنی کو کہا جاتا ہے)۔

نیز علامہ ابن منظور (صاحب لسان العرب، ٣٢١/١٢، دار إحياء التراث العربي) نے
 نور کی تعریف اس طرح کی ہے:

**والنور: الضياء، والنور: ضد الظلمة وفي المحكم: النور
 الضوء أيا كان، وقيل: هو شعاعه وسطوعه والجمع النوار
 ونيران عن ثغلب.**

(ترجمہ) "نور روشنی کا نام ہے اور نور ظلمت و تاریکی کی ضد ہے اور محکم میں
 ہے کہ نور روشنی کو کہا جاتا ہے چاہے جس قسم کی بھی ہو، اور کہا گیا ہے کہ نور تو

الخاص والعام وهم على ماهم عليه، حتى قيل ان جبريل عليه السلام في وقت ظهوره في
 صورة دحية الكلبي بين يدي المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم لم يفارق سدرة المنتهي.
 نمکورہ بالاعبارات سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جنات کا جسم حیوانات کی طرح کثیف نہیں، نیز
 فرشتوں کے جسم کو چاہے اجسام نورانیہ مانا جائے، جیسا کہ علامہ ابوی نے اکثر المسلمين کا نہ بن لقل کیا
 ہے۔ یا اجسام ہوائیہ مانا جائے جیسا کہ بعض حضرات کا قول ہے۔

ہر دستور میں جب بھی وہ ظاہر ہوں گے تو ان کی اصل نور، نار یا ہوا ہی ہوگی۔ جس سے ہنسی ہوئی صورت قائل ہے
 جواز کے نزدیک نایاب ہونے کی وجہ سے صورت نہ ہوئی چاہیے جبکہ نصوص میں اس پر صورت کا اطلاق ہوا ہے۔
 بنده ناچیز نے ان تصریحات و احتمالات کی تباہی ان نصوص سے تعریف صورت کو صرف اس لئے ثابت کیا ہے کہ
 نصوص کم از کم مارشل برین یا دیکی انسائیکلوپیڈیا کی تحقیق کے مقابلے میں رانچ ہوں گے۔

شاعوں کا نام ہے اور اس کی مجع انوار اور شیران آتی ہے۔ ”اس سے معلوم ہوا کہ نور منتشر رoshni کو یا شاعوں کو کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد علام راغب رحمہ اللہ نے دنیاوی و آخری نور کی مثالیں پیش کی ہیں۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے اور فرشتوں پر جنور (روشنی) ہیں احادیث صحیح میں صورت کا اطلاق ہوا ہے۔ چنانچہ درج ذیل تفاسیر میں حوالے ملاحظہ ہوں:

۱). جامع الاحکام للقرطبی (۱۰/۲۲۱، جز ۹، دار الحیاء التراث العربی): عن ابن عباس قال النبي ﷺ لجبریل انى احب ان اراك فى صورتك التي تكون فيها فى السماء..... فلم اراه النبي ﷺ خر مغشيا عليه، فتحول جبریل فى صورته وضمه الى صدره..... الخ. (انتهی)

(ترجمہ) ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو دیکھوں آپ کی اصل صورت میں جس (صورت) میں آپ آسمان پر ہوتے ہیں..... پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصل حالت میں دیکھا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی تو حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو گئے اور آپ کو اپنے سینے سے لگالیا۔“

۲). تفسیر القرآن العظیم لاسماعیل الدمشقی (۳/۲۲۲)،
المکتبۃ العصریہ: ولکنه رای جبریل لم یرہ فی صورتہ الامرین: مرة عند سدرة المنتھی.

(ترجمہ) ”لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو

مرتبہ اصلی (صورت) میں دیکھا ان میں سے ایک مرتبہ سدرۃ النبی کے مقام پر دیکھا۔“

(۳). وفیه ایضاً (۲۲۵/۳): ”عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى“ (النجم: ۱۵) هذه هي المرة الثانية التي رأى رسول الله ﷺ فيها جبريل على صورته التي خلقه الله عليها وكانت ليلة الأسراء.

(ترجمہ) ”اور اسی تفسیر میں آیت ”عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى“ کے تحت یہ بات بھی مذکور ہے کہ یہی دوسری مرتبہ تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصلی (صورت) میں دیکھا جس پر اللہ رب الحضرت نے ان کو پیدا کیا تھا اور یہ میراج کی رات تھی۔“

(۴). المحرر الوجيز (۵/۲۰۰، ۲۰۰)، مکتبہ دارالكتب العلمیہ: و قال ابن زيد رأى جبريل في صورته التي هو بها في السموات. (ترجمہ) ”ابن زید فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اس (صورت) میں دیکھا جس میں وہ آسمانوں پر ہوتے ہیں۔“

(۵). جامع الاحکام للقرطبی (۱۰/۲۲۰، جز ۱۹): ”وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ“ (الشکوری: ۲۲) انما رأى جبرئيل على صورته فهابه الخ.

(ترجمہ) ”امام قرطبی علیہ الرحمۃ اس آیت ”وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ“ (یعنی تمہارا ساتھی مجنون دیوانہ نہیں ہے) کے تحت ذکر کرتے ہیں کہ پیش ک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو اپنی (صورت) پر دیکھا پس ان سے ڈر گئے۔“

(۶). جامع البیان للطبری (۱۳/۵۱، جز ۲۹، دار الفکر): عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال یا خلد اللہ

للمظلوم من الظالم حتى اذا لم يق تبعة لاحد عند احد جعل الله ملكا من الملائكة على صورة عزير فتبعه اليهود وجعل الله ملكا من الملائكة على صورة عيسى عليه السلام فتبعه النصارى.

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کو حق دلائیں گے یہاں تک کہ جب کوئی ایک دوسرے کا پیر و کارہ بچے گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حضرت عزیز علیہ السلام کی (صورت) کا بنا کیں گے تو یہودان کے پیچھے ہو جائیں گے اور ایک فرشتے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی (صورت) کا بنا کیں گے تو نصاریٰ ان کے پیچھے ہو جائیں گے۔“

۷). تفسیر کبیر (۲۳۰/۲، جز ۸): وروی ان رسول اللہ ﷺ اعطی اللواء مصعب، بن عمیر فقتل مصعب فاخذه ملک فى صورة مصعب فقال رسول اللہ ﷺ تقدم يا مصعب فقال الملك لست بمصعب فعرف رسول اللہ ﷺ انه ملک.

(ترجمہ) ”روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ایک غزوے میں جہنڈا دیا پھر جب حضرت مصعب بن عمیر شہید ہو گئے تو وہ جہنڈا حضرت مصعب کی (صورت) میں ایک فرشتے نے تھام لیا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے مصعب پیش قدمی کرو تو فرشتے نے کہا کہ میں مصعب نہیں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے۔“

۸). تفسیر کبیر (۱۳۹/۸، جز ۱): والثالث ان الملائكة كانوا يتشبهون بصور رجال من معارفهم وكانوا يمدونهم بالنصر

والفتح والظفر.

(ترجمہ) ”تیری بات یہ کہ ملائکہ مردوں کی (صورت) میں مشابہ ہو جاتے تھے ان کے پہچاننے کی وجہ سے اور وہ مدد و نصرت اور کامیابی میں ان کی اعانت کرتے تھے۔“

اسی طرح درج ذیل شروحات حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے جیسا کہ ۱) وفى فتح البارى (۲۹۵/۸) : عن مسروق انه اتاه فى هذه المرة فى صورته التى هى صورته فسد افق السماء (انتهی).

(ترجمہ) ”حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس مرتبہ اپنی اصل (صورت) میں آئے جو ان کی اصل صورت ہے تو انہوں نے آسمان کے افق کو گھیر لیا۔“

۲) وفيه ايضاً (۱/۷۱) : (قوله يتمثل لى الملك رجال) التمثال مشتق من المثل اى يتصور واللام فى الملك للعهد وهو جبريل وقد وقع التصريح به فى رواية ابن سعد المقدم ذكرها وفيه دليل على ان الملك يتشكل بشكل البشر (انتهی).

(ترجمہ) ”فرشته کو میرے لئے آدمی کی شکل میں مشکل کر دیا، تمثیل یہ مشتق ہے اور اس کا معنی یہ ہے، لفظِ الملك میں لام عہد کا ہے اور مراد اس ملک سے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ ابن سعد کی روایت میں اس بات کی صراحت واقع ہوئی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ فرشتہ انسانی صورت میں مشکل ہو سکتا ہے۔“

۳) وفيه ايضاً (۱/۹۵) : وفي حديث جبريل (فاتاہ رجل) اى ملک فى صورة رجل.....الخ. (انتهی)

(ترجمہ) ”حدیث جبریل میں ”فاتاہ رجل“ کے الفاظ آئے ہیں جس کا

معنی یہ ہے کہ آدمی کی (صورت) میں فرشتہ آیا۔“

(۳). وفي عمدة القارى (١٩٩/١٩): تحت (حدث عائشة رضى الله عنها) لكن رأى جبريل عليه السلام فى صورته مرتين (قال المصنف) وأشارت بذلك الى قوله تعالى (ولقد رأاه نزلة أخرى) (النجم: ١٣) قال الثعلبى اى مرة اخرى سماها نزلة على الاستعارة وذلك ان النبي ﷺ رأى جبريل عليه السلام على صورته التي خلق عليها مرتين مرة بالارض في الافق الاعلى ومرة في السماء عند سدرة المنتهى.....(انتهی). (ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے تحت یہ بات مذکور ہے کہ ”لیکن آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ اصلی (صورت) میں دیکھا“ (مصنف فرماتے ہیں کہ) حضرت عائشہ نے اس بات سے اللہ رب العزت کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے ”ولقد رأاه نزلة أخرى“ حضرت ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نزلہ اخیری کا معنی مرة اخیری ہے یعنی ایک بار پھر آپ نے دیکھا یعنی دوسری مرتبہ مرة کونزلہ سے استعارة کی بناء پر تعبیر کیا اور پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو دو مرتبہ اصلی (صورت) میں دیکھا جس حالت میں ان کو پیدا کیا گیا ہے ایک مرتبہ زمین پر دیکھا افق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ آسمان میں سدرۃ المنتھی کے پاس۔“

(۴). وفيه ايضاً (٢٠/١): الرابعة ان يتمثل له الملك رجالا كما فى هذا الحديث وقد كان ياتيه فى صورة دحية الخامسة ان يتراى له جبريل عليه السلام فى صورته التي خلقها الله تعالى له بستمائة جناح ينتشر منها اللؤلؤ والياقوت الخ. (انتهی)

(ترجمہ) ”چوتھائیکتے یہ ہے کہ فرشتہ آپ کے سامنے آپ کیلئے آدمی کی شکل میں ہو جاتا تھا جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور عام طور سے حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حضرت وحید کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔ پانچواں فکتے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام دکھائے گئے اپنی اس (صورت) میں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور ان سے یا قوت اور موئی بکھر رہے تھے۔“

۶۔ وفيه أيضاً (١/٢٩٠): العاشر فيه دليل على تمثيل الملائكة باى صورة شازا من صور بنى آدم كقوله تعالى (فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَراً سَوِيًّا) (مریم: ٧) وقد كان جبریل علیہ السلام يتمثّل بصورة دحیة ولم يره النبي علیہ السلام في صورته التي خلق عليها غير مرتين.....(انتهی).

(ترجمہ) ”وسویں بات یہ ہے کہ اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ فرشتے اولاد آدم کی جس صورت میں بھی مشکل ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت کا قول ہے ”فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَراً سَوِيًّا“ یعنی اللہ رب العزت نے حضرت مریم کیلئے فرشتے کو انسانی شکل و صورت میں مشکل کر دیا اسی صورت جو کہ ہمارا اور متوازن تھی۔ اور حضرت جبریل امین حضرت وحید کی صورت میں مشکل ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ کے علاوہ اصلی حالت میں نہیں دیکھا۔“

ان تمام نصوص سے معلوم ہوا کہ فرشتے جونور (روشنی) ہیں ان پر صورت کا اطلاق ہوا ہے۔ لہذا علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ نے صورت کی جو تعریف کی ہے یہ تمام نصوص اس کی تائید کرتے ہیں کہ جب بھی فرشتہ جونور (روشنی) ہے کسی شکل میں آتا ہے تو اس کو صورۃ پہچانا جاتا ہے کبھی اصل شکل میں جیسا کہ حضرت جبریل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ

ویکھا اور کبھی کسی صحابی کی شکل میں جیسا کہ عام طور پر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لاتے تھے۔ اسی طرح روز قیامت فرشتے کا حضرت عزیز علیہ السلام کی صورت میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں آتا، اور حدیث احسان میں کسی اجنبی کی صورت میں آتا، اسی طرح فرشتہ کا حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو حضرت مصعب ہی سمجھتا۔ معلوم ہوا کہ نصوص میں نور پر صورت کا اطلاق کیا گیا ہے۔

(۲)۔ اسی طرح جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے:

(الف). وَخَلَقَ الْجَاهَنَ مِنْ مَارِجِ مِنْ نَارٍ۔ (الرحمن: ۱۵)

(ترجمہ) ”اللہ رب العزت نے جنات کو بھر کتی ہوئی آگ سے پیدا کیا۔“

(ب). خَلَقْتُ مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتُ مِنْ طِينٍ۔ (ص: ۶۷)

(ترجمہ) ”آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔“

اسی طرح احادیث میں بھی مذکور ہے:

(الف). عن عائشة قالت قال رسول الله خلقت الملائكة من نور و خلقت الجنان من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لكم.

(مسند احمد، ۷/۲۱۹)

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکت کو نور سے پیدا کیا اور جنات کو بھر کتی ہوئی آگ سے پیدا کیا اور آدم کو پیدا کیا اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کرو گئی ہے۔“

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القرآن میں (صفحہ: ۵۳۰) پر فرماتے ہیں:

وقال بعضهم النار والنور من اصل واحد وكثيراً ما يعلازمان. كثنا را و نور اپنے اصل میں ایک ہی ہیں۔ معلوم ہوا جیسے نور (ضوء منتشر) ہے ایسا ہی نار بھی (ضوء

منتشر) ہے۔

کتب حدیث میں ابلیس پر انسانی صورت میں آنے کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ امام رازی نے تفسیر بزرگ (۱۵۹/۸، جز ۱۵) میں اس آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔

(۱). (وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الْدِيْنَ كَفَرُوا بِالْبَيْتِ وَكَ أُوْيَقُلُوكَ أَوْ يُغْرِيْجُوكَ) (الانفال: ۳۰)

(ترجمہ) ”اور جب کافر آپ کو دھوکہ دیتے ہیں تاکہ آپ کو قید کر لیں یا آپ کو مارڈا لیں یا آپ کو نکال دیں۔“

قال ابن عباس ومجاهد وقتادہ وغيرهم من المفسرين: ان مشرکی قریش تآمروا فی دار الندوة ودخل عليهم ابليس فی صورة شیخ، وذکر انہ من اهل نجد.

(ترجمہ) ”حضرت ابن عباس، مجاهد، قتادہ اور دیگر مفسرین کرام حمّم اللہ فرماتے ہیں کہ مشرکین قریش دارالندوۃ میں بیٹھے مشورہ کر رہے تھے کہ ابلیس ملعون ایک بوڑھے کی (صورت) میں ان کے پاس آیا اور بتایا کہ اس کا تعلق اہل نجد سے ہے۔“

(۲). وفيه ايضاً (۱۸۰/۸، جز ۵): فتصور لهم ابليس بصورة سراقة بن مالک بن جعشن وهو من بنى بكر بن كنانة.

(ترجمہ) ”اور اسی میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ ابلیس ملعون سراقة بن مالک بن جعشن کی (صورت) میں متخلل ہو کر آیا تھا اور سراقة کا تعلق بنو بکر بن کنانہ سے تھا۔“

(۳). وفي سنن ابن ماجه (ص ۲۹۸): وان من فتنته ان يقول لاعرابی ارأیت ان بعثت لك اباك واترك اتشهد انى ربك فيقول نعم فيتمثل له شيطانا في صورة ابيه وامه فيقولان يا

بنی اتبعہ فانہ ربک.

(ترجمہ) ”اور جال کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی دیہاتی کو کہے گا تو کیا سمجھتا ہے، اگر میں تیرے باپ اور ماں کو زندہ کروں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرارب ہوں؟ تو وہ دیہاتی کہے گا جی ہاں! تو دشیطان اس کے ماں باپ کی (صورت) اختیار کریں گے۔ پس وہ دونوں شیطان کہیں گے اے میرے بیٹے وجال کی ایجائے کر کیونکہ یہی تیرارب ہے۔“

(۳). وفي فتح البارى (۳۸۲/۳): فشكوت ذالك الى رسول الله ﷺ فقال لى هو عمل الشيطان فارصده فرصدته فا قبل فى صورة فيل فلما انتهى الى الباب دخل من خلل الباب فى غير صورته فدنا من التمر (الى قوله) قال اناشيخ كبير فقير ذوعيال الخ.

(ترجمہ) ”میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ یہ شیطانی عمل ہے پس تم اس کا انتظار کرو تو پھر میں نے اس کا انتظار کیا بس وہ ایک ہاتھی کی (صورت) میں آیا جب وہ دروازے تک پہنچا تو دروازے کے سوراخ اور دراڑ میں سے داخل ہو گیا، اپنی (صورت) کے علاوہ کسی دوسری (صورت) میں پس وہ کھجور سے قریب ہو گیا۔ کہنے لگا کہ میں ایک بوڑھا فقیر ہوں بچوں والا۔“

(۵). وفيه ايضاً (۳۸۵/۳): وانه قد يتصور بعض الصور فتم肯 رؤيته وان قوله تعالى (إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلَهُ مِنْ حَيَّثُ لَا تَرَوْنَهُمْ) (الاعراف: ۲۷) مخصوص بما اذا كان على صورته التي خلق عليها الخ الحديث انتہی.

(ترجمہ) ”اور کبھی شیطان ایسی (صورت) میں متخلل ہو جاتا ہے کہ اس کا دیکھنا

ممکن ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا اُنہے یَرَاكُمُ الْخَ لیعنی وہ اور اس کا قبیلہ تم کو دیکھتا ہے اس طور سے کہ تم ان کو نہیں دیکھ پاتے۔ اور یہ بات مخصوص ہے اس حالت اور صورت کے ساتھ جس پر اس کو پیدا کیا گیا ہے اُنھیں۔“ (۶). وفي عمدة القارى (۱۲/ ۱۳۶) : فلما ذهب هوى من الليل اقبل على صورة الفيل فلما انتهى الى الباب دخل من خلل الباب على غير صورته فلDNA من التمر (الى ان قال) فقال الى شيطان ذوعيالانتهى۔

(ترجمہ) ”پھر جب رات ہو گئی تو ہاتھی کی صورت میں آیا پس جب وہ دروازے تک پہنچا تو دروازے کے سوراخ میں سے داخل ہو گیا اپنی صورت کے علاوہ پر اور وہ کھجور کے قریب ہو گیا کہنے لگا میں شیطان ہوں عیال والا۔“ (۷). وفيه ايضاً (۱۲/ ۱۳۸) : وفيه تفسير لقوله تعالى (إِنَّهُ يَرَاكُمُ هُوَ وَقَبِيلَةٌ مِنْ حَيَثُ لَا تَرَوْنَهُمْ) (الاعراف: ۲۷) يعني الشياطين ان المراد بذلك ماهم عليه من خلقهم الروحانية فإذا استحضروا في صورة الاجسام المدركة بالعين جازترؤيتهم كما شخص الشيطان لابی هریرة في صورة سارقالخ. (انتهى).

(ترجمہ) ”اللہ رب العزت کا قول ”إِنَّهُ يَرَاكُمُ“، اُنھی لیعنی وہ اور اس کا قبیلہ تم کو ایسی جگہ سے دیکھتا ہے کہ تم اس کو دیکھ بھی نہیں پاتے، اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد شیاطین کی وہ حالت روحانیہ ہے جس پر ان کو پیدا کیا گیا ہے پس اگر وہ ایسے اجسام میں حاضر ہو جائیں کہ آنکھ اس کا ادراک کرنے والی ہوتی ہے تو ان کو دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ شیطان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس چور کی (صورت) میں آیا تھا۔“

اسی طرح کتب فقہ میں جن کے عورت کے ساتھ جماعت کرنے سے متعلق ایک جزیرہ ملتا ہے کہ اگر کوئی جن عورت سے جماعت کر لے اگر وہ دکھائی نہیں دے رہا تو عورت کے انزال پر غسل کا مدار ہوگا اور اگر وہ انسانی صورت میں آ کر جماع کرے تو دخول حشفہ سے غسل واجب ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی جن یا فرشتہ انسانوں کی امامت کرائے تو اس کی امامت درست ہے ان دونوں مسئللوں کی علت علامہ شامی رحمۃ اللہ نے انسانی صورت میں تبدل کو قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ نار (ضوء منتشر) پر بھی صورت کا اطلاق نصوص میں موجود ہے بلکہ فقہی احکامات بھی صرف صورت کی تبدیلی کی بناء پر ثابت کئے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی (۱/۵۵۲) پر اس کی صراحت مذکور ہے:

وَانْ كَانَ الْمَرْادُ ذَالِكَ فَلَعْلُ انْعَقَادِ الْجَمَاعَةِ بِاقْتِدَاءِ الْمَلَكَةِ
وَالْجَنِّ إِنْهَا يَسْتَلِزُمُ احْكَامَهَا إِذَا كَانُوا عَلَى صُورَةِ ظَاهِرَةٍ وَ
لَهَا لَوْ جَامِعٌ جَنِيٌّ امْرَأَةٌ وَوُجُودُ لَدَةٍ لَا يَلْزِمُهَا الْاغْتِسَالُ
كَمَافِيِ الْخَانِيَةِ إِلَّا إِذَا أَنْزَلْتُ كَمَافِيِ الْفَتْحِ أَوْ جَاءَهَا عَلَى
صُورَةِ آدَمِيٍّ كَمَافِيِ الْحَلِيلِيَّةِ وَكَذَا يَقَالُ فِي اِمَامَةِ الْجَنِيِّ۔ (انتہی)
(ترجمہ) ”اگر اس سے بھی مراد ہے تو شاید جنات اور ملائکہ کی اقتداء کے ساتھ جماعت کا منعقد ہونا پیش ک اس کے احکامات لازم آئیں گے جبکہ وہ صورت ظاہرہ پر ہو، اسی وجہ سے اگر کوئی جن کسی عورت سے جماعت کرے اور وہ عورت اس کی لذت کو محسوس بھی کرے تو اس عورت پر غسل لازم نہیں ہوگا جیسا کہ خانیہ میں ہے مگر یہ کہ اس عورت کو انزال ہو جائے جیسا کہ فتح القدری میں ہے یادہ جن کسی آدمی کی صورت اختیار کر کے آئے تب بھی غسل کرے گی جیسا کہ حلیہ میں ہے اور اسی طرح امامۃ الجن (جن کی امامت) کے بارے میں کہا گیا ہے۔“

برقی شعاعوں کے مناظر کو صورت ثابت کرنے کیلئے مذکورہ حوالہ جات پر اگر کوئی اشکال کرتا ہے کہ انسانی صورت کو فرشتوں اور جنات کی صور پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اختلاف جنس کی بنا پر ہر مخلوق کے احکام الگ ہوتے ہیں۔ اس لئے فرشتوں یا جنات کے جواپی اصل خلقت میں نور یا نار ہیں صورت محمدؐ کے ثبوت پر پیش کرنا درست نہیں ہے اس اشکال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہمارا مقصد صرف اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ نور (الضوء المشر) بکھری ہوئی روشنی کو کہا جاتا ہے اس پر صورت کا اطلاق موجود ہے جس سے ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسکریں پر جو برقی روشنیاں مناظر کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہیں یا ذہک میں محفوظ ہو رہی ہیں ان کو صورت کہا جائے گا۔ کیونکہ فرشت (نور) اور جن (نار) ان کی ظاہری صورت پر فقہاء کرام نے بعض مسائل کا حکم بیان کیا ہے جیسا کہ شایع کے حوالہ میں گزر چکا (انتقی)۔ اور اگر کسی کو اس جواب سے بھی تشفی نہیں ہو رہی تو ہم انسانی صورت سے متعلق بھی ایک نص ذکر کر دیتے ہیں جیسا کہ امام بخاری ^{صحیح البخاری میں حضرت عائشہ کی یہ حدیث کئی مقامات پر لائے ہیں، جس میں نکاح سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام کا خواب میں حضرت عائشہ کی تصویر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانا ثابت ہے۔ جیسا کہ بخاری (۲۷۰/۲) میں مذکور ہے:}

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ اريتك في المنام مرتين
اذ جل يحملك في سرقة حرير فيقول هذه امرأتك
فاكشفها فإذا هي انت الخ. (انتهی)

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو دو مرتبہ آپ کی صورت نیندا اور خواب میں دکھلائی گئی جب ایک آدمی ریشمی رومال میں آپ کی (صورت) لے کر آیا اور کہا یہ آپ کی زوجہ محمدؐ ہیں پس جب میں نے اس کو کھول کر دیکھا تو وہ آپ تھیں یعنی آپ کی تصویر تھی۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں یہ روایت ملتی ہے کہ نکاح سے پہلے دو مرتبہ آپ کی تصویر خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دھائی گئی تھی۔ اسی روایت کے بعض الفاظ فتح الباری (۱۳۸/۹) میں حضرت حافظ ابن حجر نے یہ نقل کئے ہیں:

وعند الآجرى من وجه آخر عن عائشة لقد نزل جبريل

بصوري فی راحته حین امر رسول الله ﷺ ان يتزوجني.

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے طریق سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام میری (صورت) کو اپنی حَتْلَةٍ میں لے کر آئے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا مجھ سے شادی کرنے کا۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی حَتْلَةٍ پر دیکھی ہے نہ کہ کاغذ وغیرہ پر، یہ صورت نہ تو ہاتھ سے بنائی گئی ہے نہ کیمرے سے، نہ بر قی شعاعوں سے بلکہ اللہ رب العزت اس کے مصور ہیں لیکن اس کے باوجود اس پر صورت کا اطلاق ہوا ہے حتیٰ کہ شارحین نے اس پر فقہی ابحاث بھی کی ہیں۔ چنانچہ حضرت امام بخاریؓ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کا باب باندھ کر اس حدیث کو لائے ہیں اور بعض حضرات نے اس انتکال کے جوابات بھی دیے ہیں کہ نکاح سے پہلے نامحرم کی تصویر کیسے دیکھی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی (نور اللہ مرقدہ) نے لامع الدراری (۲۷۱/۳، ایج ایم سعید کمپنی) میں کوکب کے حوالے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کا یہ جواب نقل کیا ہے: قوله بصورتها وليس النهي عن تصوير الا لانا فلا يحتاج الى الجواب بان ذالك قبل النهي. یعنی اس روایت میں فقہی بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ تصویر کی حرمت ہمارے لئے ہے نہ کہ حق تعالیٰ جل شانہ کیلئے۔ اس تصویر کے مصور خود حق تعالیٰ ہیں۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے نہ کہ بیداری کا، لہذا اس کو تصویر محروم میں

داخل نہیں کر سکتے بلکہ یہاں صورت کا اطلاق مجاز ہے، اس کا جواب علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری (۲۰/۲۰) میں یہ دیا ہے: وذاک لان منام الانبیاء وحی علی ان ظاهر قوله یعنی بک الملک یدل علی انه ﷺ شاهد حقیقة صورة عائشة و كانت هی فی سرقۃ من حریر۔ یعنی کیونکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی حقیقی صورت ہی کا مشاہدہ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر جوانسان کی تصویر ہے جو شرش سے بنائی گئی نہ نیکیو سے نہ برتری ذرات سے اس پر حقیقتاً تصویر کا اطلاق حدیث میں کیا گیا ہے۔

بہر حال ان تمام نصوص سے ہمارا مقصود صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ تصویر کی تعریف عام ہے چاہے ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا نیکیو میں محفوظ کی گئی ہو، نیز برتری ذرات سے محفوظ کی گئی ہو یا کسی اور طریق سے نصوص مذکورہ کا عموم ان تمام تصاویر کے تصویر ہونے پر دال ہے۔ البتہ وہ تصویر جو شریعت میں حرام ہے نصوص میں اس کو چند قیودات کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

۱)۔ پہلی قید جاندار کی تصویر ہونا جیسا کہ مسند احمد (۳/۲۹) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث منقول ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں: يقال لهم احيوا ما خلقتم۔ (ترجمہ) ”تصورین سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تخلیق کیا تھا اس کو زندہ کرو۔“ معلوم ہوا کہ حیات جاندار میں ہوتی ہے۔ نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مسلم (۲/۲۰۲) میں مذکور ہے:

جاءَ رجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي وَجَلَ أَصْوَرُ هَذِهِ الصُّورِ
 فَأَفْتَنَى فِيهَا فَقَالَ لَهُ ادْنُ مِنِي فَدَنَّا مِنِي ثُمَّ قَالَ ادْنُ مِنِي فَدَنَّا حَتَّى
 وَضَعَ يَدُهُ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ ابْنِكَ بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
 ﷺ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كُلُّ مَصْوَرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ
 لَهُ بَكْلًا صُورَهَا نَفْسًا فَتَعْذِيْهُ فِي جَهَنَّمَ وَقَالَ إِنْ كَنْتَ لَا
 بِدَفَاعٍ لَا فَاصْنَعُ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسٌ لَهُ.....

(ترجمہ) ”ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ میں مصور ہوں اور یہ تصویریں بناتا ہوں اب آپ مجھ کو اس بارے میں فتوی دیں کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تم میرے قریب ہو جاؤ وہ شخص قریب ہو گیا آپ نے پھر کہا کہ تم اور قریب ہو جاؤ یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا کہ میں تم کو وہ چیز بناتا ہوں اس بارے میں جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنائے کہ ہر مصور جہنم میں ہو گا اور ہر اس تصویر کے بد لے جو اس نے بنائی ہو گی ایک نفس بنادیا جائے گا جو کہ جہنم میں اس کو عذاب دے گا اور پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کا رہنا نہیں تو تم پھر درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ۔“

ای طرح تصویر محروم کی تعریف میں (۲)۔ دوسری قید صنعت ہے (یعنی تصویر بنانا) جیسا کہ بخاری شریف (۱/۲۵۸) پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ایک جملہ یہ ہے: وَانْ مِنْ صُنْعِ الصُّورِ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترجمہ) ”کہ جس نے صورتیں بنائیں قیامت میں اس کو عذاب دیا جائے گا۔“ یہ دو (۲) قیودات تو نصوص سے ثابت ہیں البتہ ایک (۳) تیسرا قید کہ جاندار کی بنائی گئی تصویر محفوظ بھی ہو، یعنی صور کے اشارے سے معلوم ہوتی ہے کہ جب تصویر بنائی جائے گی تو وہ محفوظ ہی ہو گی اگر نہیں بنائی جائے گی تو محفوظ ہونا تو دور کی بات وہ تصویر ہی نہیں ہو گی۔ معلوم ہوا کہ تصویر کا محفوظ ہونا یہ قید بھی من صنع الصور کے اشارے سے معلوم ہوئی، اور اسی قید سے تصویر محروم اور آئینہ کے عکس کے درمیان فرق بھی واضح ہوا کہ آئینے کے عکس میں تصویر بنانا نہیں پایا جاتا بلکہ تصویر دیکھنا پایا جاتا ہے اور آئینے کا عکس ذوالعکس کو محفوظ نہیں کرتا جبکہ تصویر میں ذوالعکس کی شبیہ کو محفوظ کیا جاتا ہے چاہے قلم پنسل سے ہو، یا نیکٹو سے ہو یا پھر برقی شعاعوں کے ذریعے ہو بلکہ

کسمرے کے ذریعے جو تصویر سازی کی جاتی ہے اس میں عموماً تصویر بنانے کی جگہ محفوظ (Save) کرنا پایا جاتا ہے یعنی تصویر بننی ہی اس وقت ہے کہ جب اس کو بٹن دبا کے Save کر لیا جائے۔ اور یہی فرق فلم کسمرے یا ڈیجیٹل کسمرے کی تصاویر اور آئینہ کے عکس میں موجود ہے۔ چنانچہ

- ۱)۔ آئینہ میں انکاس ہوتا ہے جبکہ کسمرے کے لینس میں انعطاف ہوتا ہے۔
- ۲)۔ آئینہ پر عکس کو اسکرین یا پر دے پ منتقل نہیں کر سکتا جبکہ کسمرے کا لینس عکس کو اسکرین یا پر دے پ منتقل کر سکتا ہے۔
- ۳)۔ تیرا بڑا فرق یہ ہے کہ آئینہ میں صنعت نہیں ہے (یعنی تصویر بنانا) جبکہ کسمرے میں بٹن دبا کر تصویر بنانا پایا جاتا ہے۔
- ۴)۔ آئینہ میں عکس محفوظ نہیں ہو سکتا جبکہ کسمرہ چاہے سادہ ہو یا ڈیجیٹل ہر دو (۲) صورت میں عکس کو محفوظ کر لیتا ہے، اس لئے کسمرے کے لینس کو اور اس سے کھنچی ہوئی تصویر کو آئینہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے معلوم ہوا کہ نصوص سے تصویر کے محروم ہونے میں تین (۳) قیودات پائی جاتی ہیں۔
 - (۱)۔ جاندار کی تصویر۔
 - (۲)۔ تصویر کا بنانا (صنعت)۔

(۳)۔ صنعت کے اشارے سے تصویر کا محفوظ ہونا۔ (انٹھی)

چنانچہ بعض اہل فتاویٰ نے کسمرے کی تصویر اور آئینے کے عکس میں جو فرق کیا ہے وہ احتفاظ کا ہے چنانچہ مفتی اعظم سعودی شیخ بن باز فتاویٰ اللجنۃ الدائمة (۱/۲۲۲) دارالموئید) میں کسمرے کی تصویر حرام ہونے پر فتویٰ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

التصوير الشمسي للاحيا من الانسان او حيوان والاحتفاظ

بهذه الصور حرام بل هو من الكبائر۔ (انتهی)

(ترجمہ) "کسمرے سے کسی انسان یا کسی اور جاندار یعنی جانور وغیرہ کی تصویر

بنا تا اور ان تصویروں کو محفوظ کرنا حرام ہے بلکہ بکرہ گناہوں میں سے ہے۔“

معلوم ہوا کہ اہل فتوی نے بھی تصویر حرم میں محفوظ ہونے کی قید لگائی ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ احسن الفتاوی (۳۰۲/۸) میں فرماتے ہیں کہ تصویر کسی چیز کا پاسیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا فتوی جوزینظر فتوے کے (صفحہ: ۱۵) پر موجود ہے جس میں براہ راست اسکرین کے مناظر کو دیکھنے پر جواز کا قول موجود ہے اس میں حضرت فرماتے ہیں کہ ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں وہ دکھائی جا رہی ہوں تو تصویر ہو گی۔ (انتہی)

حضرت کا یہ قول کہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں، یہ بھی تصویر حرم کی تعریف میں قید احتفاظ پر دال ہے اور یہی تصویر کی پاسیداری سے مراد ہے جو صنعت کی قید سے مستفاد ہے جہاں تک بعض اکابرین کا پاسیداری کی تعریف میں رنگ و روغن اور مسالہ لگانے کی قید کا تعلق ہے بظاہر یہ قید اتفاقی معلوم ہوتی ہے جو بیانا اللواثع ہے کیونکہ جس وقت فلم کیمرہ ایجاد ہوا ہے اس وقت کسمرے سے کسی چیز کی تصویر بناتا بغیر نیکیٹو کے متصور ہی نہیں تھا۔ یہی ایک صورت تھی اور کیونکہ نیکیٹو میں صورت کا احتفاظ بغیر کیمیکل لگائے ممکن نہیں تھا اس لئے بعض اکابرین نے مسالہ اور کیمیکل کا بھی ذکر کر دیا اس قید کے اتفاقی ہونے پر دلیل ہم آگے چل کر پیش کریں گے۔

مذکورہ کلام سے اتنی بات واضح ہو گئی کہ احتفاظ جس طرح ہاتھ سے بنائی گئی تصویر میں موجود ہے اسی طرح سادہ کسمرے کے نیکیٹو اور ڈیجیٹل کسمرے کی ڈسک میں بھی موجود ہے، لہذا تصویر سازی کے مقاصد اور علل اور تعریفات کی بنا پر جو حکم فلم کسمرے کا ہے وہی حکم ڈیجیٹل کسمرے کا ہو گا البتہ یہ اشکال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ کسمرے کی سی ڈی یا چپ میں (0-1) زیروں تصویر نہیں ہے اسی طرح اسکرین اور پردے پر جو مناظر ظاہر ہو رہے ہیں وہ اسکرین یا پردے پر محفوظ نہیں ہیں لہذا ان دونوں کی حرمت اگر تصویر ہونے کی وجہ سے

ہے تو یہ تصویر کی تعریف کے خلاف ہے اور اگر کسی اور وجہ سے ہے تو وہ محتاج دلیل ہے۔
اس اشکال کے دو جواب ہیں، ایک الزامی، دوسرا تحقیقی۔

(۱).....الزامی جواب

جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل کیسرے میں محفوظ مناظر تصویر نہیں ہیں ان کے نزدیک بھی سادہ کیمرے کی تصویر نیکیوں میں بھی تصویر محروم کے حکم میں ہے، ان حضرات کے نزدیک اگر وجہ حرمت نیکیوں میں تصویر کا محفوظ ہونا ہے تو یہی علت ڈیجیٹل کیسرے کی ڈسک میں تصویر کے محفوظ ہونے میں پائی جاتی ہے لہذا دونوں کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے اور اگر حرمت کی وجہ سالہ لگا کر پائیدار کرنا ہے تو یہ محتاج دلیل ہے کیونکہ جن دو (۲) حضرات اکابرین کے قول کو اس بارے میں پیش کیا گیا ہے ان کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رنگ و روغن اور مسالے کی قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے چنانچہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ امداد الاحکام (۳۸۲/۳) پر ایک استثناء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا فرق تو دونوں میں یہی ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائیدار نہیں ہوتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کر لیا جاتا ہے پس وہ اسی وقت تک عکس ہے جب تک مسالہ سے اسے قائم نہ کیا جائے اور جب اس کو کسی طریقے سے قائم اور پائیدار کر لیا جائے وہی تصویر بن جاتا ہے۔ (اختی)

حضرت کے اس آخری جملے سے (اور جب اس کو کسی طریقے سے قائم اور پائیدار کر لیا جائے وہی تصویر بن جاتا ہے) معلوم ہوتا ہے کہ مسالے کی قید کے بعد حضرت نے عموم رکھا ہے کہ کسی طریقے سے قائم اور پائیدار بنایا جائے اس عموم کا تقاضا یہ ہے کہ اگر مسالے کے علاوہ کوئی اور صورت بھی تصویر کے قائم اور پائیدار ہونے کی وجود میں آسکتی ہے تو وہ بھی تصویر محروم کے حکم میں ہوگی، جیسا کہ زیر بحث مسئلے میں کیسرے کی ڈسک میں برقرار شعاعوں کے ذریعے سے تصویر کو محفوظ کیا جاتا ہے اس احتمال کی بنا پر حضرت کی مسالہ

لگانے کی قید کو احترازی نہیں کہا جائیگا۔ اسی طرح ممالک اگر پاسیدار بنانے کی قید حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تصویر کے شرعی احکام“ میں لگائی، یہ قید بھی اتفاقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آگے چل کے حضرت رحمہ اللہ نے سینما کے پردے پر ظاہر ہونے والے مناظر کو جو ناپاسیدار شاعروں کی صورت میں ہوتے ہیں ان کی حرمت کی وجہ تصوری ہونا قرار دیا ہے جس کا تفصیلی ذکر ہم اپنی بحث کے آخر میں کریں گے ہر دو (۲) اکابرین کے کلام سے یہ معلوم ہوا کہ یہ قید اس وقت کی موجودہ صورت کی وضاحت کیلئے لگائی گئی، کیونکہ کسرے سے تصویر بنانے میں اس وقت اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت موجود ہی نہیں تھی۔

اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر آپ دیجیٹل کسرے میں محفوظ (1-0) کو تصویر نہیں کہتے تو نیکیو پر محفوظ کیا گیا عکس جو کیسیکل کی سیاہ تہوں (layers) میں بالکل غیر متنبین ہوتا ہے اس کو تصویر حرم کہنا بھی فقہی اور شرعی لحاظ سے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نیکیو جب اپنی پہلی حالت میں ہوتا ہے تو اس پر تصویر کے استعمال کا کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ دھلانی سے پہلے پہلے نیکیو کی تصویر کو تصویر حرم نہیں کہا جائیگا تو یہ بجا ہوگا۔ کیونکہ حضرات فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی تصویر سرکشی ہے تو وہ تصویر نہیں ہے چنانچہ علامہ کاشانی رحمہ اللہ بدائع الصنائع (۶/۵۰۵، دارالكتب العلمية) میں فرماتے ہیں:

ولو لم يكن لها رأس فلا بأس لأنها لا تكون صورة بل تكون نقشا۔

(ترجمہ) ”او اگر تصویر کا سر نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ صورت نہیں بلکہ وہ تو نقش ہے۔“

اسی طرح محیط البرہانی (۷/۵۰۶، مکتبۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ) میں فرماتے ہیں: واذا كان الشمائل مقطوع الرأس فليس بشمائل ولا

صورة۔ (ترجمہ) ”اور جب تصویر کا سر کشنا ہوا ہوتا وہ تصویر کے حکم میں نہیں۔“

اس سے یہ بات تو معلوم ہوئی کہ سرکٹی تصویر استعمال تصویر میں تصویرِ محمد کے حکم میں نہیں ہے البتہ سرکٹی تصویر کا بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس بارے میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ عبارات مرقومہ میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں کہ سرکٹی تصویروں کا بنانا بھی جائز ہے۔ لیکن جس علت کی بنا پر ان کے استعمال کی اجازت دی ہے اور وہ علت خود حدیث میں موجود ہے اس کا اتفقاء یہ ہے کہ ایسی تصویر کا بنانا بھی جائز ہو۔ (انتحی) تصویر کے شرعی احکام (صفحہ ۷۶)

حضرت نے جس علت منصوص کا ذکر کیا ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جوابِ بادو دکے (۵۷۳/۲) پر مذکور ہے: فمر بوس التمثال الذی فی الْبَیْتِ يَقْطُعُ فِیصِیرَ كَهْيَا الشَّجَرَةَ یعنی آپ ان تصاویر کے سرکانے کا حکم دیں جو گھر میں موجود ہیں۔ پس وہ درخت جیسی ہو جائیں گی حضرت نے اس سے استدلال کیا ہے کہ سرکانے کے بعد جب وہ درخت جیسی ہو جائیں گی تو جس طرح درخت کی تصویر بنانا جائز ہے ویسے ہی سرکٹی تصویر بنانا جائز ہو گا۔

ای طرح کتب فقہ و فتاویٰ میں جہاں سرکٹی (مقطوع الرأس) تصویر کا ذکر کیا ہے وہیں محموہ الرأس (سرمشی) کو بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ (۱/۵۸، مکتبہ رشید یونیورسٹی) پر فرماتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ مَقْطُوعُ الرَّأْسِ لَا بَأْسَ بِهِ وَكَذَا لَوْمَحِي وَجْهَ الصُّورَةِ
فَهُوَ كَمَقْطُوعِ الرَّأْسِ،

(ترجمہ) ”اور اگر سرکٹی تصویر ہو تو اسکے استعمال میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر تصویر کے چہرے کو متادیا گیا ہوتا وہ بھی سرکٹی تصویر کی طرح ہے“
اسی طرح صاحبِ بحر الراائق میں (۵۰/۲) پر فرماتے ہیں:

(قولہ او مقطوع الرأس) ای سواء کان من الاصل او کان لھارا س ومحی.

(ترجمہ) "صاحب بحر مصنف کے اس قول او مقطوع الرأس کی تشریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ برابر ہے کہ اس تصویر کا سرے سے سرہی نہ ہو یا سر تو ہو لیکن بعد میں مٹا دیا گیا ہو دونوں صورتیں اس کے تحت داخل ہیں"

اسی طرح علامہ حسکفی رحمۃ اللہ الدار الخاتم (۱/۲۹، ۳۹) میں فرماتے ہیں:

(او مقطوعة الرأس او الوجه) او مmphوہ عضو لا تعيش بدونه.

(ترجمہ) "سر اور چہرے کئی تصویر یا ایسی تصویر کہ اس کا کوئی ایسا عضو مٹا دیا گیا ہو کہ اسکے بغیر زندہ رہنا ممکن نہ ہو تو اس کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔"

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ جو حکم سرکٹی تصویر کا ہے وہی حکم سرمشی ہوئی تصویر کا ہے کیونکہ علت منصوصہ (کھیاۃ الشجرۃ) (یعنی درختوں کی صورت کے مانند ہونا) دونوں میں مشترک ہے الہذا جس طرح سرکٹی تصویر کا بنانا جائز ہے اسی طرح ایسی تصویر جس کا سریا کل وجود ہی مٹا ہوا ہو، اس کا بنانا بھی جائز ہو گا۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیکبھو میں پہلی حالت میں تصویر کا جو عکس ہے وہ مٹی ہوئی تصویر کے حکم میں ہے کیونکہ نیکبھو کی دھلانی سے پہلے کوئی صورت ایسی نہیں ہے کہ اس نیکبھو کے اندر محفوظ عکس کو دیکھا جا سکتا ہو نہ لینس کے ذریعے نہ خوردیں کے ذریعے اور نہ ہی کسی اور طریقے سے۔ دھلانی سے پہلے نیکبھو کی حیثیت بالکل ایسی ہے جیسے تختہ سیاہ جس طرح سیاہ تختہ کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے اور دیگر استعمالات میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے بالکل اسی طرح دھلانی سے پہلے سیاہ نیکبھو کی حالت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب تک تصویر نیکبھو میں پہلی حالت میں موجود ہے اس کو شرعاً تصویر کہنا مشکل ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پہلی حالت میں نیکبھو کے سامنے نماز پڑھنا وغیرہ اس کا تعلق تصویر کے استعمال سے ہے اور کیونکہ تصویر نیکبھو میں چھپی ہونے کی بنا پر ظاہر نہیں ہو رہی تو اس کا

استعمال جائز ہے جبکہ بنا تصویر ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ نیکیوں پہلی حالت میں تصویر ہی نہیں ہے درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تصویر کے استعمال کے احکامات تصویر بننے کے بعد متعلق ہوتے ہیں۔ اور جمہور فقهاء کرام کے نزدیک اگر تصویر مقام تعظیم میں ہے تو اس کا استعمال حرام ہوتا ہے اور اگر مقامِ اہانت میں ہے تو اس کا استعمال جائز ہوتا ہے۔ جبکہ تصویر نیکیوں میں پہلی حالت میں ہوتی ہے جب بھی مقام تعظیم میں اس کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔ اگر نیکیوں میں تصویر حرام ہوتی تو مقام تعظیم میں اس کا استعمال حرام ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابتداء تصویر محرمه کے احکامات اس نیکیوں پر نہیں آ رہے۔ نیز جب نیکیوں اپنی دوسری حالت میں آتا ہے یعنی جب اس کی مخصوص طریقے سے وحلائی کر لی جاتی ہے تو اس وقت بھی وہ غیر مستین ہوتا ہے بلکہ غیر مستین سے بھی کچھ کم درجہ کا کیونکہ فقهاء کرام نے غیر مستین تصویر کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ وہ اتنی چھوٹی ہو کہ اگر اس کو زمین پر رکھ دیا جائے تو کھڑے ہونے والے کو اس کے اعضاء صحیح طور پر نظر نہ آ سیں، جیسا کہ فتاویٰ شامیہ (۱/۶۲۸) میں مرقوم ہے:

(اوْ كَانَتْ صَغِيرَةً) لا تَبْيَنْ تفاصيل اعضاها للناظر قائمًا وَهِيَ عَلَى الارض ذَكْرَهُ الْحَلْبِيُّ، (انتہی).

(ترجمہ) ”یا تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ صاف طور پر اس کے اعضاء و کھائی نہ دیتے ہوں کھڑے ہونے والے شخص کو اس حال میں کہ تصویر زمین پر ہو۔“

فقہاء کرام کی کی گئی غیر مستین کی تعریف سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اتنی چھوٹی ہو کہ دور سے وکھائی نہ دے جبکہ نیکیوں جب اپنی دوسری حالت میں آتا ہے تو وہ بھی اتنا وہندہ ہا ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی یا لامپ کے سامنے کر کے بھی ایک عام شخص نہیں پہچان سکتا کہ یہ کس کی تصویر ہے چاہے وہ نیکیوں اس کا اپنا کیوں نہ ہو، باقی اگر کوئی یہ کہے کہ اہل فن یا نظر کے تیز لوگ اس کو پہچان سکتے ہیں، تو بصد مذخرت یہ عرض ہے کہ شریعت کے احکام اہل فن، علماء، عوام اور جہلاء سب کیلئے برابر ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی عام شخص آ کر مفتی سے سوال کرتا ہے کہ

اگرچوئی تصویر نمازی کے سامنے موجود ہے تو اس کا کیا حکم ہے تو ہر صاحب علم یہی جواب دے گا کہ اگر زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کراس کے اعضاء دکھائی نہ دیں تو وہ غیر مستثنی ہے یہ نہیں کہے گا کہ اہل فن کے نزدیک جو مستثنی ہے اس کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں اور جو ان کے نزدیک غیر مستثنی ہے اس کے سامنے نماز درست ہے۔ اگر اہل فن کی بات کو اس مسئلے میں مدار بنا یا جائے گا تو پھر مستفتی کو اہل فن سے فتویٰ لینا ہو گا نہ کہ مفتی سے، شریعت نے تمام احکامات کو اتنا اہل رکھا ہے کہ ہر خاص و عام کیلئے ان پر عمل کرنا آسان ہو، یہی وجہ ہے کہ خاص طور پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ بعض تعریفات میں مجتبی پر کی رائے کا اعتبار کرتے ہیں تاکہ مسئلہ اس کیلئے آسان ہو جائے اس لئے انہی تعریفات کا اعتبار ہو گا جن کو شریعت نے ہر مکلف پر آسان بنایا ہے۔ چنانچہ نیکیبو دھلائی کے بعد کسی بھی شخص کو دکھایا جائے، دور رکھ کر تو دور کی بات ہے سورج کی روشنی میں بھی دیکھنے والا واضح طور پر اس کو نہیں پہچان سکتا۔ اور یہ بات مشاہدہ اور تجربہ سے کہی جا رہی ہے الہذا نیکیبو کے دونوں حالتوں میں غیر مستثنی ہونے کا جو شخص بھی مشاہدہ کرنا چاہتا ہے اپنی قریبی فوٹوگرافر کی دکان پر جا کر کر سکتا ہے۔ نیز اگر اس نیکیبو کو دھلائی کے بعد دیوار دیگرہ پر چپاں کر دیا جائے یا کمرے وغیرہ میں روشنی کے بغیر دیکھا جائے تو یہ بالکل سیاہ ہی ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نیکیبو چاہے اپنی چہلی حالت میں ہو یا دھلائی کے بعد دوسرا حالت میں یہ مقطوعہ الرأس (یعنی سر کٹی) اور محمورة الرأس (یعنی سر مٹی) کے حکم میں ہے۔ نیز اس کی حالت اور سی ڈی میں (0-1) کی حالت بالکل یکساں ہے لیکن اس کے باوجود جمہور مفتیان کرام پاک و ہند نیز ڈسک میں محفوظ تصویر کے جواز کے قائلین کے نزدیک بھی بالاتفاق نیکیبو کی تصویر چاہے چہلی حالت میں ہو یا دوسرا حالت میں ہر دو (۲) صورت میں تصویر حرم ہے جس کی وجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی کہ نیکیبو میں جو عکس محفوظ ہو چکا ہے آگے چل کر وہ تصویر حرمہ و مستثنیہ میں استعمال ہو گا بالکل یہی وجہ حرمت کیسرے کے ڈسک میں محفوظ (1-0) زیر دون کی ہے چاہے ابھی آپ اس کو تصویر نہ بھی کہیں لیکن آگے

چل کر اس کا استعمال زیاد ہی کی صورت میں ہو گا، اگر آپ اس کو تصویر نہیں مانتے تو پھر نیکی کی تصویر بھی تصویر حرم نہ ہو گی، جبکہ آپ کے نزدیک نیکیوں کی تصویر ہر صورت میں حرام ہے۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ڈسک کے اندر محفوظ تصویر بھی حرام ہونی چاہئے۔ ورنہ دونوں کے درمیان فرق قرآن و حدیث، آثار صحابہ، ائمہ مجتہدین، فقہاء متقدمین و متاخرین کے بیان کردہ اصول و قواعد اور فقہی عبارات سے ثابت کرنا ہو گا۔ شریعت مطہرہ اہل فن کی تحقیقات کو تائید کا درجہ توجیہ ہے لیکن دلیل شرعی (صرف اور صرف اولۃ الرحمۃ اور ان سے مستبط کئے گئے وہ اصول و جزئیات ہیں جو ائمہ مجتہدین اور فقہاء امت نے واضح طور پر بیان کر دیے ہیں) صرف یہی بن سکتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی دلیل دونوں کیسروں کی تصویر کے فرق میں موجود نہیں ہے (جیسا کہ زینظر فتوے میں سامنے نہ آ سکی) تو پھر نیکیوں کی تصویر کو تصویر کہنا اور ڈسکھیل کیسرے کی تصویر کو تصویر نہ کہنا یہ تحکم (دعویٰ بلا دلیل) ہے۔^۲

^۲ ناجائز کے اس دعویٰ پر بھی بعض حضرات نے اشکال کیا کہ نیکیوں جب اپنی پہلی حالت میں ہوتا ہے تو فرق خلاف اس کو تصویر حرم مانتا بھی ہے یا نہیں؟ اشکال و جواب بعض قتل کیا جاتا ہے۔ اشکال:.....آپ نے لکھا ہے: ”جن حضرات کے نزدیک ڈسکھیل کیسرے میں محفوظ مناظر تصویر نہیں ہیں ان کے نزدیک بھی سادہ کیسرے کی تصویر نیکیوں میں بھی تصویر حرم کے حکم میں ہے۔“ عرض ہے کہ نیکیوں سے عرف میں وہ سیاہ نقش ہوتا ہے جو فونکی ریل کو ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہونے سے پہلے عرف و روان میں اس کو نیکیوں نہیں کہتے۔ اور اگر بالغرض دونوں ہی کو نیکیوں کہتے ہیں تو یہ طے کرنا ضروری ہے کہ فرقی خلاف اس سے کو نہ اراد لیتا ہے۔

وہونے سے قتل کے مرحلہ میں ریل یا نیکیوں غیر مستین ہوتا ہے اور نقش ممتاز نہیں ہوتا تو اس کو تصویر نہ کہنا معقول ہے جبکہ دھنے کے بعد کے نیکیوں میں نقش کے مستین ہونے میں اسیں تو کچھ اشکال نہیں بہت رنج کا مشاہدہ ہے۔ جواب:.....حضرت والا کافی اشکال ناجائز کے جواب اڑاکی پر ہے کہ جب نیکیوں اپنی پہلی حالت میں ہوتا ہے تو عرف میں اس کو تصویر نہیں کہتے۔ اور اگر تصویر ہونا ثابت بھی ہو جائے تو یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ فرقی خلاف اس سے کو نہ اراد لیتا ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ ناجائز نے اڑاکی جواب کا مدار تاکہیں جو اڑی نیکیوں کی تصویر کے حرام ہونے کی تعریف پر رکھا ہے۔ چنانچہ دارالعلوم کراچی کے تفصیل نو تے صفحہ نمبر ۱۲، پر حضرت اقدس ملنی مولانا صاحب نور اللہ رحمۃ کا یقوقل نقش کیا ہے ”فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت تک کہا جا سکتا ہے جب تک اس کو رنگ و روشن اور مسلطے کے ذریعے قائم اور پائیدار نہ بنا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنایا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی“ (تصویر کے شرعی احکام، صفحہ ۵)۔ حضرت مقتنی محمد شفیع ساحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲).....تحقیقی جواب

اس اشکال کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ کسی بھی شے پر حلت و حرمت کے احکامات اس کے سوردو جو دل میں آنے کے بعد متعلق ہوتے ہیں۔ آیا وہی احکامات اس شے کی اصل پر ابتداء اور درمیانی مراضی میں بھی متعلق ہوتے ہیں یا نہیں۔ جیسے زیر نظر مسئلے میں کہ ایک ہے تصویر کی سوردو جو دل میں آنے کے بعد کی صورت جب کاغذ پر پرنٹ کی گئی اور ایک صورت اس کی ابتدائی ہے جس وقت اس تصویر کو کیرے کی ڈسک میں (0-1) کی شکل میں محفوظ کیا گیا تھا۔ یا اسی طرح سادے کیرے کی تصویر کو سیاہ نیکلنڈ کی صورت میں محفوظ کیا گیا تھا۔ کیا حکم تصویر کے پرنٹ میں آنے کے بعد کا ہے یعنی حرمت، وہی حکم (0-1) کی صورت میں ڈسک میں محفوظ ہونے کا بھی ہوگا۔ کتب فقہ میں بعض جزئیات ایسی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حالتوں میں حلت و حرمت کا حکم ایک ہی ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ”کتاب الحج“ میں جنایات احرام کی بحث میں یہ مسئلہ بیان کیا جاتا ہے کہ شکار کے پرندے کا انداز اگر حرم توڑ دیتا ہے تو اس پر ضمان آئیگا، اور یہ مسئلہ اجماعی ہے چنانچہ علامہ زحلی الفقہ الاسلامی و اولتہ (۲۳۳۹/۲) میں فرماتے ہیں کہ:

ولا خلاف في ان ضمان غير الحمام و نحوه من الطير هو القيمة

ئے نیکھل پر عکس کے پائیدار ہونے کی جو تحریف کی ہے وہ نیکھل کی پہلی حالت ہی میں ممکن ہے جبکہ اس کو رنگ و روغن اور مسالے کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہو۔ اس کے برخلاف نیکھل و حلالی کے بعد جب دوسرا حالت میں آتا ہے تو اس کو اگر کیرے میں لگا کر تصویری جائے تو وہ عکس (image) کو محفوظ کر دی جیسکا جبکہ عکس کو محفوظ کرنا تحریفی تصویر میں شرط ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ فرقی خلاف کے نزدیک نیکھل کی پہلی حالت ہی متعین ہے۔ جس میں تصویر غیر متعین ہوتی ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قاتلسین جواز کے نزدیک پہلی حالت کے بعد جب نیکھل کی وحلانی ہو جائے تو وہ تصویر محظوظ ہو گی تو ان سے سوال کیا جائے گا کہ پہلی حالت میں اس کا کمپنچا حرام ہو گا یا جائز؟ ؟ ئاظہر جواز تو کسی کے نزدیک بھی نہیں ہے۔ البتہ اگر حرمت غیر متعین عکس کے محفوظ ہونے کی وجہ سے ہے تو اس امداد عالمابت ہو گیا اور اگر سبب کی بنا پر ہے تو پھر سببیت کی بنا پر حرمت ثابت ہو گی۔

فِي الْمَكَانِ الَّذِي اتَّلَقَ فِيهِ، وَكَذَلِكَ يَضْمُنُ بِيَضِ الطَّيْرِ بِقِيمَةِ
الْطَّيْرِ، لِقَوْلِ أَبْنِ عَبَّاسٍ: "فِي بِيَضِ النَّعَامِ قِيمَتُهُ" وَقَالَ الْمَالِكِيَّةُ:
يَجْبُ فِي الْجَنِينِ وَفِي الْبِيَضِ عِشْرُودِيَّةُ الْأَمِّ (انتهى).

(ترجمہ) ”کوئی اختلاف نہیں ہے اس بارے میں کہ کبوتر کے علاوہ اور اس
جیسے دیگر پرندوں میں ضمان وہ قیمت ہے اس جگہ کی جہاں اس کو تلف اور
ہلاک کیا گیا ہو، اسی طرح پرندے کا اندا توڑنے کی بناء پر پرندے کی قیمت
کے ساتھ ضمان ادا کیا جائے گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی بناء
پر کہ انہوں نے فرمایا کہ شتر مرغ کے انڈے میں اس کی قیمت ہے اور مالکیہ
فرماتے ہیں کہ جنین اور انڈے میں ماں کی دیت کا وساں حصہ ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حالت احرام میں شکار کے پرندے کا اندا توڑ دیتا ہے تو
اس پر ضمان آیا گا۔ جس کی علت قاضی خان رحمۃ اللہ نے فتاویٰ قاضی خان (۳۶۹/۲) میں
یہ بیان کی ہے: لانہ اصل الصید (اس لئے کہ یہ انڈا پرندے کی اصل ہے) چونکہ یہ انڈا
(شکار) جوز ندہ پرندہ ہے اس کی اصل ہے اس لئے جو حکم چوزے کے پیدا ہونے کے بعد کا
ہے (یعنی اس کا قتل حالت احرام میں حرام ہے) وہی حکم اس کی اصل یعنی انڈے کا ہو گا کہ
اس کا توڑنا بھی جائز نہیں ہو گا۔ حالانکہ پیدا ہونے کے بعد کی صورت اور انڈے کی صورت
میں کوئی مناسبت نہیں ہے بلکہ انڈے کو کوئی چوزہ نہیں کہتا (جیسے 1-0 کوئی تصویر نہیں کہتا)
کیونکہ انڈے میں سفیدی اور زردی ہوتی ہے، جو بے جان ہے اور پیدا ہونے کے بعد
چوزے کی خوب صورت شکل ہوتی ہے جو جاندار ہے لیکن اس کے باوجود حدیث پاک میں
انڈے کے توڑنے پر جنایت کا حکم لگایا گیا ہے، کیونکہ انڈا اگرچہ بے جان ہے اور نہ ہی
چوزے کی صورت اس میں پائی جاتی ہے لیکن یہ چوزے کے وجود کا اصل ہے اگر انڈا نہ ہوتا
تو چوزہ موجود میں آہی نہیں سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ موجود جو دل میں آنے کے بعد کسی
شے کے ساتھ جو احکامات متعلق ہوتے ہیں وہی حکم اس کی اصل کے ساتھ ابتداء بھی متعلق

ہوتا ہے۔ لہذا زیر نظر مسئلے میں بھی پر تنر پر مثلاً زید کی تصویر آنے کی اصل جب وہی (۰-۱) زیر دون ہے جو زید کی تصویر کھینچتے وقت کیمرے کی ڈسک کے اندر محفوظ ہوا تھا تو اس کا بھی وہی حکم ہو گا جو پرنٹ پر نکلنے کے بعد زید کی تصویر کا ہے یعنی حرمت۔

اسی طرح بعض دیگر فقہاء کرام نے جن میں قاضی خان رحمہ اللہ شامل ہیں اس جزیہ متفق علیہا کو متعین علیہ بناتے ہوئے مسئلہ استقطاط حمل کو اس پر قیاس کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر بچے کا ولادت کے بعد قتل کیا جائے تو یہ نفس زکیہ کا قتل ہو گا جس پر قصاص و ددیت کے احکامات نافذ ہوں گے اسی طرح اگر بچے کا ولادت سے پہلے استقطاط کر دیا جائے تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ یا تو استقطاط حمل روح پڑنے کے بعد ہو گا جس کی مدت عموماً چار (۴) ماہ ہوتی ہے اور یا روح پڑنے سے پہلے جس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اعضاء کے مکمل ہونے کے بعد یا (۲) اعضاء کے مکمل ہونے سے پہلے۔

اگر استقطاط حمل روح پڑنے کے بعد کیا گیا ہے تو اس صورت میں یہ بھی قتل کے حکم میں ہو گا۔ اور قاتل پر غرہ کا ضمان آئے گا، اور اگر یہ استقطاط روح پڑنے سے پہلے کیا گیا ہے۔ تو اس صورت میں اگر چہ اس پر ددیت وغیرہ کے احکامات نہیں آئیں گے لیکن ہو گایہ بھی حرام، چاہے بعض صورتوں کا گناہ بعض سے کم ہو، جیسا کہ جمۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ احیاء علوم الدین (۲/۱۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) میں فرماتے ہیں: وَاوَلُ مِرَاتِبِ الْوُجُودِ
اَنْ تَقُعُ النَّطْفَةُ فِي الرَّحْمِ وَتَخْتَلِطُ بِمَاءِ الْمَرَأَةِ وَتَسْتَعِدُ لِقَبْوِ الْحَيَاةِ
وَالْفَسَادُ ذَلِكُ جَنَاحَيْهِ، فَإِنْ صَارَتْ مَضْغَةً وَعَلْقَةً كَانَتْ جَنَاحَيْهِ الْفَحْشَ وَان
نَفْخَ فِيهِ الْوُرُوحُ وَاسْتَوْتُ الْخَلْقَةُ إِذْ دَادَتِ الْجَنَاحَيْهِ تَفَاحَشَا وَمَنْتَهِي التَّفَاحَشِ
فِي الْجَنَاحَيْهِ بَعْدَ الْانْفَصَالِ حَيَا (انتہی). یعنی بالکل ابتدائی مرحلہ میں استقطاط گناہ ہے پھر اگر خون کا لوثہ را ہونے کے بعد استقطاط کر دیتا ہے تو اس کا گناہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہو جاتا ہے اور اگر روح پڑنے کے بعد کوئی یہ حرکت کرتا ہے تو اس کا گناہ پہلے دونوں کے مقابلے میں زیادہ سخت ہو گا اور گناہ کی انتہا یہ ہے کہ کوئی پیدا ہونے کے بعد زندہ کو قتل

کرے۔

امام غزالی رحمہ اللہ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اگرچہ جنایات میں تفاوت ہے لیکن حرمت میں سب برابر ہیں روح پڑنے سے پہلے چاہے اعضاء مکمل ہوئے ہوں یا نہیں، ہر دو صورت میں اس کی حرمت کو قاضی خان رحمہ اللہ نے مسئلہ کسر بیض صید کی حرمت پر قیاس کیا ہے، چنانچہ فتاویٰ قاضی خان (۳۷۹/۲، بلوجستان بک ڈپو کوئٹہ) پر فرماتے ہیں:

قال ولا اقول به فان المحرم اذا کسر بیض الصید يكون ضامناً لانه اصل الصید فلما كان مؤاخذا بالجزاء ثمه، فلا اقل من ان يلحقها اثم ه هنا اذا سقطت بغیر عذر الا انه لا تأثم اثم القتل (انتہی).

روح پڑنے سے پہلے مسئلہ اسقاط کی حرمت کو حرم کے اذاؤڑنے کی حرمت پر قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حرم پر ضمان اصل صید کے توڑنے کی بنا پر آ رہا ہے پھر جب مقیس علیہ میں (جو بے جان ہے پھر حیوان ہے، از راقم) اذاؤڑنے پر ضمان آ رہا ہے تو کم از کم مقیس (اسقاط حمل قبل نفخ الروح) میں گناہ تو ہونا چاہئے جبکہ یہ اسقاط بغیر عذر شدید کے ہو، ہاں اتنا ہے کہ جان پڑنے کے بعد قتل کرنے کا جو گناہ ہے یہ گناہ اس سے کم ہو گا لیکن ہو گا گناہ۔

ای طرح اس قیاس کو صاحب بحر علامہ ابن حکیم رحمہ اللہ (ابحر الرائق، ۳۷۹/۲) میں راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وينبغى الاعتماد عليه لان له اصلاً صحيحاً يقاس عليه (ترجمہ)
”اور مناسب ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے کیونکہ اس کی اصل صحیح ہے جس پر
قیاس کیا جاسکتا ہے“

قاضی خان نے قیاس کی جو عملت پیش کی ہے علامہ شامی نے فقیہ علی ابن موسیٰ سے بھی اسی عملت کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی (۱۷۶/۳) میں فرماتے ہیں: و کان الفقیہ علی ابن موسیٰ يقول انه يكره فان الماء بعد ما وقع في الرحم مآلہ

الحياة فيكون له حكم الحياة كمافي بيضة صيد الحرم. يعني نقطے کے رحم میں آنے کے بعد انجام کارس کا حیات ہے لہذا اس وقت بھی زندہ ہی کے حکم میں ہوگا۔ اس کے بعد علامہ شامیؒ اگلی سطر پر ابن وہبیان کا قول فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

قال ابن وہبیان فاباحة الاسقاط محمولة على حالة العذر او انها لا تأثم ائمۃ القتل. يعني اسقاط کی اباحت جو بعض حضرات نے بیان کی ہے حالت عذر پر محول ہوگی یا گناہ میں کبی پر کتل والے گناہ کے برابر نہیں ہوگی، نیز علامہ شامی قاضی خان کے قیاس کی ترجیح کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتے ہیں: وان قاضی خان مسبوق بمامر من الشفقة. (۱۷۶/۳) (ترجمہ) ”پیش قاضی خان گزرے ہوئے مسئلہ میں تفہیم کی بناء پر سبقت لے گئے۔“

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویؒ (۲۰۳/۲) پر اسی سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: روایات مرقومہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسولہ میں اگر تحقیق فن سے حمل میں جان پڑنا مختل ہو، تب تو مطلقاً حمل گرانا حرام اور موجب قتل نفس ذکیر ہے اور اگر جان نہیں پڑی سو اگر کوئی عذر صحیح ہوتا تو اسقاط جائز تھا لیکن چونکہ کوئی عذر نہیں ہے اور یہ امر کہ نفس نہیں گوارا کرتا کہ پہلی کے اولاد ہو، اور دوسری کے ہو جائے یہ شرعاً عذر مقبول نہیں لہذا یہ فعل ناجائز ہوگا گوئل کا سا گناہ نہیں مگر خود یہ فعل بھی معصیت ہے اور آئندہ کیلئے حمل قرار دے پانے کی تدبیر کرنا بھی بلا عذر مذموم ہے مگر وہ ملامت میں کم ہے۔

خلاصہ یہ کہ سب میں اشد حمل تی کا اسقاط اور اس سے کم حمل غیر تی کا اسقاط اور اس سے کم مانع حمل کا استعمال، البتہ عذر مقبول سے دوسرآ خر کے جائز ہیں۔ اور امر اول ہر حال میں حرام اور مسئلہ ثانیہ میں چونکہ عذر صحیح ہے اس لئے مانع حمل دوا کھانا جائز ہے۔ (انتہی) مذکورہ بالاتمام عبارات فہریہ سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح جاندار بچے کا قتل حرام ہے اسی طرح استقرار حمل (حمل کے تحفظ ہونے) کے بعد بھی اس کی تمام صورتیں حرام ہوں

گی اور جان پڑنے سے پہلے بھی بغیر ضرورت شدیدہ کے استغاث جائز نہیں ہو گا۔ مسئلہ استغاث میں بھی بچ کی ولادت کے بعد کی صورت اور استقرارِ حمل سے پیدائش تک کی صورتیں دونوں میں کوئی مناسبت موجود نہیں ہے پیدا ہونے کے بعد بچے جاندار انسان کہلاتا ہے جبکہ رحم میں ابتداء ناپاک نطفہ پھر گوشت کا لوثہ، پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ اس کے بعد بھی جان پڑنے کے باوجود ماں کے رحم کی تاریکیوں میں اس کے وجود کوئی دیکھ سکتا ہے نہ اس کی اصل شبیہ کو کوئی واضح طور پر دکھاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جو حکم حرمت کا پیدائش کے بعد قتل کا ہے وہی حکم استقرارِ حمل کے بعد کی صورتوں کا ہے۔ چنانچہ زیر نظر میں میں بھی جو حکم تصویر کے پرست پر آنے کے بعد کا ہے وہی حکم ڈسک میں محفوظ (۰-۱) زیر و دن کا ہے یعنی جس طرح کاغذ پر اترنے کے بعد یہ تصویر حرام ہے اسی طرح جس وقت اس کے اصل کو کیمرے کی ڈسک میں محفوظ کیا جا رہا ہو تو عملًا اس کا حکم بھی تصویر حرم کا ہو گا، چاہے محفوظ ہونے والی زید کی شکل ابتداء (۱-۰) کی شکل میں کیوں نہ ہو، جیسے انڈے اور چوزے اور خون کے لوثے اور جاندار انسان کے درمیان صورۃ کوئی مشابہت نہیں ہے لیکن حرمت میں دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

لہذا مذکورہ فصوص فہمیہ سے ثابت ہوا کہ ڈسک میں کیمرے کے اندر جو تصاویر محفوظ کی جاتی ہیں ان کا کسی بھی شکل میں محفوظ کرنا تصویر حرم کے حکم میں ہو گا۔

عین حرام کے ذرائع اور اسباب بھی حرام ہیں

اسی طرح شریعت اسلامیہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ جس طرح کسی بھی معاصی کا عین حرام ہے بالکل اسی طرح اس تک پہنچنے کے تمام ذرائع حرام کے گئے ہیں۔ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب[ؒ] احکام القرآن (۳/۲۸۷) پر فرماتے ہیں:

ولهذا العناية الا لهية جاءت فى شريعتنا السمحنة البيضاء

احکام لسد الذرائع فيما جرب عظيم فساده من المعاصي،

كماترى انه لما حرم الخمر حرم بيعها وشرائها الذى هو ذريعة الى هذه المعصية وكذاك لما كان الشرك ظلماً عظيماً والما غير مغفور حرم الشرع ما كان ذريعة الى الشرك، منها التصوير صنعته واستعماله.

(ترجمہ) ”ہماری شریعت مطہرہ میں اللہ رب العزت نے بڑے بڑے فساد اور گناہوں کے ذرائع و اسباب کے سد باب کیلئے بھی احکام نازل کئے جیسا کہ تم جانتے ہو جب خر (شراب) کو حرام کیا تو اس کی خرید و فروخت بھی حرام کر دی کیونکہ اس تک پہنچنے کا یہی ذریعہ ہے اسی طرح جب شرک اتنا بڑا ظلم اور گناہ ہے کہ وہ معاف بھی نہیں کیا جائے گا تو شریعت نے شرک تک پہنچنے والے ذریعے کو بھی حرام قرار دیا اور انہی ذرائع میں سے تصویر کا بنانا اور اس کا استعمال بھی ہے۔“

اسی طرح سدِ ذرائع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَقْرِبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاجِحَةً (الاسراء: ۳۲)، (ترجمہ) ”اور تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ یہ توبے حیاٰی اور بہت ہی برا کام ہے“ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمایا کہ زنا کے قریب نہ جاؤ۔ حضرات اہل علم اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں زنا کے فعل کے ساتھ ساتھ ان تمام ذرائع اور اسباب کی حرمت کا بھی ذکر ہے جو زنا کے فعل کو کرنے کا سبب اور ذریعہ بنتے ہیں چنانچہ تفسیر مظہری (۵/۳۲۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) میں صراحتاً ذکر ہے:

وَلَا تَقْرِبُوا الزِّنَى اى لاتأوا بـذـوـاعـيـهـاـ منـ العـزـمـ عـلـيـهـ اوـ عـلـىـ بعضـ مـقـدـمـاتـهـاـ فـضـلـاـ انـ تـباـشـرـوـهـ إـنـهـ اـىـ الزـنـىـ كـانـ فـاجـحـةـ فـعلـةـ ظـاهـرـةـ القـبـحـ زـانـدـتـهـ.....الخـ.

(ترجمہ) ”اور تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ یعنی تم اسباب زنا کو بھی مت

اختیار کرنا اس پر عزم اور ارادہ کرتے ہوئے یا بعض مقدمات یعنی بوس و کنار وغیرہ چہ جائے کہ تم مباشرت یعنی زنا کرو اور یہ تو بہت ہی قبیح فعل ہے؟“ اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے:

وفی سنن ابی داؤد (۲۹۲/۱): قال ابو هریرة عن النبی ﷺ ان الله كتب على ابن آدم حظه من الزنا ادرك ذالك لا محالة فزنا العينين النظر وزنا اللسان المنطق والنفس تمنى وتشتهي والفرج يصدق ذالك ويکذبه.

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ابن آدم پر زنا میں سے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے کہ وہ اس کو یعنی طور پر پاتا ہے پس آنکھوں کا زنا وہ دیکھنا ہے، زبان کا زنا وہ بولنا ہے اور نفس (دل) اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔“

وفیه ایضاً (۲۹۲/۱): عن ابی هریرة ان النبی ﷺ قال لکل ابن آدم حظه من الزنا بهذه القصة قال والیدان تزنيان فزناهما البطش والرجلان تزنيان فزناهما المشی والفم یزنی فزناه القبل (انتهی).

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بینی آدم کیلئے زنا میں سے ایک حصہ ہے فرمایا ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان دونوں کا زنا پکڑنا ہے، دونوں پیر بھی زنا کرتے ہیں اور ان دونوں کا زنا چل کر جانا ہے اور منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوس ہے۔“

معلوم ہوا کہ ناجرم کو صرف دیکھنا یا اس کو پکڑ لینا یا اس تک چل کر جانا یہ فعل زنا تو نہیں

ہے لیکن پھر بھی حرام ہے کیونکہ یہ زنا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

اسی طرح شراب حرام ہے جس کی علت نہ ہے اگر کوئی شخص ایک قطرہ بھی شراب کا پیتا ہے تو اس کا فعل حرام ہو گا حالانکہ ایک قطرہ شراب پینے سے نہ نہیں آتا لیکن اس کے باوجود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (سنن ابو داؤد، ۵۱۸/۲، المیزان)۔ ”جس چیز کا کثیر نشلانے والا ہو تو اس کا قلیل بھی حرام ہے“ کیوں؟ اس لئے کہ قطرہ پینا یہ کثرت شراب نوشی کا سبب بنے گا کیونکہ ابتداء میں ایک قطرہ ہی پیا جاتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے انسان پاک اشرافی بن جاتا ہے۔ چنانچہ صاحب معالم السنن امام ابو سلیمان بن محمد الخطابی، معالم السنن (۳/۲۳۶، مکتبہ دارالكتب العلمیہ) میں حدیث مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں:

قال الشیخ هذَا اوضَحَ البَیانَ أَنَّ الْحُرْمَةَ شَامِلَةً لِأَجْزَاءِ الْمَسْكُرِ
وَإِنْ قَلِيلَهُ كَثِيرَهُ فِي الْحُرْمَةِ وَالْأَسْكَارِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَإِنْ
كَانَ مَصَافَا إِلَى كَثِيرَهِ فَإِنْ قَلِيلَهُ مَسْكُرٌ عَلَى سَبِيلِ التَّعَاوُنِ.....

الخ. انتہی

(ترجمہ) ”شیخ نے فرمایا ہے کہ یہ تو بالکل واضح بات ہے کہ حرمت وہ تو صرف نشلانے والے اجزاء کو شامل ہے اور حرمت میں اس کا تھوڑا سا حصہ بھی اس کے کثیر کے مانند ہے اور حدیث میں جو نوش کا بیان ہے اگرچہ اس کی نسبت تو کثیر ہی کی طرف ہے لیکن اس کا قلیل نشلانے میں معاون ہے اس لئے وہ بھی حرام ہے۔“

وفیہ ایضاً (۲۳۷/۲): قال الشیخ المفتر کل شراب یورث الفتور والخدر فی الأطراف وهو مقدمة السکر نہی عن شربه لنلا یکون ذریعة الی السکر، والله اعلم (انتہی).

(ترجمہ) ”شیخ نے فرمایا ہے کہ مفتر ہر وہ شراب ہے جو کہ انسان کے بدن میں

کمزوری اور سُقی و کاملی کو پیدا کرے اور یہی نشر کا مقدمہ یعنی ابتداء ہے اسی وجہ سے اس کے پینے سے منع فرمایا ہے تاکہ وہ نشر کا ذریعہ نہ بنے۔“

معلوم ہوا کہ شراب کا ایک قطرہ جس میں نہیں ہے وہ سبب نش کی ہے اپنے حرام ہو رہا ہے۔ اسی طرح شراب، شراب بننے سے پہلے جن مرحل سے اس کو گزارا جاتا ہے، جن برتوں اور مٹکوں میں شراب بنائی جاتی ہے اور پھر اس میں شراب کا میریل یا اجزاء ڈالے جاتے ہیں۔ پھر خاص طریقے سے بند کر کے مخصوص ایام کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک عرصہ بعد وہ بد بودار نش کی حالت اختیار کرتی ہے۔ شریعت میں یہ آخری صورت خرکی ہے جو حرام ہے لیکن جس شخص نے شراب کے مٹکے کو دھویا، جس نے شراب کے میریل (جو پاک انگور یا دیگر اشیاء) کو اس میں ڈالا، اور جس شخص نے ان مٹکوں کو خاص مقام پر رکھا، کیا قفل جائز ہو گا۔ اگرچہ ان تمام مرحل میں کوئی وجہ حرمت نہیں ہے، لیکن شریعت میں ان سب کا فعل حرام ہے، کیوں؟

صرف اس لئے کہ ان کے اس عمل سے شراب بن رہی ہے جو حرام اور نجس ہے۔ یہ ذریعہ بن رہے ہیں اس شراب کے (جو حرام ہے) وجود میں آنے کا۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

وفي كنز العمال (٣٦٤/٥): ١٣٢٥٧ - (عن ابن عمر) لعنة الله
الخمر وعاصرها وشاربها وساقيها و باائعها ومتاعها وحامليها
والمحمولة اليه وأكل ثمنها. (الحديث، انتهى)

(ترجمہ) ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے خر (شراب) پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر، یعنی والے پر، خریدنے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور جس کی طرف اٹھا کر لے کر گیا ہے اس پر اور اس کی آمدی سے کھانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“

وفي كنز العمال (٣٦٦/٥): (وَعَنْ أَبِي مُسْعُودٍ) لعنة الخمر
على عشرة أوجه لعنة الخمر بعينها وشاربها وساقيها
وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه وبالعها
ومبتاعها وأكل ثمنها. (الحديث) (انتهى)

(ترجمہ) ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب پر دس وجہوں سے لعنت فرمائی گئی ہے، شراب پر لعنت فرمائی اس کے عین کی وجہ سے اس کے پینے اور پلانے والے کی وجہ سے اس کے بنا نے اور بخوانے والے کی وجہ سے اور اس کے اٹھانے اور جس کی طرف اٹھا کر لے کر گیا ہے کی وجہ سے اور اس کے بیچنے اور خریدنے والے کی وجہ سے اور اس کی آمدنی سے کھانے والے کی وجہ سے۔“

معلوم ہوا کہ شراب بننے سے پہلے ابتدائی مراحل میں جو حرمیں آ رہی ہیں وہ سب کی بنا پر ہیں۔ (انتہی)

اسی طرح زیرِ نظر تصویر کے مسئلے کو دیکھا جائے تو اصل میں جاندار کی تصویر کی حرمت سبب شرک کی بنا پر ہے جس طرح شرک حرام ہے ایسے ہی اس کا سبب تصویر بھی حرام ہے پھر تصویر حرم تک پہنچنے والے اسباب مذکورہ اصول کی بنا پر حرام ہونے چاہئیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تصویر تو سبب شرک کی بنا پر حرام ہے لیکن تصویر بننے تک جو اسباب ہیں، ذرا رکھ ہیں، آلات ہیں، ان میں فرق کیا جائے، فلاں ذریعہ حرام ہے اور فلاں ذریعہ تصویر ہی نہیں۔ یہ فرق تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص فطری طور پر زنا اور شیست ٹیوب کے درمیان کرے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص احتجیہ کنواری عورت سے زنا کرتا ہے اور پچھ پیدا ہوتا ہے تو یہ فعل بھی زنا (حرام) ہو گا اور پیدا ہونے والا بچہ بھی ولد الزنا ہو گا۔ اب اگر کوئی شخص کنواری اجنبی عورت کے رحم میں اپنانطفہ ٹیوب وغیرہ سے داخل کروے اور اس سے بچھ پیدا ہوتا تو شریعت میں یہ فعل بھی حکما زنا ہو گا اور پیدا ہونے والا بچہ بھی ولد الزنا ہو گا جیسے پہلی

صورت میں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی مذکورہ صورت کی حرمت کا جواب دیتے ہوئے حضرت مفتی نظام الدین عظیمی نور اللہ مرقدہ، نظام الفتاویٰ (۱/۳۳۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور) پر فرماتے ہیں: اس عمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ کس کا کہلانے گا، تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اگر بے شوہروالی ہے تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ اسی عورت کا کہلانے گا جس کے شکم سے وہ بچہ پیدا ہوا۔ بالکل اسی طرح جس طرح طوائف جس کے پاس متعدد مردا آ کر زنا کر جاتے ہیں اور اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بچہ ان زنا کرنے والے مردوں میں سے کسی کا شمار نہیں ہوتا بلکہ اسی رعنی کا شمار ہوتا ہے جس کے پیش سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں منسوب الی امسہ کہا جاتا ہے اور صحیح النسب نہیں کہا جاتا۔ (انٹھی)

اسی طرح مفتی عبدالسلام چانگا کی مدظلہ، جواہر الفتاویٰ (۱/۲۳۲، اسلامی کتب خانہ کراچی) میں ایک استفشاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں (جس کی صحیح حضرت مفتی اعظم پاکستان ولی حسن نوگی رحمۃ اللہ نے فرمائی ہے):

لیکن وہ دوسری عورت اگر بے شوہر عورت ہے پھر بھی ابھی مرد جس کے جڑوے سے بچہ پیدا ہوا ہے اس سے نسب ثابت نہ ہوگا بلکہ عورت ہی سے بچہ کا نسب ثابت ہو گا یعنی بچہ کی نسبت عورت کی طرف کی جائے گی اور ابھی مرد کی منی کا داخل کرنا چونکہ زنا کے حکم میں ہے اس لئے زنا سے نسب کا ثبوت نہیں ہوگا، اس کی قانونی حیثیت ولد الزنا ہوگی۔ (انٹھی) اگر کوئی شخص دونوں صورتوں میں فرق کرے کہ بچہ کا ولد الزنا ہونا تو تسلیم ہے لیکن ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ مادہ کا حرم میں محفوظ کرنا اس کو حکما زنا (حرام) کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ زنا ایک خاص فعل ہے جس میں کوئی شخص نفسانی خواہش سے مغلوب ہو کر اپنی خواہش کو ناجائز طور پر پورا کرتا ہے، جبکہ ٹیسٹ ٹیوب میں زنا کی صورت ہی نہیں پائی جا رہی اسلئے اس کو زنا نہیں کہا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ اس صورت میں ایسے شخص پر حد بھی جاری نہیں ہوتی بخلاف پہلی صورت کے کہ وہاں عملاً زنا موجود ہے اور اس پر حد بھی جاری ہوتی

ہے، بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص جاندار کی تصویر چاہے سادہ کیمرے میں بنائے یا ذیجھٹل کیمرے میں، جس وقت اس تصویر کو کاغذ پر نکالا جائے گا اس وقت تو تصویر محروم ہو گی اسی طرح جب اس کو ابتداءً نیکیبو پر محفوظ کیا جائے گا اس وقت یہ فعل بھی تصویر سازی ہو گا کیونکہ عملہ زید کا عکس نیکیبو میں محفوظ ہو رہا ہے۔ جیسے عملہ زنا کی صورت میں جبکہ ذیجھٹل کیمرے میں زید کا عکس (0-1) کی شکل میں محفوظ کرنے کے عمل کو تصویر سازی نہ کہا جائے گا کیونکہ یہاں عمل تصویر (زید کا بعینہ عکس) نہیں پایا گیا اس لئے ذیجھٹل کیمرے کا ابتدائی مرحلہ تصویر سازی نہ ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہو گا بلکہ جائز ہو گا۔

ایسے شخص کی اس منطق کا بھی جواب دیا جائے گا کہ جب دونوں صورتوں میں بچ غیر ثابت النسب پیدا ہو رہا ہے تو ہر صورت میں اس فعل کو زنا ہی کہا جائے گا کیونکہ دونوں صورتیں ولد الزنا کے وجود کا ذریعہ و سبب بن رہی ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ولد الزنا کا ایک ذریعہ تو حرام ہوا اور دوسرا جائز۔ بالکل اسی طرح اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کر لیں کہ نیکیبو میں عکس زید کی صورت کا عین ہے اور چپ میں (0-1) کی شکل میں ہے اور عین عکس یہ عملہ تصویر سازی ہے جبکہ (1-0) (بعینہ عکس نہ ہونے کی وجہ سے) تصویر سازی نہیں ہے۔ جبکہ کاغذ پر آنے کے بعد دونوں تصویر محروم ہیں۔ تو یہ بھی وہی منطق ہو گی جو زنا اور شیش ثبوت یہ بی کے فرق میں گزر چکی اور اس کا بھی بھی جواب ہو گا کہ جب کاغذ پر آنے کے بعد زید کی تصویر دونوں صورتوں میں چاہے نیکیبو سے لی جائے یا (1-0) سے، ہر دو صورت حرام ہے، تو جب دونوں ہی ذرائع اس کے کاغذ پر آنے کا سبب بن رہے ہیں جو حرام ہے، تو یہ ذرائع بھی حرام ہوں گے۔ جیسے ولد الزنا کے وجود کا کوئی ذریعہ جائز نہیں ہے ایسے ہی تصویر محروم کا بھی کوئی ذریعہ جائز نہیں ہو سکتا۔ اور دونوں مسئللوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ زنا اگر عملہ ہے تو زانی حرام نطفہ کا استقرار و احتفاظ رحم میں کر رہا ہے جو ولد الزنا کا اصل ہے۔ بالکل اسی طرح ثبوت کے ذریعہ اپنانادہ منویہ داخل کرنے والا بھی نطفہ کو رحم میں نھیں رہا ہے جو ولد الزنا کی اصل ہے، اگرچہ دونوں صورتوں میں نطفہ جو ولد الزنا کی اصل ہے صورتاً ولد الزنا نہیں

ہے کہ اقتداء بالکل بھی معاملہ سادہ اور ڈیجیٹل کیسرے میں زید کے عکس کو محفوظ کرنے کا ہے کہ نیکیو پر زید کا عکس جو اس کی اصل ہے، اصل صورت ہی میں محفوظ ہو جاتا ہے، یہ حرمت میں زنا کے نطفہ (جو اصل ہونے کے باوجود ولد الزنا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا) کے مقابلہ میں زیادہ ہے کیونکہ اس میں زید کی اصل صورت محفوظ ہے جبکہ ڈیجیٹل کیسرے میں زید کی اصل (0-1) کی صورت میں محفوظ ہو رہی ہے تو اس کی مشابہت نطفہ کے ساتھ علی وجہ الکمال ہے کہ نطفہ ولد الزنا کے وجود کا سبب ہے اور (0-1) کا نطفہ زید کی تصویر محروم کا سبب ہے اور دونوں یعنی نطفہ اور نطفہ ولد الزنا اور زید سے کوئی صورتی مشابہت نہیں رکھتے۔ تو جس طرح نطفہ کا استرار و احتفاظ دونوں صورتوں (عمل زنا، ثیثت ٹوب) میں حرام ہے بالکل اسی طرح زید کی صورت کا احتفاظ چاہے نیکیو میں بعدنہ عکس کو محفوظ کر کے ہو یا ڈیجیٹل کیسرے میں (0-1) کی شکل میں، ہر دو صورتیں حرام ہوں گی۔ کیونکہ دونوں تصویر محروم کے وجود کا ذریعہ ہیں۔

۵۔ بندہ کی اس تحریر پر بھی بعض حضرات نے اشکال کیا ہے جس کو یعنی نقش کیا جاتا ہے۔
اشکال:..... اس بارے میں عرض ہے کہ خود سبب کو مسبب نہیں کہا جاتا۔ جس طرح اٹھے کو پرندہ نہیں کہہ سکتے اسی طرح ڈسک میں محفوظ شرعاً عوں کو تصویر نہیں کہہ سکتے۔ ہاں حکم دونوں کا ایک ہو سکتا ہے یعنی جاندار کی تصویر بناتا اور اس کی ڈی بناتا دونوں حرام ہیں۔ لیکن یہ دلیل اس وقت منفرد ہو گی جب کہ ڈی سے سکرین پر نظر آئے والے نقش کو فریق مختلف تصویریں مانتا ہو جبکہ وہ اس کو تصویر یا نہیں مانتا۔

جواب:..... حضرت والا نے اشکال کیا ہے کہ خصم سبب کو تصویر نہیں مانتا اس لئے زیرِ دون (0-1) کے اسکرین پر زید کی تصویر کے آنے کا سبب ہونے کی وجہ سے حرمت پر استدال درست نہیں ہوگا۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قائمین جواز اسکرین کے مناظر کو تصویر نہیں مانتے لیکن پرنٹ پر آنے کے بعد اس کو تصویر مانتے ہیں۔ اور پرنٹ تک تصویر کے آنے کے وہ سبب ہیں ایک قریب درسرا الجید۔ سبب بعد زیرِ دون (0-1) ہے اور سبب قریب اسکرین کا مظہر ہے۔ نیز اسکرین پر آنے کا سبب زیرِ دون (0-1) ہے۔ اب چاہے خصم زیرِ دون (0-1) کے سبب کو نہ بھی مانتے لیکن وہ اسکرین کے سبب (پرنٹ پر آنے کے بعد) کو تو تصویر حاصل کرتا ہے۔ نیز اسکرین پرنٹ پر آنے کا سبب اس طور پر ہے کہ بغیر اسکرین پر آنے کے زیرِ دون (0-1) تصویر زید پر آنے نہیں ملتا۔ لہذا جب خصم نے اسکرین کے سبب تصویر کو حاصل کر لیا تو جس طرح سبب حرام ہے اسی طرح سبب (اسکرین کے مناظر) بھی حرام ہوں گے۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ تصویر میں تو محفوظ کرنے کے بعد حرمت آرہی ہے جبکہ زنا کی صورت میں نفس فعل پر حرمت آرہی ہے، کیونکہ فعل زنا سے نطفہ کا استقرار لبقی نہیں ہے اس لئے یا تو فعل زنا حرام نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ (ولد الزنا کا سبب ہونا) مخلوک ہے اور یا پھر تصویر میں بھی بغیر محفوظ کئے مناظر (براءہ راست) حرام ہونے چاہئیں۔ جیسے نفس فعل زنا حرام ہے، چاہے استقرار و احتفاظ ہو یا نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ زنا چاہے کسی صورت میں ہو وہ ولد الزنا کے وجود کا سبب ہے اور فعل زنا میں اصل علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ اس نطفے سے بچ پیدا ہو گا یا نہیں۔ لہذا شریعت نے نفس زنا کو قائم مقام استقرار حمل کے بناویا چنانچہ اور بھی کئی فقہی مسائل ہیں جہاں ائمہ کرام نے سبب کے مخفی ہونے کی بنا پر نفس سبب کو قائم مقام مسیب کے بنایا ہے جیسے سفر کو قائم مقام مشقت کے بنایا گیا ہے اسی طرح نوم کو قائم مقام استرخاء المفاصل کے نیز اس بشہوت اور نکاح کو حرمت مصاہرت و ثبوت نسب میں قائم مقام ولی کے قرار دیا گیا ہے علیٰ هذا القياس۔ چنانچہ صاحب توضیح عبد اللہ بن مسعود بن ناج شریعہ، توضیح (۲۲۲/۲)، میر محمد کتب خانہ آرام پائغ کراچی) میں فرماتے ہیں:

(وھی اما باقامة السبب الداعي مقام المدعاو إليه كالسفر والمرض) فانهما اقيما (مقام المشقة والنوم) اقيم مقام استرخاء المفاصل (والمس والنکاح مقام الوطى) أى المس والنکاح يقومان مقام الوطى في ثبوت النسب وحرمة المصاهرة. (انتهی)

(ترجمہ) ”بہر حال سبب کے قائم مقام کرنا جیسا کہ سفر اور مرض ہے کہ ان دونوں کو مشقت کے قائم مقام بنایا گیا ہے اور نہیں ہے کہ اس کو استرخاء مفاصل (اعضاء کے ڈھیلے ہونے) کے قائم مقام بنایا گیا ہے اور اس (چھوٹا) اور نکاح ولی کے قائم مقام ہیں یعنی شہوت کے ساتھ چھوٹے کو اور نکاح کو

ثبت نسب اور حرمت معاہرت میں وطی کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔“

بالکل اسی طرح زنا سے رحم میں داخل ہونے والا نطفہ آیا اس سے ولد الزنا پیدا ہو گا یا نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے سواب پر مخفی ہے۔ اس لئے یہاں پر بھی نفس زنا کو جو سبب ہے استقرارِ حمل کا اور وہ سبب ہے ولد الزنا کا، قائم مقام مسبب کے بنایا ہے۔ بخلاف کیرے کے کہ جب اس کا بُن دبادیا جاتا ہے تو یقیناً تصویرِ محفوظ ہو جاتی ہے اس لئے کوئی شک اختلاط صورت میں نہیں رہتا کہ بُن دبائے بغیر صرف مناظر دیکھنے کو قائم مقام تصویرِ حرم کے قرار دیا جائے۔

نفس زنا کے ولد الزنا کا باعث ہونے کے بارے میں امام ابو بکر الجحاص، احکام القرآن (۳/۲۰۰، دارالکتاب العربي) میں فرماتے ہیں:

وكان ذالك يؤدى إلى ابطال الأنساب واسقاط ما يتعلّق بها من الحقوق والحرمات.

(ترجمہ) ”اور یہ زنانبوں کے باطن کرنے کی طرف اور اس کے ساتھ جو حقوق اور حرمتات وابستہ ہیں ان کے ساقط کرنے کی طرف متوجہ ہے۔“

نیز امام رازی رحمہ اللہ، تفسیر کبیر (۱۰/۱۹۹، جز: ۲۰) میں فرماتے ہیں: أو لها: اختلاط الأنساب وإشتباها فلا يعرف الإنسان ان الولد الذي اتت به الزانية أهوا منه أو من غيره الخ.

(ترجمہ) ”اور زنا کی وجہ سے نسب کا مختلط و مشتبہ ہونا پس کوئی شخص نہ پہچانتا کر جو بچہ زانی سے پیدا ہو رہا ہے آیا وہ اس کا ہے یا کسی اور کا۔“

وفيہ ایضاً (ص: ۲۰۰): أما كونه فاحشة فهو إشارة إلى اشتماله على فساد الأنساب الموجبة لخراب العالم.

(ترجمہ) ”بہر حال زنا کا فاحشہ ہونا تو اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ زنانبوں کو خراب کر دیتا ہے جو کہ تمام عالم کے فساد کا باعث ہے۔“

ای طرح امام قرطی جامع لاحکام القرآن (۵/۲۵۳، ۳۵۳، ۳۵۴) میں فرماتے ہیں:

وینشاعنه استخدام ولد الغير واتخاذه ابناً وغير ذالك من الميراث وفساد الأنساب باختلاط المياه.

(ترجمہ) ”زن سے یہ بات بھی جنم لیتی ہے کہ غیر کے بچے سے خدمت لیتا اور اس کو بیٹا بنانا اس کے علاوہ میراث اور نسب کا فاسد ہونا اختلاط ماء منويہ کے اختلاط کی بنا پر۔“

ای طرح قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، تفسیر مظہری (۵/۳۳۶، ۳۳۷) میں فرماتے ہیں:

وَسَاءَ سَيِّلًا بِنْس طریقاً طریقه وہ الغصب علی الابضاع المزدی إلی قطع الأنساب وہیجان الفتن.

(ترجمہ) ”بہت ہی براراستہ ہے جو کہ لے جانے والا ہے نسب کے قطع کی طرف اور قتوں کے پا کرنے کی طرف۔“

وکذا فی روح المعانی (۱۵، ۲۷، ۵/۵).

ای طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تحانوی صاحب رحمۃ اللہ، بیان القرآن (۶/۸۳، ایم سعید) میں فرماتے ہیں: حکم هشتم نہی اذ ذنا ”وَلَا تَقْرَبُوا الِّزَّنِي إِنَّهُ كَانَ فَاجِحَةَ وَسَاءَ سَيِّلًا“ (الاسراء: ۳۲) اور زنا کے پاس بھی مت پھکلو (یعنی اس کے مبادی و مقدمات سے بھی بچو) بلاشبہ (فی نفسہ بھی) بڑی بے حیائی کی بات ہے اور (باعتبار مغاید کے بھی) بڑی راہ ہے (کیونکہ اس پر عداوتیں اور قتنه اور تصمیع نسب مرتب ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب مثلاً زید کی تصویر کیمرے سے پرنسٹ پر آنے کے بعد بالاتفاق تصویرِ محمد ہے تو اب ذرا نئے میں یہ فرق کرنا کہ نیکی بیو کا ذریعہ تو حرام ہے لیکن ڈیجیٹل کیمرے کا

ذریعہ جائز ہے بلکہ تصویر ہی نہیں، اس سے تو یہ ثابت ہو گا کہ شے محرم کے بعض اساب حرام ہوں گے اور بعض اساب حلال ہوں گے اگر کوئی شخص حرام تک جائز اساب کے ذریعے پہنچتا چاہے تو عین حرام میں بنتا ہونے سے پہلے وہ گناہ گار نہیں ہو گا جیسے اگر کوئی شخص ڈیجیٹل کیرے میں تصویر کھینچتا ہے پھر اس کو اسکرین پر دیکھتا ہے دکھاتا بھی ہے تو یہ تو سب جائز ہو گا لیکن پرنٹ پر آنے کے بعد اس کا فعل حرام ہو گا جس کو بغیر ضرورت کے کیا ہی نہیں جاتا۔ کیونکہ جب تصویر کے تمام تلذذات و مقاصد اسکرین پر حاصل ہو رہے ہیں اور گناہ بھی نہیں ہے تو کون احمد اس کو پرنٹ پر لا کر جو غیر ضروری ہے ایک ایسی حرام چیز کا ارتکاب کرے گا جس کی حرمت تو اتر سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس کی حرمت پر اجماع ہے بلکہ اگر ذرا بکھدار ہو گا تو تصویر سازی کے آخری مرحلے کا گناہ بھی کسی فوٹو گرافر کو جا کر دے گا کہ اس کی تصویر یہ نکال دو۔ لہذا اس چپ سے تصویر بنانے کا گناہ فوٹو گرافر پر آئے گا نہ کہ ابتداء میں ڈیجیٹل کیرے سے تصویر کھینچنے والے پر۔ ہماری دانست میں شریعت اسلامیہ کا یہ وہ واحد مسئلہ ہو گا جس کی حرمت دلیل قطعی متواتر المعنی نصوص سے ثابت ہو، اور جس کی حرمت پر تمام صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء کرام، محدثین عظام معتقدین و متأخرین سب کا اجماع اور اتفاق ہو۔ وہ مسئلہ بعض صورتوں میں حرام ہو گا (پرنٹ پر آنے کے بعد) اور بعض صورتوں (تصویر محفوظ کرتے وقت اور اسکرین پر دیکھتے وقت) میں اس پر حرمت کا اطلاق ہی نہیں ہو گا۔

اسی طرح فقهاء کرام نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ جب حدت و حرمت کسی شے میں جمع ہو جائیں تو جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی چنانچہ علامہ ابن حثیم رحمہ اللہ، الاشیاء والظائر (صفحہ: ۱۰۹، میر محمد کتب خانہ کراچی) میں اصول بیان کرتے ہیں: اذا اجتمع الحلال والحرام غالب الحرام۔ (ترجمہ: ”جب حلال و حرام کسی چیز میں جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہو گا۔“)

اور اس کے بعد اس اصل کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ثابت کرتے ہیں: ما اجتمع الحلال والحرام الا غالب الحرام الحلال ، (ترجمہ) ”حلال و حرام جمع نہیں ہوتے ہیں مگر یہ کہ حرام کو حلال پر ترجیح دی جاتی ہے“ اس روایت کو اگرچہ امام تیہقی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن مصنف عبدالرزاق میں اس کو موقوفاً جبکہ علامہ زبلیعی رحمہ اللہ نے تبیین الحقائق (۵۲/۶، مکتبہ امدادیہ ملتان) میں اس کو مرふعاً ذکر کیا ہے۔

اس اصل کا حاصل یہ ہے کہ جب کسی شے میں حلت و حرمت کی دلیل میں تعارض آئے تو جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی اور یہ ترجیح صاحب التحریر کی صراحت کے مطابق احتیاطاً دادی جائے گی چنانچہ صاحب اشیاء (صفہ: ۱۰۹) پر یہ تحریر فرماتے ہیں: و فی التحریر يقدم المحرم تقليلاً للنسخ واحتياطاً (ترجمہ) ”او تحریر میں یہ بات مذکور ہے کہ محرم کو احتیاط اور قلت^{لشخ} کی بناء پر مقدم کیا جاتا ہے“۔ اس اصول کی وضاحت کے لئے صاحب اشیاء و حدیثیں لائے ہیں، ایک (۱) (لک من الحانض مافق الازار) (ترجمہ) ”ازار سے اور اپر تمہارے لئے حافظہ عورت سے نفع اٹھانا جائز ہے“ اور دوسرا (۲) (اصنعوا کل شی الا النکاح) (ترجمہ) ”تم حافظہ عورت سے جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو“ ان دونوں احادیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْأَوَّلَ يَقْتَضِي تَحْرِيمَ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرَّكْبَةِ وَالثَّانِي يَقْتَضِي
إِبَاحَةَ مَا عَدَا الْوَطْءَ فَرَجَحَ التَّحْرِيمُ احْتِيَاطًا. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي
حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمَالِكَ وَالشَّافِعِيِّ وَرَحْمَةِ اللَّهِ.

(ترجمہ) ”پہلی حدیث ناف اور گھننوں کے درمیان درمیان جو کچھ بھی ہے اس کی حرمت کا تقاضہ کرتی ہے جبکہ دوسرا حدیث وطی کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس کی اباحت کا تقاضہ کرتی ہے لیس احتیاطاً حرمت کو ترجیح دی گئی۔ اور یہی قول امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام مالک اور امام شافعی علیہم الرحمۃ کا ہے۔“

نیز اگر حلت و حرمت دونوں مساوی ہوں تو وہاں پر بھی جانب حرمت کو احتیاطاً ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ صاحب اشیاء (صفحہ: ۱۱۲) پر فرماتے ہیں:

السابعة: لو اختعلط لین المرأة بماء او بدؤاء او بلبن شاة فالمعتبر الغالب وثبت الحرمة اذا استوريا احتياطاً كمائفي العناية.

(ترجمہ) ”ساتواں: اگر عورت کے دودھ کے ساتھ پانی یا دوایا بکری کا دودھ مل جائے تو غالب کا اعتبار کیا جائے گا اور حرمت ثابت ہوگی اگر دونوں برابر ہوں احتیاطاً جیسا کہ عنایہ میں ہے“

نیز علامہ ابن حام رحمہ اللہ نے فتح القدر (۳/۲۵۳، دار الفکر) میں جانب حرمت کی ترجیح کو وجوب پر محول کیا ہے، فرماتے ہیں:

ولو تساوياً وجب ثبوت الحرمة لانه غير مغلوب فلم يكن مستهلكاً.
(ترجمہ) ”اور اگر دونوں برابر ہوں تو حرمت کا ثبوت وجوبی طور پر ہو گا اس لئے کہ وہ مغلوب نہیں ہے یعنی عورت کا دودھ، تو اس کو معدوم نہیں سمجھا جائے گا۔“
اور بعدنہ یہی عبارت الحرارائق (۳۹۸/۳) میں موجود ہے۔

عبارات مذکورہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چاہے جانب حرمت غالب ہو، یا مساوی۔ احتیاطاً جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی اور احتیاط پر عمل کرنا واجب ہو گا جیسا کہ حرمت رضاعت میں کا تقدم، اسی طرح تحکم اگر خون کے مساوی ہے تو وضوا و روزے کے نوٹے میں احتیاط کا قول بھی وجوب پر محول ہے۔

كمافي الشامية (۱/ ۳۹، ۳۸): وينقضه دم مائع من جوف او فيم غالب على بزاق حكماً للغالب أو سواه احتياطاً. (قوله:
احتياطاً) اى لا حتمال السيلان وعدمه فرجح الوجود احتياطاً.
(ترجمہ) ”پیٹ یا منہ سے بہنے والا خون وضو کو اس وقت توڑے گا جبکہ وہ تحکم پر غالب یا وہ دونوں برابر ہوں احتیاطاً مصنف کا قول احتیاطاً یعنی بہنے

اور نہ بہنے کے احتمال کی وجہ سے پس ترجیح وی جائے گی وجود کو احتیاط۔“
وفی الدر المختار (٣٩٦/٢): اما اذا وصل فان غالب الدم
اوتساوا فسد والا لا۔ (انتهی)

(ترجمہ) ”اور اگر خون والا تحکم طلق میں چلا گیا پس اگر خون غالب ہے یا
خون اور تحکم برابر ہیں تو روزہ ثوث گیا ورنہ نہیں۔“

لہذا زیر بحث مسئلہ میں جہاں ڈسک کے اندر محفوظ نیز اسکرین پر آنے والے مناظر
کے تصویر محروس ہونے نہ ہونے میں جو اختلاف ہو رہا ہے اس میں بھی احتیاطاً جانب حرمت
کو ترجیح دینا واجب ہو گا کیونکہ حلت و حرمت کے دلائل کم از کم مساوی تو ہیں جس کا اعتراف
خود اصحاب فتویٰ کر رہے ہیں۔ چنانچہ (صفحہ: ۳۳) پر فرماتے ہیں (تاہم میں ایک اعتبار
سے احتیاط اسکرین کے منظر کو تصویر قرار دینے والے حضرات کی رائے میں ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب ان حضرات کے نزدیک احتیاط قائمین عدم جواز کے قول
میں ہے تو اس احتیاط پر عمل کرنا نہ کورہ بالاعبارات فقهاء کی وجہ سے واجب ہو گا۔ اگرچنان
حضرات نے باقی دونوں آراء کو بھی احتیاطاً اختیار کیا ہے (یہ بھی محل نظر ہے) کیونکہ احتیاط کا
مطلوب یہ ہے کہ کسی ایک دلیل پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ علامہ کاشانی رحمہ اللہ نے بدائع
الصنائع (۲۳۶/۱) میں صراحت کی ہے:

والثانی ان الأخذ بالاحتیاط عند الاشتباه واجب (انتهی).
(ترجمہ) ”وسری بات یہ ہے کہ اشتباه کے وقت احتیاط کو لیتا اور اس کو اختیار
کرنا واجب ہے“

تو اگر دو (۲) تین (۳) اقوال میں احتیاط کو اختیار کیا جائے گا تو سب پر عمل واجب
ہو گا۔ اور کسی ایک پر بھی عمل کو ترک کرنے والا ترک واجب کے گناہ میں بنتا ہو گا اور یہ ممکن
نہیں کہ آن واحد میں یا ایک ہی عمل میں جانب حلت و حرمت دونوں پر عمل کیا جاسکتا ہو۔
لہذا صورت مسئولہ میں جبکہ قائمین عدم جواز کے قول پر احتیاط کی صراحت بھی موجود

ہے تو مذکورہ بالاتفاقی عبارات کی بنابر اس مسئلے میں بھی جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی نیز جبکہ اکابرین مفتیان کرام کی صراحتیں جس میں ان تمام مناظر کو تصویر ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے آئندہ صفحات پر دیکھی جاسکتی ہے۔ وہ بھی عمل علی الاحتیاط کے لئے منزح ہیں۔

(۸) سکرین یا پردوے پر ظاہر ہونے والے مناظر تصویر ہیں

مذکورہ بحث ڈسک یا سی ڈی میں محفوظ مناظر کے تصویر ہونے نہ ہونے سے متعلق تھی۔ اب رہایہ مسئلہ کہ جب یہ مناظر کپیوٹر یا ٹی وی اسکرین پر یا سینما کے پردوے پر ظاہر ہوں تو آیا ان پر تصویر حرم کا اطلاق ہو گایا نہیں۔ زیر نظر فتوے میں ان مناظر کو تصویر حرم سے خارج کیا گیا ہے چنانچہ (صفحہ: ۳۲) پر فرماتے ہیں: البتہ اکابر جامعہ دارالعلوم کی نظر میں ٹی وی کے ناجائز ہونے کی وجہ تصویر نہیں (کیونکہ ٹی وی اسکرین پر جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ شرعاً تصویر کے حکم میں نہیں ہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اسکرین یا پردوے پر آنے والے مناظر تصویر کے حکم میں نہیں۔

ڈیجیٹل کیسرے کے ڈیٹا میں (0-1) کے تصویر ہونے نہ ہونے کی جو طویل بحث ہم نے کی ہے اس کی وجہ اکابرین اہل فتاویٰ کے اس مسئلے کے بارے میں صریح اقوال کا نہ ہوتا تھا، کیونکہ ڈیجیٹل کیسرہ چند سال پہلے موجود میں آیا ہے اس لئے ہمارے اکابرین کی صراحتیں اس باب کے اندر موجود نہیں ہیں۔ لیکن جہاں تک تھی وی اسکرین یا سینما گھر کے پردوے پر تحرک مناظر کا تعلق ہے اس کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب (نور اللہ مرقدہ) سے لے کر حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تک حرمت کی صراحتیں موجود ہیں اور یہ فتوے کا اصول ہے کہ جس مسئلے میں حقد میں اور متاخرین میں سے کسی کا قول موجود ہو تو اسی کو اختیار کیا جائے گا لہذا اس مسئلے میں ہم صرف ان اکابرین کے فتاویٰ کو نقل کرنے پر اتفاق رکھیں گے۔

چنانچہ حضرت القدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، امام افتاؤی (۲۵۷/۳) میں ایک استفاء کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

سوال نمبر ۳۲۶: عدم جواز سینما و بائسکوپ..... سینما (جس میں قصہ کے پیرایہ میں تصویریں مشین کے ذریعہ دکھائی جاتی ہیں) دیکھنے کا مجھ کو کچھ شوق ہے اور مقصود اس کے دیکھنے سے یہ ہوتا ہے کہ چونکہ تصاویر یورپ اور امریکہ کے مکانات اور اشخاص وغیرہ کی دکھائی جاتی ہیں، اس لئے ان تصاویر سے یورپ اور امریکہ کے مذاق کا پتہ چلے اور معلوم ہو کہ وہ لوگ اپنے مقاصد کو کس طرح حاصل کرتے ہیں، فلہذ ارشاد ہو کہ کیا سینما میں دیکھ سکتا ہوں؟

از ناجائز..... سلام منون یہ سینما کا کھیل تصاویر متحرک کا تماشا (۲) ہے اس سے پہلے ایک قسم کا باجا بجا یا جاتا ہے اس کے بعد بجلی کے ذریعے سے تصاویر متحرک کی جاتی ہیں۔

۹۔ بعض حضرات نے اکابرین کی تصريحات کا جواب دیا ہے جس کو ایکال و جواب کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

ایکال: اکابرین کے حوالوں سے آپ نے ثابت کیا ہے کہ سکرین پر نتش کو انہوں نے تصویر کہا ہے۔ فرق خلاف یہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اس کو تصویر کہنے کی کوئی علت ذکر نہیں کی اور ہماری تحقیق کے مطابق وہ تصویر نہیں بلکہ تکھے سے گزرنے والی روشنی کا تکھ نہیں ہے جو پاسیدا رہنمیں اللہ اور تصویر نہیں اور اکابر کے قول کو یا تو محاذ پر محول کیا جائے یا کہا جائے کہ ان کی حقیقت حال کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔

جواب: حضرت والانے اپنے ایکال میں قائل ہیں جواز کی طرف سے دو بالیں ذکر کی ہیں۔ پہلی یہ کہ اکابرین نے تصویر کہنے کی علت بیان نہیں کی ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کی حقیقت حال کی طرف توجہ نہ ہوئی ہو۔ ان دونوں اشکالات کا جواب یہ ہے کہ جب اکابرین اہل فتاویٰ کسی چیز کی حرمت و علت کی صراحت کروں تو اس میں علت کا مطالبہ ہی درست نہیں کیونکہ اگر اس مطالبے کی اجازت دے دی جائے گی تو اس مجہدین و فتحہ امت سے جتنے بھی محلات و حرمات مخصوص ہیں ان میں علت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ سے پوچھنے گئے مذکورہ استثناء میں علت بھی موجود ہے۔ چنانچہ ایکال پوچھتا ہے (یہ سینما کا کھیل تصاویر متحرک کا تماشا ہے) مذکورہ ہے تصاویر متحرک سے مطلب یہی ہے کہ روشنی کے ذریعے جو تصاویر بن رہی ہیں ان میں پاسیدا اور نہیں ہے آیا یہ تصویر محمدؐ کے حکم میں ہو گی یا نہیں؟ اس کے جواب میں حضرت نے ان کو تصویر محمدؐ کی کہا ہے۔ (اما و الفتاویٰ ۲۵۷/۲، ۲۵۸/۲) اس لئے یہ کہنا کہ اکابرین سے علت مخصوص نہیں یہی حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے کہ حضرت اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیک ان حضرات کی حقیقت حال کی طرف توجہ نہیں ہوئی بندہ ناجائز کی اتنی بہت نہیں ہے کہ عدم توجہ کا قول ان حضرات کی طرف منسوب کرے۔

(جواب)..... سینما میں جبکہ تصاویر حرمہ موجود ہیں، اور شیعی محرم سے انتہائی وتندا ناجائز ہونا معلوم ہے پھر سوال کی کیا گنجائش ہے اور اس سے جو مقصود لکھا ہے اولًا تو مقصود کی مشروعيت طریق کی اباحت کو مستلزم نہیں پھر مقصود بھی کو ناضر و ری ہے اور باجے کا منضم ہونا اور بھی فتح کو بڑھا دیتا ہے۔ (انٹھی)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے اس جواب سے واضح ہو گیا کہ سینما کے پردے پر فلم دیکھنے کے حرام ہونے کی اصل علت تصویر حرمہ ہے اسی لئے آگے حضرت نے (باجے کا منضم ہونا اور بھی فتح کو بڑھا دیتا ہے) فرمایا ہے جو ثانوی درجہ کے مفاسد ہیں۔ اگر کوئی یہ کہہ کر شاید و مگر مفاسد ہی کی بنا پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے اگر پردے پر دیگر مفاسد موجود ہوتے تصاویر کا استعمال نیک مقاصد کیلئے ہوتا تو حضرت اس کے جواز کا فتویٰ دیتے اس کا جواب بھی امداد الفتاوی (۳۸۵/۲) میں موجود ہے۔

سوال نمبر ۳۸۷:..... السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آج بہت مجبور ہو کر اپنی پریشانی کی اطلاع عرض کرتا ہوں کہ دو چار دن سے امر تر میں ایک فلم (تماشا کمپنی) آئی ہے جس میں حج کے ارکان و افعال کی تصویریں اور ان کا معائنہ کرایا جاتا ہے۔ امر تر کے کل اہل علم نے فتویٰ دیا کہ یہ تماشا دیکھنا منع ہے اور ڈپٹی کمشنز سے درخواست کر کے اس تماشا کو منع کرایا گیا۔ شہر کے بعض مسلمان اشخاص نے دوبارہ درخواست کر کے اس کو پھر جاری کرایا، اور اشتہار دیا کہ علماء نے غلطی کی کہ اس کے دیکھنے سے منع کیا ہے اس میں حج کا شوق پیدا ہوتا ہے، کوئی امر سوائے حجاج کی تصاویر اور حرکات و عبادات کے نہیں اور ان امور کا دیکھنا مباح اور ثواب ہے، اس اطلاع سے یہ غرض ہے کہ حضرت والا کوئی عنوان مؤثر اور کوئی آیت یا حدیث جس کی ولالت اس فلم اور تماشا کی حرمت پر ہو، اس کی تعلیم فرمادیں؟

الجواب:..... السلام علیکم، اب تو ایسے رنج و غم کا وقت ہی ہے کس کس چیز کو روایا جائے پھر جبکہ اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں غم کا سامان جمع ہو، میری حالت تو معلوم ہے کہ اب محنت کا کام نہیں ہو سکتا، مگر کچھ متفرق امور احوالاً ذہن میں آئے انہی کوئی صاحب علم مع

ان اضافوں کے جوان کے ذہن میں آؤں مبسوط اور مر بوط کر لیں۔

اس فلم بینی کی حرمت کی وجوہات ذکر کرتے ہوئے نمبر (۲) پر فرماتے ہیں: اس میں تصویروں کا استعمال اور ان سے تلذذ ہوتا ہے، اور اس کے صحیح میں کسی کو کلام نہیں گو عابدین ہی کی تصاویر ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما الصلوة والسلام کی تمثیل جو بیت اللہ کے اندر بنائی گئی تھیں ان کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے معلوم ہے۔ (انتحی)

حضرت حکیم الامت کے مذکورہ بالا دونوں فتووں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ پردے پر جو جاندار تصاویر کے مناظر نظر آ رہے ہیں، ان کی حرمت تصویر ہوتا ہے اس لئے کرج کے مناظر جن میں اگرچہ ظاہری مفاسد موجود نہیں بلکہ ان کو نیک مقاصد کیلئے پیش کیا جا رہا ہے اس کے باوجود حضرت اس کو حرام قرار دے رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اس میں تصاویر موجود ہیں۔

ای طرح حضرت مفتی عبدالرحیم لاچپوری رحمہ اللہ، فتاویٰ رحیمیہ (۱۰/۱۳۷، مکتبہ دارالاشرافت) میں ٹیلی ویژن رکھنے سے متعلق ایک استثناء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال:..... گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا شمارہ وہ لعب میں ہے یا نہیں؟ یہاں اس کا بہت رواج ہو گیا ہے اور اب اس کے ساتھ وید یو بھی عام ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر کوئی صرف خبریں سنے تو کیا حکم ہے؟ لیکن اکثر خبر نشر کرنے والی عورت ہی ہوتی ہے۔ مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیے۔

جواب:..... ٹیلی ویژن لہو و لعب اور گانے بجانے کا آله ہے اس میں جاندار تصاویر کی بھرمار ہوتی ہے مردوں کی نظر نا حرم عورتوں کی تصویر پر اور عورتوں کی نظر نا حرم مردوں کی تصویر پر پڑتی ہے بلکہ ارادتنا و شوقاً و غبتاً و یکھا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ خبریں سننے کیلئے خبر دینے والے کی تصویر دیکھنا ضروری نہیں ہے لہذا یہ بالکل غیر ضروری ہے..... الی آخرہ۔ (انتحی)

حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ نے بھی اُنی وی کے عدم جواز پر جاندار تصویریں کی بھرا کو علت بنایا ہے۔ نیز خبریں سننے کو صرف اس لئے ناجائز قرار دیا ہے کہ خبریں کیونکہ بغیر تصویر کے سبی جا سکتی ہیں۔ جیسے ریڈ یوو غیرہ پر اس لئے ان کا دیکھنا بھی تصویر کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

اسی طرح مفتی اعظم ہند و امیر جمیعت علماء اسلام ہند حضرت مفتی کفایت اللہ وہلوی رحمہ اللہ، کفایت المفتی (۹/۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۰، دارالاشراعت) پر حج فلم سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال:..... ایک فلم (حج فلم) کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کو طواف کرتے دکھایا گیا ہے یہ فلم دیکھنا، دکھانا کیسا ہے؟

جواب:..... چلتی پھرتی تصویریں فلم پر دیکھنا محض لہو و اعب کے طور پر ہوتا ہے تصویر سازی حرام ہے اور تصویر بینی اور تصویر نمائی اعانت علی الحرام، اس لئے فلم خواہ حج کے منظر کی ہو، بنائی، دیکھنی، دکھانی سب ناجائز ہے۔ (انتحی)

حضرت مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ پردوے کے مناظر کو تصویر بینی اور تصویر نمائی فرمار ہے ہیں۔ لیکن ان مناظر کا دیکھنا اور دکھانا تصویر ہی کا دیکھنا اور دکھانا ہے اور اسی لئے یہ حرام ہے خواہ حج کے منظر ہی کی ہو۔

اسی طرح فقیہہ ملت مفتکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ، فتاویٰ مفتی محمود (۱۰/۲۲۰، جمیعت بلیکشن) میں ایک استفتاء کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

سوال:..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل فلم خاتمة خدام رہی ہے کہا جاتا ہے کہ اس فلم کے دیکھنے سے حج اور تیارت کی تغیب ہوتی ہے اس لئے اس کا دیکھنا جائز ہے کیا واقعی اس فائدہ کو ملاحظہ کر کا اس کا دیکھنا جائز ہے؟ صحیح شرعی پوزیشن سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیں۔

جواب:..... فلم خاتمة خدا، کا دیکھنا اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ دوسری فلمیں

در اصل سینما یورپ کی بے حیا اور عربیاں تہذیب کی اشاعت کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ ہے۔ اس کے بعد اسلامی تعلیمات یہ ہیں (المصوروں اشد الناس عذاباً يوم القيمة۔ الحدیث) (ترجمہ) ”تصویر کھینچنے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں بیٹلا ہوں گے۔“

(لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة، الحدیث)

”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصویر ہو۔“

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے گھر میں ایک کپڑا دریچہ پر رکھایا تھا جس میں تصویر یہی بنتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کپڑے کو ہٹانے کیلئے حکم فرمایا۔ (امیطی عنا قرامک) (ترجمہ) ”اپنے پردے کو مجھ سے ہٹا دو دو کر دو۔“

الغرض تصویر بنانا اور اس کو مکان میں رکھنا پردے پر تصویر کا ہونا، یہ سب منوع ہیں۔

فلم خاتمہ خدا، میں یہ تمام شرعی محربات موجود ہیں، اس لئے اس کا دیکھنا حرام ہے۔ خاتم کعبہ (زادھا اللہ شرقاً) میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہم السلام اصلوۃ والسلام کی تصویریں بھی تھیں جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کمک مردم کے موقع پر ہٹانے اور مٹانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس لئے طوافِ زیارت کرنے والوں کی تصویریں کی پردوں پر نمائش کا کسی طرح بھی جواز نہیں تکلیف کرتا۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں بیٹلا کئے گئے ہیں کہ اس فلم سے حج اور زیارت کی ترغیب ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ محربات شرعیہ کا ارتکاب کر کے حج کی ترغیب دینی جائز نہیں ہو سکتی۔ اسلامی تعلیم میں حرام کو خیر کا فریضہ نہیں بنا�ا جا سکتا۔ پھر پاکستان میں حج کے خواہش مندوگ جن پر حج فرض ہے ان کو بھی زرمباولہ کی کمی کی وجہ سے حج کی عام اجازت نہیں مل رہی اس لئے یہاں زائد ترغیب کیلئے فلموں سے کام لیتا عقل کے بھی خلاف ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک فلم خاتمہ خدا میں پہلے نصف وقت میں حسب معمول فواحش کی تربیت و تعلیم ہوتی ہے، آخر میں پھر یہ فلم دکھائی جاتی ہے اس طرح فواحش کا ارتکاب بھی اس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فریگی

تہذیب کے اثرات اور ناجائز امور کے ارتکاب اور ان کو بمنظراً تحسان دیکھنے کی لعنت سے محفوظ رکھے۔

حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ نے پردے کے مناظر کی حرمت پر یہی وجہ حرمت ذکر کی (الغرض تصویر بنانا اس کو مکان میں رکھنا اور پردے پر تصویر کا ہونا یہ سب منوع ہے، فلم خانہ خدا، میں یہ سب شرعی محظاًت موجود ہیں اس لئے ان سب کا دیکھنا حرام ہے) نیز (اس لئے طوافِ زیارت کرنے والوں کی تصویریوں کی پردوں پر نماش کا کسی طرح بھی جواز نہیں نکل سکتا)۔ اس میں خاص طور سے پردے پر تصویر کا ہونا جیسا کہ سینما گھر کی اسکرین پر ہوتا ہے صراحتاً ذکر دیا کہ اس کے مناظر بھی تصویرِ حرمہ کے حکم میں ہیں۔ اسی طرح فتاویٰ مفتی محمود (۳۵۲/۱۰) میں ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر یہی مسئلہ کہ آجکل ایک فلم موسومہ اللہ اکبر کا بہت چرچا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس میں تمام ممنوعات شرعیہ سے احرار کیا گیا ہے۔ اندر یہ حالات اس کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز عدم جواز حقیقی ہے یا کہ اضافی یعنی محلی؟
جواب: ناجائز ہے اس لئے کہ اس میں لوگوں کی تصویریں وغیرہ دکھائی جاتی ہیں۔ اگر صرف مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی جاتی ہو تو اس میں قباحت نہیں ہے۔

الجواب: کوئی فلم اور سینما تصویریوں سے خالی ہوتا ہی نہیں، بلکہ فرش اور مغرب اخلاق تصاویرِ حقیقی زیادہ ہوں لوگ اس میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ فلم اللہ اکبر بھی تصاویر سے بھر پور ہے اور اس کے تیار کرنے میں فساق (مرد و عورتیں) جاج کے روپ میں پیش کئے جاتے ہیں اور فرضی روضۃ القدس اور فرضی شبیہ کعبہ تیار کر کے اس کا طواف دکھایا جاتا ہے۔

قدس مقامات کو لہو اعلب کے موقع میں پیش کرنا ان کی توہین ہے اور ان مقامات کی عظمت وہیت دلوں سے ساقط ہو جاتی ہے، وغیرہ ذالک من المفاسد، اس لئے یہ

فلم بھی اور فلموں کی طرح ناجائز ہے بلکہ اس میں زیادہ قباحت ہے کیونکہ بہت سے لوگ اس کو حلال سمجھتے ہیں جس طرح احتلال الحرام کفر ہے اسی طرح اس کو اگر ہم کفر نہ بھی کہیں تو اس کی قباحت اور فلموں سے اس لئے زیادہ ہے کہ اور فلموں کو لوگ گناہ سمجھتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

حضرت کے فتوے کی آخری چند سطور قابل غور ہیں کہ تمام فلموں اور پروگراموں کو لوگ گناہ سمجھ کر دیکھتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے (جب کہ کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ تصویر ہی نہیں ہے)

اسی طرح مفتی اعظم سعودی شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز، فتاوی اللجنۃ الدائمة (۶۷۲/۱) پر ایک استفشاء کا جواب دیتے ہوئے، ٹیلی ویژن، ویڈیو اور سینما کے پردے پر تصویر دیکھنے سے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

فتوى نمبر (۵۸۰۷): سوال:..... قرأت كتابكم فى تحريم الصور واريدان أسأل بهذا الصدد فطالما انكم افتتحتم بتحريم التصوير فانه يوجد نوع آخر حديث من التصوير وهو ما نشاهدہ في التليفزيون و الفيديو وغيرهما من الاشرطة السينمائية حيث تكون صورة الشخص كما يقولون حسية ويحتفظ بها لزمن طويل فما هو حكم هذا النوع من التصوير؟ (ترجمہ) ”سوال: تصویر کی حرمت کے بارے میں میں نے آپ کی کتاب پڑھی پس آپ نے فتویٰ دیا ہے تصویر کی حرمت پر (لیکن میں چاہتا ہوں کہ تصویر کے بارے میں کچھ سوال کروں کیونکہ موجودہ زمانے میں تصویر کی ایک اور قسم پائی جاتی ہے جس کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں ٹیلی ویژن، ویڈیو اور (سینما وغیرہ پر) تصویر کی اس قسم کا کیا حکم ہے؟“

جواب: حکم التصوير یعم ما ذکرت. یعنی حرمت تصویر کا حکم عام ہے جو میں ذکر کر چکا ہوں۔ چنانچہ (۶۷۲/۱) فتاوی اللجنۃ میں تصویر کی حرمت کا ذکر ان الفاظ

میں کیا ہے:

التصویر الشمسي للاحيا من انسان او حيوان والاحفاظ

بهذه الصور حرام بل هو من الكبائر. (انتهی)

(ترجمہ) "جاندار کی تصویر بنانا چاہیے وہ انسانوں میں سے ہو یا کوئی اور جاندار،

اور ان تصویروں کا حفظ کرنا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔"

معلوم ہوا کہ شیخ بن بازر حمد اللہ کے نزدیک جس طرح تصویر بنانا حرام ہے (حکم

التصویر یعنی ماذکرت) (ترجمہ) "تصویر کا حکم عام ہے جو میں ذکر کر چکا ہوں" کی بنا

پر اس تصویر کے مناظر کا میل ویژن کی اسکرین اور سینما کے پر دیکھنا بھی حرام ہے۔

اسی طرح حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ علی وی اور ویڈیو پر

اچھی تقاریر سننے سے متعلق ایک استثناء کے جواب میں آپ کے سائل اور ان کا حل

(۷/۳۸۹، مکتبہ لدھیانوی) پر ارشاد فرماتے ہیں:

سوال:..... ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوتا ہے وہاں پہنچ

جاتے ہیں، اور یہاں تک ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو پہنچ کر سنتے ہیں

اور خاص کر جمع کوئی وی پر جو پروگرام آتا ہے اس کو بھی سنتے ہیں۔ لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ

جائنز نہیں، الہماں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:..... ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس

پر لعنت فرمائی ہے، میلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم حرام اور ملعون فرمار ہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا..... الی آخرہ۔

(انتہی)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے جواب سے صراحتاً معلوم ہو گیا کہ

ٹی وی اور ویڈیو کے اسکرین پر جو مناظر دکھائی دے رہے ہیں ان کی حرمت جاندار کی تصاویر

کا ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ، احسن الفتاویٰ (۳۰۲/۸) پر ویڈیو کیسٹ کے مفاسد کو تفصیل آیاں کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں: اگر یہ منطق تسلیم کر لی جائے کہ فیتے میں تصویر محفوظ نہیں بلکہ معدوم ہے اور ویڈیو کیسٹ میں محفوظ نقوشِ الٰہی اسکرین پر جا کر تصویر بنا دیتے ہیں تو اس لا حاصل تقریر سے اصل حکم پر کیا اثر پڑا؟ تصویر محفوظ ماننے کی تقدیر پر اُوی صرف تصویر نمائی کا ایک آلہ تھا۔ اب تصویر سازی کا آلہ بھی قرار پایا کہ صرف تصویر دکھاتا ہی نہیں، بناتا بھی ہے۔ اب تو اس کی قباحت دو چند ہو گئی، یک نہ شد و شد۔ مختصر یہ کہ اُوی ویڈیو کیسٹ کی تصویر کے متعلق زائد از زائد یہ کہا جا سکتا ہے کہ سائنس کی ترقی نے فن تصویر سازی کو ترقی دے کر اس میں مزید جدت پیدا کر دی اور تصویر سازی کا ایک دیقیق انوکھا طریقہ ایجاد کر لیا۔

(کاش کہ حضرت جدید ڈیجیٹل طریقے سے تصویر سازی کو دیکھ لیتے تو اس کے بارے میں کیا فرماتے، ازرام)

مگر یہ یاد رکھئے کہ تصویر خواہ کسی قسم کی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعید سے خارج نہیں۔ (اشد الناس عذاباً يوم القيمة المصوروون)۔ (ترجمہ) ”قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں تصویر بنانے والے مبتلا ہوں گے۔“

اسی طرح خیر الفتاویٰ (مکتبۃ الخیر) جو حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ کی طرف منسوب ہے، ایک سوال کے جواب میں مرقوم ہے (۱/۲۳۰) پر۔
سوال ۲۲:.....(بذریعہ فلم تبلیغ قرآن، توہین قرآن ہے)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام حامیان شرع متین اس بارے میں کہ قصص قرآنیہ کے بارے میں فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی اُوی وغیرہ پر نمائش جائز ہے یا نہیں؟ یہ کہ اس کو تبلیغ قرآن کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب (علیٰ مسیل الاقتباس) (اقتباس کے طور پر):.....پھر کوئی فلم عورتوں اور مردوں کی تصویریات سے خالی نہیں ہو سکتی، ساز و آواز بھی اس کیلئے لازم ہے جنہیں

شریعت مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے، احکام خداوندی توڑ کر محرمات شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہوئے تبلیغ کا دعویٰ غصب خداوندی کو دعوت وینا ہے۔

معلوم ہوا کہ صاحب خیر الفتاویٰ فلم پر دیکھنے مناظر کی حرمت کی علت تصویری ہی کو قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت مفتی جیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کے فتویٰ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ثیلی ویژن کی اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں وہ تصویر محرم کے حکم میں ہیں، لہذا حضرت کا فتویٰ زیر نظر فتویٰ (صفحہ: ۱۵) میں اس طرح لفظ کیا گیا ہے:

”تصویری عکس دامّ کو کہتے ہیں اسی لئے پانی میں اور شیشہ میں جو عکس نظر آئے وہ تصویر نہیں اور یہاں جب تک مقرر یوں رہا ہے اس کا عکس سامنے آتا ہے جب وہ ہٹ جائے یہ بھی ہٹ گیا اس لئے تصویری نہیں ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں وہ دکھائی جاری ہیں تو تصویر ہو گی۔“ (انتقی)

حضرت کے قول (ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں اور وہ دکھائی جاری ہوں تو تصویر ہو گی) یعنی ان کا دیکھنا تصویر محرم کے حکم میں ہو گا البتہ براو راست مناظر تصویر محرم کے حکم میں نہیں ہوں گے، معلوم ہوا کہ حضرت مفتی جیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی محفوظ کئے گئے مناظر کا ثیلی ویژن پر دیکھنا تصویر بینی کے حکم میں ہے۔

آخر میں ہم اس مسئلے سے متعلق حضرت مفتی اعظم پاکستان (نور اللہ مرقدہ) کی صراحة کو ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں چونکہ قائلین جواز کے استدلال کی اصل حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی تصویری کی وہ تعریف ہے جس کو بنیاد بنا کر ان حضرات نے اسکرین پر دیکھنے والے مناظر کو تصویر کے حکم سے خارج کیا ہے اور وہ تعریف جیسا کہ گزشتہ ابحاث میں گزر چکی کہ تصویر کا ایسا پاسیدار ہونا ہے جس کو بگ و روغن یا مسالہ لگا کر محفوظ کیا گیا ہو، اور کیونکہ یہ تعریف اسکرین اور پر دے کے مناظر پر صادق نہیں آ رہی، کیونکہ ان مناظر میں نہ ہراؤ نہیں ہے متحرک ہیں، اپنی جگہ پر قائم نہیں ہے جب کیمرہ ہٹاؤ تو اسکرین

صاف ہو جاتی ہے۔

لہذا حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی اس تعریف کی بنا پر اُن وی اور پردے کے مناظر تصویر یہ محرم کے حکم میں نہیں ہوں گے۔

ہم نے گزشتہ بحث میں اس بات کو ذکر کیا تھا کہ حضرت کی یہ قید اتفاقی ہے بیانا ل الواقع، نہ کہ احترازی اور اس کی دلیل حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی وہ صراحت ہے جو انہوں نے سینما گھر کے پردے کی حرمت پر واضح بیان کی ہے، چنانچہ حضرت "تصویر کے شرعی احکام" (صفحہ: ۹۰) پر ارشاد فرماتے ہیں:

(مسئلہ): اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سینما کا دیکھنا اگر دوسری خرایوں سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس کی ممانعت کیلئے صرف یہ کافی ہے کہ اس میں تصاویر دکھلائی جاتی ہیں۔ پھر جب حالات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اس سے بھی زیادہ بہت سے مٹکرات و محربات خود میں آ جاتے ہیں اور بہت سے معاصی کیلئے اس کا دیکھنا سب قریب بنتا ہے۔ اس لئے اس تماشے کا دیکھنا دکھلانا سب حرام ہے..... الی آخرہ۔ (اختی) اگر مفتی اعظم پاکستان کی مراد تصویر کی تعریف میں رنگ و رونگ اور مالہ لگانے سے قید احترازی ہے تو پھر حضرت سینما کے پردے کے مناظر کی حرمت پر تصویر دیکھنے کو علت کیوں قرار دے رہے ہیں۔ اور فرمارہے ہیں کہ اس کی حرمت کیلئے اتنا کافی ہے کہ اس میں تصاویر دیکھی جاتی ہیں نیز فرماتے ہیں کہ اس کا دیکھنا دکھلانا سب ناجائز ہے۔ یا تو حضرت کی صراحت درست ہے یا تصویر کی تعریف میں مالہ لگانے کی قید درست ہے۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ جب مالہ لگانے کی قید بیانا ل الواقع ہو سکتی ہے بلکہ یہ کیونکہ اس وقت کیمرے میں تصویر حفظ کرنے کی کوئی دوسری صورت موجود ہی نہیں تھی لہذا حضرت نے اور بعض دیگر حضرات نے اس قید کا اضافہ فرمایا۔

لہذا ان تمام اہل فتاویٰ کی تصریحات کے بعد جن میں حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی عبدالرحیم لاچپوری رحمہ اللہ، حضرت مفتی

اعظم ہند مفتی کلفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ، حضرت مولانا جیل احمد تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی رشید احمد دہلی تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، صاحب خیر الفتاویٰ اور صاحب فتاویٰ اللجنۃ (رحمہم اللہ) یہ تمام حضرات شامل ہیں۔

یہ کہنا کہ یہ مسئلہ مجہد فیہ ہے محل نظر ہے۔ کیونکہ مجہد فیہ مسئلے کی صورت علامہ شامی رحمہ اللہ نے شرح عقود رسم المفتی میں نیز مقدمہ شامی میں لکھی ہے کہ جب کسی مسئلے کے حکم کے بارے میں مذهب میں متفقین و متاخرین سے کوئی قول بھی موجود نہ ہو تو پھر مفتی اجتہاد کرے گا جیسا کہ شامی (۱/۱۷) پر یہ تصریح موجود ہے:

وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ مِنْهُمْ جوابُ الْبَيْتِ نَصًّا يَنْتَظِرُ الْمُفْتَى فِيهَا نَظَرٌ تَأْمُلٌ
وَتَدْبِرٌ وَاجْتِهَادٌ لِيَجْدُ فِيهَا مَا يَقْرَبُ إِلَى الْخُرُوجِ مِنَ الْعِهْدَةِ وَلَا
يَتَكَلَّمُ فِيهَا جُزَافًا.

(ترجمہ) "اگر شیپا گیا ہو متفقین سے کوئی بھی صریح جواب تو مفتی اس مسئلے میں تأمل اور تدبیر کی نظر کرے گا اور اجتہاد کرے گا۔ تاکہ وہ پائے وہ چیز جو کہ مفتی کو عہدے سے بری الذمہ کر دے اور اس مسئلے میں انکل سے کام نہ لے۔"

وہکذا فی شرح عقود رسم المفتی (ص-۲۶)، (النتھی)
جبکہ ٹوی اسکرین یا سینما کے پروے پر ظاہر ہونے والے مناظر کی حرمت کی تصریحات مذکورہ اکابرین سے جو فتوے میں سندا درج رکھتے ہیں موجود ہیں۔ اس لئے اس مسئلے کی حرمت میں جہور اہل فتویٰ کا اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے نہ کہ مجہد فیہ ہوتا۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ شہر پیدا ہو کہ مذکورہ اکابرین کے فتاویٰ جو پروے یا اسکرین کے مناظر کی حرمت پر صریح ہیں ان کا تعلق ان مناظر سے ہے جو گیکھوں کی ریل کو پرو جیکہ غیرہ کے ذریعے چلا کر سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور ریل میں تصویر پہلے سے محفوظ ہوتی ہے جبکہ ڈیجیٹل کیسرے میں تصویر کا وجود ہی نہیں ہوتا اس لئے مذکورہ بالا فتاویٰ کو ڈیجیٹل

کیمرے کے ذریعے ظاہر ہونے والے مناظر کی حرمت پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو حضرات پر دے یا اسکرین کے مناظر کو تصویر نہیں کہتے، ان کے نزدیک اس کی علت ان مناظر کا ناپائیدار ہونا ہے اور پائیداری کی تعریف ان حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ کسی بھی شے کی شبیہ کو کسی پائیدار طبق پر رنگ و رogen یا مصالح لگا کر پائیدار ہنا یا گیا ہو، یہ تعریف جس طرح ذینماں میں محفوظ مناظر کے اسکرین پر آنے پر صادق نہیں آتی بالکل اسی طرح پر دے یا اسکرین پر ظاہر ہونے والے ان مناظر پر بھی جو ریل کے ذریعہ دکھائی دے رہے ہوں صادق نہیں آتی۔ جیسا کہ زیر نظر فتوے میں اس کی کافی جگہوں پر وضاحت موجود ہے۔ لہذا مذکورہ بالا اکابرین کے فتاویٰ جس طرح ریل کے ذریعے چلائے جانے والے مناظر کو شامل ہیں بالکل اسی طرح کیمرے کے ذینماں محفوظ مناظر کو بھی شامل ہیں۔

نیز مشانخ کے مذکورہ فتاویٰ میں پر دے اور اسکرین کے مناظر کی جو حرمت ذکر کی گئی ہے ان کے قول کی دلیل مذکورہ بالا وہ تصویں بھی ہیں جن میں فرشتوں اور جنات پر (روشنی ہونے کے باوجود) صورت کا اطلاق ہوا ہے خاص کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ”علی راحتہ“ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر نہیں تھی۔ بلکہ حضرت جرجیل علیہ السلام کی ہتھی پر تھی۔ جبکہ اسکرین یا پر دے پر بھی کاغذ وغیرہ نہیں ہوتا۔

البتہ ان صورتوں پر حرمت کا اطلاق اس لئے نہیں کیا جاسکتا کہ اولاً تو ان کے خالق اللہ تبارک و تعالیٰ ہیں اور تصویر کی حرمت اللہ کی اسی صفت میں مشابہت کی بنا پر انسانوں کیلئے ہے کہ کوئی بھی ان کی اس صفت خاصہ میں ان کی ہمسری نہ کرے۔ ثانیاً ان میں پائیداری یعنی اتفاقاً نہیں تھا کہ جب چاہے فرشتہ یا جن کے جانے کے بعد بھی ان کو دیکھا جاسکتا ہو، جبکہ سینما کے پر دے یا اسی، کمپیوٹر اور موبائل اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں وہ اسی ڈسک، ہی ڈسی یا چپ سے نکل کر آتے ہیں جس میں وہ محفوظ ہوتے ہیں جب چاہیں انہیں اسکرین پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس لئے ان مناظر کو دیکھنا بھی تصویر محروم کے حکم میں

ہونے کی بنا پر حرام ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلی کلام کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) تصویر بنانے کی حرمت دور بوت سے لے کر آج تک اتفاقی ہے۔ اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۱) میں گز رچکا ہے۔

(۲) جن نصوص سے یہ حرمت ثابت ہے وہ حدیتو اتریک پہنچے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۲) میں گز رچکا ہے۔

(۳) ہر جاندار کی تصویر جو سارے پھرے کے ساتھ ہو، بنا نا مطلقاً حرام ہے۔ البتہ اس کا ویکھنا اور استعمال کرنا مقام تعظیم میں حرام ہے اور مقام اہانت میں جائز ہے لیکن ترک اس میں بھی افضل ہے۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۳) اور (۲) میں گز رچکا ہے۔

(۴) تصویر کے استعمال سے مراد یہ ہے کہ تصویر بننے کے بعد آیا اس کو گھر میں آؤ یا اس کر سکتے ہیں، پر دوں پر لٹکا سکتے ہیں نیز اس کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں وغیرہ۔ اس کی تفصیل اوپر گز رچکی ہے کہ استعمال اگر مقام اہانت میں ہے تو درست ہے جیسے تصویر کا پیروں میں ہونا، چادر یا قالین پر ہونا، جن تکیوں پر ٹیک لگائی جاتی ہے ان پر ہونا وغیرہ۔ اور اگر مقام تعظیم میں ہے تو اس کا استعمال حرام ہو گا جیسے دیواروں پر لٹکانا، با تصویر پر دوں کا لٹکانا، قبلہ کی طرف تصویر کا ہونا وغیرہ۔ نیز تصویر کا استعمال کیوں جائز ہے اس کی تفصیل تمہید نمبر (۳) میں گز رچکی ہے۔

(۵) ہاتھ اور فلم کیسرے کی تصویر ایک حکم میں اس لئے ہے کہ جس طرح ہاتھ سے تصویر ہنائی جاتی ہے، ویسے ہی کیسرے کا بٹن دبا کر تصویر کا عکس محفوظ کیا جاتا ہے۔ نیز مقاصد اور علل میں بھی دونوں برابر ہیں۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۲) میں گز رچکا ہے۔

(۶) ڈیجیٹل کیسرے میں (۰-۱) زیروں کے زید کا بعض عکس نہ ہونے کے باوجود اس کی حرمت تین وجہ سے ہے:

(الف) زید کی تصویر کے اصل ہونے کی بنا پر۔

(ب)۔ زید کی تصویر کے سبب ہونے کی بنا پر۔

(ج)۔ بوقت تعارض جانب حرمت کو ترجیح دینے کی بنا پر۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۷) میں گزر چکا ہے۔

(۷)۔ اسکرین پر ظاہر ہونے والے مناظر کی حرمت اولًا تو اکابرین اہل قتوائی کے فتووال کی بنا پر ہے۔ کما تقدم (جیسا کہ گزر چکا ہے)۔ نیز کیونکہ ان کا ظہور کیسرے کی ڈسک یا چپ میں محفوظ ہونے کے بعد ہو رہا ہے اس لئے یہ بھی محفوظ عکس ہونے کی بنا پر حرام ہے۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۷) اور (۸) میں گزر چکا ہے۔

(۸)۔ بر قی شاعروں پر صورت کے اطلاق کے بارے میں گزشتہ احادیث میں نصوص پیش کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ صورت پہلی بار سامنے آئی ہے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۷) میں گزر چکا ہے۔

(۹)۔ بر قی شاعروں کا (۰-۱) زمرون میں ہونا ان کی حلت یا حرمت ہمارے اکابرین سے اس لئے منقول نہیں ہے کہ یہ ان کے بعد کی ایجاد ہے البتہ اسکرین پر ظاہر ہونے والے ناپائیدار مناظر کی حرمت کو ہم نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تک بحوالہ ان کے فتویٰ کے نقل کر دیا ہے۔ جیسا کہ تمہید نمبر (۸) میں گزر چکا ہے۔

(۱۰)۔ تصویر کے مسئلہ میں جو استثنائی صورتیں مثلاً شناختی کاررو، پاپورٹ وغیرہ کی سادہ کیسرے میں ہیں وہی ڈیجیٹل کیسرے میں بھی ہوں گی، یعنی ان کا کھنچوانا جائز ہو گا اور کھینچنا حرام ہو گا۔ جیسا کہ ”تصویر کے شرعی احکام“ (صفحہ: ۸۱) پر صراحت موجود ہے۔

هذا ما ظهرلى من الفتاح الوهاب

فقط